اعلام الجاهل المتعصب العنید بمقام الامام وحکم التقلید

مقامِ امام اعظم اور فقہ حنفی



شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ

مفتی محمد منظور احمد فیضی علیہ الرحمۃ

ترتیب وتخریج وتحقیق

مفتی محمد اکرام المحسن فیضی



انجمن ضیاء طیبہ


مقامِ امام اعظم
اور
فقہ حنفی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ضیائی سلسلہ اشاعت	:	۱۰۰
نام کتاب	:	مقامِ امامِ اعظم اور فقہ حنفی
مُصنّف	:	مفتی محمد منظور احمد فیضی علیہ الرحمۃ
ترتیب وتخریج وتحقیق	:	مفتی محمد اکرام المحسن فیضی
صفحات	:	۱۹۳
تعداد	:	۱۱۰۰
سنِ اشاعت	:	جون ۲۰۱۴ء/شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ
پُروف ریڈنگ	:	ندیم احمد ندیم نورانی
کمپوزنگ	:	مرزا فرقان احمد
سرورق	:	محمد زبیر قادری
طباعت	:	
ہدیہ	:	
ناشر	:	ضیائی دارالاشاعت انجمن ضیائے طیبہ

Anjuman Zia-e-Taiba
B-1, Shadman Appartments
Block 7-8,, Shabirabad Society,
KCHS, Near Bloch Pull Karachi.

انجمن ضیاءِ طیبہ
B-1، بلاک 7-8، شادمان اپارٹمنٹ،
شبیر آباد سوسائٹی، KCHS، کراچی۔

Ph: 92(21) 34320720, 34320721 Fax: 92(21)34893350
E-mail: info@ziaetaiba.com , Url: www.ziaetaiba.com



اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

فہرس

فہرس

انتساب

کتاب پر اپنی جملہ مساعی ان کی نذر

جنھوں نے مجھے کلام الٰہی پڑھایا۔
جو مجھے صالحین کی مجلس کی سیر کرایا کرتے تھے۔
جن کی تربیت سے میرے حضرت اسم بامسمیٰ ہوئے۔
جنھوں نے مجھے انگلی پکڑ کر خانقاہیں دکھائیں۔
جو مجھے وقتِ وصال یاد کرتے رہے۔
جنھوں نے مجھے اپنے آخری لحات میں حصولِ علمِ دین کا درس دیا۔

میری مراد
میرے جدِ امجد
استاذ العلماء، عارف باللہ پیرِ طریقت حضرت علامہ
محمد ظریف فیضی علیہ الرحمۃ ہیں۔

احقر **محمد اکرام المحسن فیضی** غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

سخنِ ضیاءِ طیبہ

جہاں میں کچھ ہستیاں ایسی ہیں جنھیں جہاں والے تب تک نہیں پہچان سکتے جب تک اُن کا وصف ولقب بیان نہ کر دیا جائے، جیسے!

- عبد الرحمٰن بن صخر کا نام جہاں والوں کے علم میں نامعلوم کی طرح ہے جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی اس نام کے حامل ہیں۔
- عبد اللہ بن قحافہ کے نام سے یقیناً یہ جہاں ناآشنا ہے، جب کہ اسلام کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی اس نام کے حامل ہیں۔
- محمد بن اسماعیل کے نام کے ساتھ امام بخاری کا لفظ نہ لکھا جائے تو جہاں والوں کو پہچان کرنے میں دشواری ہو گی۔

رب تعالیٰ کا فرمان ہے: ”تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔“

اس فرمانِ خداوندی کے مصداق احمد رضا تھے تبھی انہیں جہاں والے ”اعلیٰ حضرت“ کے نام سے جانتے ہیں، وصی احمد کو ”محدث سورتی“ کے لقب سے پہچانتے ہیں، ضیاء الدین کو ”قطبِ مدینہ“ سے یاد کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے خود عبد الحق کو ”شیخ محقق“ ہی سے یاد کیا، اگر مزید پچھلے اوراق کو پلٹنا

شروع کیا جائے تو اہلِ جنّت کی سطور کو پڑھنے کے لیے کئی زندگیاں درکار ہیں یہاں صرف پہلی صدی کے آخری اوراق پر نظر ڈالتے ہیں تو رب تعالیٰ کے احکام کی بہترین فرماں برداری و اطاعتِ رسول کا پاسبان "نعمان بن ثابت" کا نام نظر آتا ہے جس کو جہاں والے "امامِ اعظم" کہتے ہیں۔

یہ شخصیت آج جہاں میں وصف سے بھی معروف اور نام سے بھی آشنا۔ مگر افسوس یہ نام، یہ لقب جہاں والوں سے اپنا حق مانگتا ہے۔

جی ہاں.....!

امام ابو حنیفہ کو امامِ اعظم کیوں کہا گیا.....؟

امامِ اعظم کا مقام و مرتبہ کیا ہے.....؟

امامِ اعظم کی خدمات کیا تھیں.....؟

امامِ اعظم کے افکار و نظریات کیا تھے.....؟

یہ سوالات ایک ذی علم سے بھی پوچھیے، تو جواب تسلّی سے خالی ہو گا۔

پاک و ہند کا پچیاسی (۸۵) فیصد حصّہ اَحناف پر مشتمل ہے، اکثریت حنفی مسلمانوں کی پائی جاتی ہے، لیکن اگر سوال ہو کہ کیا پاک و ہند نے حنفیت کا حق ادا کیا، تو یقیناً جواب نفی میں ہو گا۔

یہ بات اپنی جگہ بالکل بجا ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ کا حق مسلمان ادا کر ہی نہیں سکتے، مگر ترویج و تدریجی ارتقا میں فقہِ حنفی کے فروغ کے واسطے کوشاں تو رہ سکتے ہیں.....!

اسی نظریے اور فکر کو لے کر امام احمد رضا خاں بریلوی نے دارالعلوم منظرِ اسلام قائم کیا، سیّد دیدار علی شاہ نے دارالعلوم حزب الاحناف بنایا، عبدالقادر بدایونی نے جامعہ شمس العلوم کی بنیاد رکھی، سراج احمد نے مدرسۂ سراج العلوم سے قوم کو سیراب کیا، احمد سعید کاظمی نے جامعہ انوارالعلوم کو چلایا اور منظور احمد فیضی نے فیض الاسلام جامعہ فیضیہ رضویہ میں حنفیت کی خدمت کی۔ یہ سلسلہ ان سے پچھلوں سے اگلوں تک چلا آرہا ہے۔ صرف پاک و ہند ہی نہیں، بلکہ اطرافِ عالم میں احناف وحنفیت وفقہِ حنفی کا ڈنکا بج رہا ہے۔

مقامِ امامِ اعظم کو پروان چڑھانے اور مقامِ فقہِ حنفی کو روشناس کروانے میں منظور احمد فیضی جیسے محدث و مفکر نے پاکستان کی انتہائی مخدوش بستی اوچ شریف میں آج سے ٹھیک پچاس سال قبل اس کتاب کو تکمیل کے مرحلے سے گزارا۔

جی ہاں.....! لال ٹین کی روشنی میں یا کبھی کبھار چاندنی راتوں کی چمک برساتی ساعتوں میں منظور احمد فیضی کے قلم وعلم نے اس عظیم شاہ کار کو تراشا۔

منظور احمد فیضی نے تقلید جیسے مشکل و دقیق عنوان پر قلم اٹھایا اور اہلِ سنّت کو ایک عظیم ذخیرہ عنایت کر کے چلے گئے۔

فقہِ حنفی جیسے موضوع پر کام کرنا اُس دور میں یقیناً دشوار ہوگا کہ جب نہ کتابوں تک رسائی، نہ معاونین کی فوج، نہ ہی دیگر سہولیات میسر، اور اس پر معاشی فکر ایک طرف۔

جب کہ.....

آج کا دور تو شاملہ کا دور ہے.....

آج کا دور کمپیوٹر اور ٹیکنالوجی کا دور ہے.....

آج کے دور میں سوشل میڈیا کا غلبہ ہے.....

آج پیغام رسائی کا منٹوں میں نہیں، بلکہ سیکنڈز میں کام ہوتا ہے.....

ذرا سوچیے.....

پچاس سال قبل ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء میں جب پاکستان کے وجود کو صرف ۱۸ سال بیتے تھے، پاکستان کی تاریخ کا ایک تاب ناک باب ۱۹۶۵ء کی جنگ میں کھل چکا تھا؛ صدر ایوب خان کے اقتدار کے ایام غروب کی جانب گامزن تھے۔ لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ اُس دور میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر ایک گلوکارہ نور جہاں کو صدارتی طمغے سے نواز رہے تھے، جب کہ اسی اسلامی مملکت کے علما اپنی کس مپرسی کے عالم میں دینِ متین کی خدمت میں مشغول تھے، جن کا کوئی حکومتی سطح پر پرسانِ حال نہیں تھا۔ پاکستان کے ایک خطے میں غزالیِ زماں سیّد احمد سعید کاظمی بیٹھے تھے، تو دوسرے خطے میں حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی تھے؛ کسی علاقے میں ابو البرکات علامہ سیّد احمد قادری تھے، تو کہیں شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی۔ الغرض پاکستان کا خطہ ان جیسے قد آور و نادر علما سے زرخیز تھا۔

احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور کے ایک دین دار گھرانے میں محمد ظریف فیضی کا ستائیس سالہ لختِ جگر منظور احمد اپنے شیخِ طریقت فیض محمد شاہ جمالی کے روحانی فیوضات سے علم کے موتی بکھیر رہا تھا۔

انھیں موتیوں کی لڑی میں

"اَلْکَلَامُ الْمُفِیْدُ فِیْ اَحْکَامِ التَّقْلِیْدِ"

دو جلدوں پر مشتمل کتاب قلم بند ہو چکی تھی۔

کس دور میں.....؟

اُس دور میں جب آسائش کی سہولتیں میسر نہ تھیں..... فوٹو اسٹیٹ مشین تک رسائی نہ تھی..... بجلی نے اپنی جھلک نہیں دکھائی تھی۔

جب کہ آج اسلام و دین کو ٹیکنالوجی کی تکنیک(Technique) سے مزیّن کر دیا گیا ہے۔ آج کا علامہ اپنے ہم راہ لیپ ٹاپ و آئی پیڈ رکھتا ہے۔ آج حوالوں کی تلاش ایک بٹن پر ہو جاتی ہے۔ آج ائر کنڈیشن روم میں بیٹھ کر شریعت کے مسائل سے عوام کو آگاہی دی جا رہی ہے۔ بجا ہے..... اچھا ہے..... عمدہ و اعلیٰ ہے..... لیکن معذرت کے ساتھ کہ آج کی اکثر تحقیقات میں اسلاف و اخیار کی خوشبو نہیں ملتی..... تاثیر نہیں ملتی..... اخلاص نہیں ملتا..... صالحین کا طرز..... اخیار کا تقویٰ..... اسلاف جیسا عشق ڈھونڈنا واللہ مشکل ہے۔

یہ ہمارے پر خلوص علما ہی تھے، جنھوں نے دینِ اسلام کی خدمت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ غزالیِ زماں کا یہ چہیتا شاگرد منظور احمد فیضی اپنے استاد احمد سعید کاظمی کو سائیکل پر سوار کر کے محافل و مجالس میں لے جایا کرتا تھا۔ اللہ اکبر! کیا دور تھا۔

آج الّا ماشاء اللہ..... بائے ائیر ٹکٹ کا سسٹم ہے۔ ادارے خسارے کا شکار ہیں..... مدارس میں ویرانی کا جھنڈا لہرا رہا ہے..... اغیار کی یلغار ہے.....

بدمذہبوں کا غلبہ ہے۔ امامِ اعظم پر تہمت و بہتان باندھنے والے آج چور مچائے شور کے مصداق بن گئے ہیں۔

یہاں بس اس شعر پر گفتگو کو مختصر کرتا ہوں کہ

اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

انجمن ضیائے طیبہ کے ابتدائی دور کو علامہ منظور احمد فیضی ہی کی سرپرستی کا سایہ نصیب ہوا اور آج بھی ان کی روحانی سرپرستی شاملِ حال ہے۔

کراچی کے علاقہ کاغذی بازار میٹھادر کی ایک مسجد کے منبر پر اس نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ پہلے دیدار کے نقوش آج بھی یادوں میں منقش ہیں..... والدِ محترم سیّد اللہ رکھا قادری ضیائی کے دستر خوان پر اکثر بیہقیِ وقت کے چنے گئے لقمے اور ان کا تبرک نوش کرنے کا شرف راقم کے لیے برکت و رحمت ہے..... بیہقیِ وقت کا قدم سعادتِ توام جب کاشانہ ضیائی کی زینت بنتا تو اس درویش کی زبان سے خادم زادوں کے لیے دعائے خیر نکلتی..... دست بوسی و قدم بوسی سے مشرف ہونا تو بارہا رہا، قدموں کو دبانے کی خدمت نے بھی سعادت مندی سے نوازا..... سماعت میں آج بھی اُس لحیم آواز و نرم گفتار اقوال نے قدم جمائے ہوئے ہیں..... بالآخر رات نو بجے کی وہ مغموم ساعت بھی آپہنچی جس نے جسم کے شریان میں طلاطم برپا کر دیا کہ زمانے کا سیوطی، وقت کا بیہقی منظور احمد فیضی اس دارِ فانی سے کوچ کر کے دارِ بقا کی جانب چل پڑا

ان کا سایہ اک تجلّی، نقش پا ان کا چراغ

غسل شریف کے وقت جسمِ اطہر سے چھلکتا نور..... بھینی بھینی خوشبو سے مہکتا وہ کمرہ کہ جس میں روتے بلکتے چہرے باری باری غسل دیتے..... قدم چھوتے اور جبیں کا بوسہ لے کر ایک سمت کھڑے ہو جاتے.....

امجدیہ کی سڑک کو نمازِ جنازہ کے لیے امنڈتے سروں کے سیلاب میں ڈوبا دیکھ کر میرے دل نے بھی اپنی مغفرت کے لیے غوطہ لگا دیا..... شہر کراچی اب فیضی کے فیض سے محروم ہو گیا مگر اتنا ضرور ہے کہ

یاد آئے گی تیری یاد کی ہر محفل میں

یہ کتاب قبلہ فیضی صاحب علیہ الرحمۃ کی دو جلدوں پر مشتمل "اَلْکَلَامُ الْمُفِیْدُ فِیْ اَحْکَامِ التَّقْلِیْدِ" کا مقدمہ ہے، جسے انجمن ضیائے طیبہ پہلی بار شائع کر رہی ہے اور ان شاء اللہ عنقریب اس کتاب کی دونوں جلدیں منصۂ شہود پر لائی جائیں گی۔

الحمدللہ! فیضی صاحب کی یہ تالیف انجمن کے شعبۂ ضیائی دارالاشاعت کی ایک ۱۰۰ سوویں اشاعت ہے۔

فیضی صاحب قبلہ کا یہ قلمی مسوّدہ جس کے اوراق کی نہایت ہی خوش خط تحریر اپنے علمی نکات سے اہمیت و افادیت کے گن گا رہی تھی..... جس کے حروف میں بیہقی کی روایت..... غزالی کا قول..... سیوطی کا طرز..... رضا جیسا عشق جھلک رہا تھا..... مزید سونے پر سہاگہ یہ کہ مفتی ابن مفتی ابن مفتی ابن مفتی، نبیرۂ بیہقیِ وقت، میرے برادر بجان برابر، اکرام ملت حضرت علامہ مفتی محمد اکرام المحسن فیضی نے اپنے ابا جی قبلہ کے اس ورثے کو مزید سنوارتے ہوئے عربی

عبارات کے تراجم.....روایات کے حوالے اور تحقیق و تحشیہ سے صفحات کو ترتیب دے کر مجلد کتاب کی صورت میں پیش کیا، جو یقیناً جہاں کی علمی منازل میں اضافے کا باعث ہو گا۔ اللہ ربّ العزت ان کے علم و عمل، مال و متاع اور عمر و قلم میں برکت عطا فرمائے اور انہیں اپنے اجداد کی روش پر صدا گامزن رکھے۔

۲۰ بیس سے زائد شعبہ جات میں مشغول یہ انجمن مذہبِ مہذب اہلِ سنّت و مسلکِ اعلیٰ حضرت کے پرچار میں پچھلے دس سال سے مصروفِ عمل ہے۔

انجمن کے شعبہ جات کے دیوں کو روشن رکھنے کے لیے ہر آن، ہر پل المؤذّن حج و عمرہ گروپ اپنے دستِ تعاون کو دراز کیے ہوئے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے اس شجر کی ہر ڈالی کو صدا ہرا بھرا رکھے۔

انجمن ضیائے طیبہ کے رفقا دعا گو و دعا جو ہیں کے اہلِ سنّت کی انجمنوں، جمعیتوں اور تحریکوں کو خوب خوب دوام نصیب ہو اور خلوص و ایثار کی چاشنی سے اہلِ سنّت سیر اب ہوں۔ منہیات و خرافات کی دلدل میں پھنسے نوجوانوں کو راہِ ہدایت ملے اور نظامِ مصطفےٰ کے پرچم ایوانوں میں لہلہائیں۔

آمین

سید محمد مبشر قادری
انجمن ضیاءِ طیبہ

بیہقی وقت ایک نظر میں

نام:	علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی
نسب:	علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی بن علامہ محمد ظریف فیضی بن علامہ الٰہی بخش قادری بن الحاج پیر بخش
جائے پیدائش:	فیض آباد، اوچ شریف، ضلع بہاولپور
تاریخِ پیدائش:	۲؍رمضان ۱۳۵۸ھ / ۱۶؍اکتوبر ۱۹۳۹ء، شبِ پیر، بوقتِ صبح صادق
بسم اللہ خوانی وبیعت:	۶؍محرم الحرام ۱۳۶۲ھ، بروز پیر (چار سال چار ماہ چار دن کی عمر)
شرفِ بیعت:	غوثِ زماں حضرت علامہ خواجہ فیض محمد شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۳۶۴ھ)
ابتدائی تعلیم سے جلالین و مشکوٰۃ تک:	والدِ ماجد علامہ محمد ظریف فیضی رحمۃ اللہ علیہ سے ذاتی مدرسے سے حاصل کی۔
وصالِ مرشدِ کریم:	۸؍رجب المرجّب ۱۳۶۴ھ / ۲۰؍جون ۱۹۴۵ء
جدِّ امجد کا وصال:	۹؍ذوالحجہ ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء
تکمیلِ درسِ نظامی:	جامعہ انوار العلوم ملتان

فراغت و دستارِ فضیلت:	۱۷/ شوّال المکرم ۱۳۷۸ھ / ۲۶/ اپریل ۱۹۵۹ء
اساتذہ کرام:	حضرت خواجہ فیض محمد شاہ جمالی رحمۃ اللہ علیہ
	غزالیِ زماں علامہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۴۰۶ھ)
	مفتی آگرہ علامہ عبد الحفیظ حقانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۳۷۷ھ)
	علامہ سیّد مسعود علی قادری رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۳۹۳ھ)
	علامہ اُمّید علی گیاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۳۸۳ھ)...وغیرہم
خلافت از غزالیِ زماں:	۱۷/ شوّال ۱۳۷۸ھ / ۲۶/ اپریل ۱۹۵۹ء
سنگِ بنیاد جامعہ مدینۃ العلوم:	۱۱/ ذوالحجہ ۱۳۷۹ھ / ۱۹۶۰ء بستی فیض آباد، اوچ شریف، ضلع بہاولپور
تکمیلِ کتاب مقام رسول ﷺ:	۹/ شوال ۱۳۸۵ھ
درس و تدریس:	۱۳۷۹ھ تا ۱۳۸۸ھ جامعہ مدینۃ العلوم، اوچ شریف
فرزند اکبر مفتی محمد محسن فیضی کی پیدائش:	۱۹۶۳ء
جامعہ فیضیہ رضویہ کا سنگ بنیاد:	۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء، سعید آباد احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور
درس و تدریس جامعہ فیضیہ:	۱۳۸۸ھ تا ۱۴۱۶ھ
پہلا حج:	۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء

خلافت از مفتیِ اعظم ہند مفتی
محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی
(متوفّٰی ۱۴۰۲ھ): ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۹۱ھ
خلافت از قطبِ مدینہ شاہ
ضیاء الدین احمد مدنیؒ (خلیفہ
اعلیٰ حضرت)(متوفّٰی ۱۴۰۱ھ): ۱۰ر محرم الحرام ۱۳۹۱ھ

خلافت از:	قلندرِ وقت علامہ خواجہ غلام یاسین شاہ جمالی (متوفّٰی ۱۴۱۲ھ)
دوسرا حج:	۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۱ء
تیسرا حج:	۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۶ء
چوتھا حج:	۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء
پانچواں حج:	۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء
چھٹا حج:	۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۸ء
حج اکبر:	۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۱ء
جامعہ فیضیہ رضویہ فیض الاسلام کا سنگ بنیاد:	۲۱ر مارچ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء قریش آباد، احمد پور شرقیہ، ضلع بہاولپور
وصال والد محترم:	۱۹ر شوال ۱۴۱۵ھ / ۲۱ر مارچ ۱۹۹۵ء
تدریسی خدمات:	جامعہ مدینۃ العلوم اوچ شریف، جامعہ فیضیہ رضویہ نورانی مسجد، جامعہ فیضیہ رضویہ فیض الاسلام،

جامعۃ المدینہ گلستان جوہر کراچی، رکن الاسلام مجددیہ حیدرآباد، دارالعلوم امجدیہ کراچی، جامعہ ہدایت القرآن ملتان، جامعہ مصباح القرآن ملتان۔

خطابت اوچ شریف: جامع مسجد دربار حضرت سیّد جلال الدین بخاری
جامع مسجد دربار مخدوم جہانیاں جہاں گشت

خطابت احمد پور شرقیہ: نورانی مسجد، مسجد کرنل عبداللطیف، مسجد داروغہ

ممتاز شاگرد: علامہ مفتی محمد اقبال سعیدی (شیخ الحدیث جامعہ انوارالعلوم، ملتان)

تصانیف:

- مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم
- فتاوٰی فیضیہ (۸ جلدیں)
- ضیائے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم
- بستان المحدثین
- برکاتِ میلاد شریف
- تطہیرالجنان
- فضائل الحرمین
- اسلام اور داڑھی
- انوارالقرآن (دو جلدیں)
- فیضی نامہ
- حاشیہ کریما
- کلماتِ طیبات
- چہل احادیث
- وہابی کی تاریخ و پہچان
- عقائد و مسائل
- دس صیغ درود و سلام
- مختارِ کل
- روحانی زیور
- نظریاتِ صحابہ
- خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- مقام صحابہ
- مقام اہل بیت

- مقام والدین ✽ نبوی دعائیں
- وضو کی شان ✽ مرج البحرین
- القول السدید ✽ کتاب الدعوات والاذکار
- اعلام العصر بحکم سنت الفجر
- افہام الاغبیاء فی حیاۃ الانبیاء والاولیاء
- الکلام المفید فی احکام التقلید (دو جلدیں)
- گستاخانِ مصطفیٰ ﷺ کی جامہ تلاشی
- تعارف چند مفسرین، محدثین، مورخین

مناظرے:

- سعید احمد چتروڑ گڑھی بمقام: مظفر گڑھ
- سعید احمد چتروڑ گڑھی بمقام: ملتان
- قاضی سعید الرحمٰن (شیعہ) بمقام: لیاقت پور
- عبد اللہ روپڑی بمقام: حویلی لکھا
- عبید الرحمٰن (غیر مقلد) بمقام: دائرہ دین پناہ
- دیوبندی علما بمقام: ای۔اے۔سی عدالت احمد پور شرقیہ
- دیوبندی علما بمقام: سیشن کورٹ
- دیوبندی علما بمقام: ہائی کورٹ بہاولپور
- رافضی مجتہدین انٹرنیٹ (دس گھنٹے)

درسِ حدیث، جامعۃ المدینہ،

کراچی: ۲۲؍شوّال المکرم ۱۴۲۲ھ تا ۱۴۲۵ھ

درس حدیث، دار العلوم

برکاتیہ، کراچی: ۱۴۲۵ھ

دورۂ ختم نبوت

دار العلوم امجدیہ، کراچی: شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

اسفارِ فیضی: حجازِ مقدس، عرب امارات، ایران، عراق اور انڈیا کے تبلیغی دورے

اولاد: علامہ مفتی محمد محسن فیضی (جانشین)، مولانا محمد حسن فیضی، مولانا محمد حسین فیضی (۴صاحبزادیاں)

تنظیمی وابستگی: رکن مرکزی مجلس شوریٰ، جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان
رکن مرکزی مجلس عاملہ جماعتِ اہلِ سنّت پاکستان
رکن استقبالیہ کمیٹی سنّی کانفرنس ملتان، ۱۹۷۸ء
امیر جماعتِ اہلِ سنّت، ضلع بہاولپور
صدر جمیعت علماءِ پاکستان، ضلع بہاولپور، ۱۹۷۸ء

وصال: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ / ۲۷ر جون ۲۰۰۶ء

نمازِ جنازہ: ۲۹ر جون ۲۰۰۶ء، محمود پارک، احمد پور شرقیہ

مزارِ مبارک: فیض الاسلام جامعہ فیضیہ رضویہ، قریش آباد، احمد پور شرقیہ

عرسِ مبارک: سالانہ دو روزہ ۲۰ / ۲۱ مارچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیہقیِّ وقت، محدّثِ عصر حضرت علامہ مولانا محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کی
تصنیفِ لطیف "مقامِ امامِ اعظم اور فقہِ حنفی" کا

تاریخی قطعہ

تاریخی قِطعَہ بہ اعتبارِ سالِ تصنیف

ہے "مقامِ امامِ اعظم اور فقہِ حنفی" وہ کتاب کہ جو
منظور احمد فیضی کی اِک علمی، تحقیقی کاوش ہے
یہ نورِ امامِ اعظم کا اِک ایسا روشن دیپک ہے
جس کی پُر نور شعاعوں میں سورج سے زیادہ تابش ہے
یہ شانِ امامِ اعظم کا ہے وہ مہکا گُل رنگ بیاں
جس کی دل کش رنگینی سے چمنِ دل کی آرائش ہے
اور اِس کے مصنّفِ والا شاں وہ محدّثِ عصر و مُناظر تھے
جن کے مضبوط دلائل سے باطل کی صفوں میں لرزش ہے
یہ کتاب، الٰہی! مقبول و منظورِ امامِ اعظم ہو!
آفاق میں اِس کا چرچا ہو! یہ میری دعا اور خواہش ہے

میں "فقہِ حنفیؒ نعماں کی ضیا" رکھتا ہوں نام اس کا
۱۳۸۵ھ

یہ نام ہے تاریخی، جس میں سالِ تصنیف و نگارش ہے
فرمائشِ اکرام المحسن پر یہ تاریخی قطعہ کہا
جو فضلِ رب سے ندیم احمد کی اک ادنیٰ سی کوشش ہے



تاریخی لقب بہ اعتبارِ سالِ اشاعت

"امامِ اعظم احناف کا مقام"
۱۴۳۵ھ

دیگر

"مولانا منظور احمد کی علمی، بالا کتاب"
2014ء

نتیجۂ فکر
ندیم احمد ندیم نورانی
جمعرات، ۲۹/ رجب المرجّب ۱۴۳۵ھ
۲۹/ مئی ۲۰۱۴ء

مقامِ امام اعظم
اور
فقہ حنفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء
والمرسلین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین اما بعد!

سراج الامۃ کاشف الغمۃ اعظم الائمۃ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزد گرد بن شہریار بن پرویز بن نوشیرواں بادشاہ[1] کوفی رضی اللہ عنہ متولد ۸۰ھ متوفّٰی ۱۵۰ھ۔[2]

آپ فارسی النسب (نسباً فارسی) ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے پوتے اسماعیل (بن حماد بن ابی حنیفۃ) کا بیان ہے:

"ان ثابت بن النعمان بن المرزبان من ابناء فارس الاحرار واللہ ما وقع علینا رق قط" اخرجہ الخطیب فی تاریخہٖ قال السیوطی فی تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ.

(ثابت بن نعمان بن مرزبان فارس کے آزاد مردوں میں سے تھے اور خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی واقع نہیں ہوئی)۔[3]

---

[1] حدائقِ الحنفیۃ، فقیر محمد جہلمی ص۴۲، مطبوعہ المیزان ناشران و تاجران کتب لاہور ۲۰۰۵ء۔ بعض کتب میں سلسلۂ نسب اس طرح منقول ہے: نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ (طبقات الفقہا، ج۱، ص۸۷ للشیرازی)۔

[2] بحوالۂ کتبِ کثیرہ، مثلاً "شرح سفر السعادت"، الشیخ المحقق المجدد المحدث عبد الحق الدھلوی رضی اللہ عنہ ص۲۰، طبع نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور ۱۴۳۱ھ۔

[3] تبییض الصحیفۃ بمناقب ابی حنیفۃ امام جلال الملۃ والدین سیوطی متوفّٰی ۹۱۱ھ، ص۳۱، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

شانِ نعمان علیہ الرضوان از قرآن بقولِ نافرمان

میاں نذیر حسین دہلوی (غیر مقلدوں کا بڑا امام) کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق کہتے تھے کہ "کیوں کہ آپ کا مجتہد، متبعِ سنّت، متقی اور پرہیز گار ہونا ہی آپ کی فضیلت کے لیے کافی ہے اور آیۂ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ[1] (ترجمہ کنز الایمان: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے) کی بشارت آپ کے لیے خود قرآنِ مجید میں موجود ہے"۔[2]

علاوہ ازیں اور بہت سی آیات سے بطورِ عموم آپ کی فضیلت و منقبت نمایاں ہے، جیسے آیت: وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ[3] (ترجمہ کنز الایمان: اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے) سے امام صاحب کی بشارت بطورِ اشارہ ہے۔

[1] الحجرات، الآیۃ: ۱۳۔

[2] الحیات بعد الممات، ص ۵۹۳، بحوالہ "مقام ابی حنیفہ"، مولوی سرفراز صفدر، ص ۸۱، مطبوعہ مکتبۂ صفدریہ، گوجرانوالہ، ۲۰۰۷ء۔

[3] الجمعۃ الآیۃ: ۳۔

حدیث صحیح مسلم [1] ملاحظہ ہو۔

یہاں صرف ایک آیت اور وہ بھی فریقِ مخالف کے پیشوا سے نقل کی ہے

اتماماً للحجة

اگر در خانہ کس ست یک حرف بس است

[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورۃ الجمعہ آپ پر نازل ہوئی۔ جب آپ نے یہ آیت پڑھی وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ایک شخص نے عرض کی: من هم یا رسول الله؛ فلم یراجعهم حتی سئل ثلاثا وفینا سلمان الفارسی فوضع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یده علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال او رجل من هؤلاء یعنی وہ کون لوگ ہیں، آپ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا حتی کہ اس نے دو یا تین بار پوچھا اس وقت ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہو گا تو فرزندانِ فارس اس کو حاصل کر لیں گے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث:۴۸۹۸، صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۵۴۶، جامع ترمذی رقم الحدیث:۳۳۱۰، ۳۹۲۳، صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۷۱۲۳، دلائل النبوۃ، ج۶، ص ۳۳۴، مسند احمد، ج۲، ص ۴۱۷)۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی فرزندانِ فارس سے ہیں اور علم و فقہ میں کمال حاصل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیش گوئی کے مطابق علم کی بلندیوں پر پہنچے۔

شانِ نعمان علیہ الرضوان از زبانِ محبوبِ رحمٰن صلی اللہ علیہ وسلم

امام جلال الدین سیوطی شافعی مجدّدِ مائۃ تاسعہ (متوفّٰی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

ذکر تبشیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ

قد بشر بالامام ابی حنیفة فی الحدیث الذی اخرجه ابونعیم (المتوفّٰی ۴۳۰ھ) فی الحلیة.

۱۔ عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "لو کان العلم بالثریا لتناوله رجال من ابناء فارس." [۱]

(حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں اس حدیث میں بشارت دی ہے جسے امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر علم ثریا ستارے کے پاس بھی ہو گا تو اہلِ فارس میں سے ایک شخص اسے حاصل کر لے گا)۔

---

[۱] حلیة الاولیاء لابی نعیم الاصبهانی، ج۶، ص۶۴۔

تبییض الصحیفة بمناقب ابی حنیفة، ص۳۲، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولی ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۔ واخرج الشیرازی (المتوفّٰی۴۰۷ھ) فی الالقاب عن قیس بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لو کان العلم معلقا بالثریا لتناولہ قوم من ابناء فارس" (حل عن ابی ہریرۃ الشیرازی فی الالقاب) عن قیس بن سعد۔ قال الشیخ حدیث صحیح.[1]

(شیرازی نے کتاب الالقاب میں قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر علم ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہوگا تو اہلِ فارس میں سے ایک قوم اسے حاصل کرلے گی)۔

وحدیث ابی ہریرۃ اصلہ فی صحیحی البخاری و مسلم بلفظ

۳۔ لو کان الایمان عند الثریا لتناولہ رجال من فارس.[2]

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کی اصل بخاری و مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب بھی ہوگا تو اہلِ فارس میں سے بعض لوگ اس کو حاصل کرلیں گے)۔

---

[1] فتح الکبیر، ج۳، ص۴۹، مطبوعۃ مصر۔ جامع صغیر، ص۴۵۶، رقم الحدیث: ۷۴۹۴۔ کنزالعمال، ج۱۱، ص۲۱۶، رقم الحدیث۳۳۳۳۹، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔ السراج المنیر، ج۳، ص۲۱۸، مطبوعۃ مصر۔ تبییض الصحیفۃ بمناقب ابی حنیفۃ، ص۳۲، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

[2] رواہ البخاری (۱۸۵۸/۴) رقم الحدیث: ۴۸۹۷ و مسلم والترمذی۔ جامع صغیر ص۴۵۷، رقم الحدیث: ۷۴۵۹، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

۴۔ وفی لفظ لمسلم لو کان الایمان عند الثریا (فی صحیح مسلم لو کان الدین بدل الایمان) لذهب به رجل (من فارس او قال صحیح مسلم) من ابناء فارس حتی یتناوله.[۱]

(صحیح مسلم کے الفاظ اس طرح منقول ہیں: اگر ایمان ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہو گا تو اہلِ فارس میں سے ایک شخص اس سے اپنا حصّہ حاصل کرلے گا)۔

وحدیث قیس بن سعد فی معجم الطبرانی الکبیر (المتوفّٰی ۳۶۰ھ) بلفظ.

۵۔ لو کان الایمان معلقا بالثریا لا تناله العرب لناله رجال فارس.[۲]

(اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث معجم کبیر طبرانی میں ان الفاظ سے منقول ہے: اگر ایمان ثریا (ستارے) پر بھی معلق ہو گا تو اہل عرب اسے حاصل نہ کرسکیں گے البتہ اہلِ فارس اس کو پالیں گے)۔

۶۔ وفی معجم الطبرانی ایضا عن ابن مسعود قال قال صلی الله علیه وسلم لو کان الدین معلقا بالثریا لتناوله ناس من ابناء فارس.[۳]

---

[۱] صحیح مسلم، ج۲، ص۳۱۲، کتاب الفضائل، باب فضل فارس، رقم الحدیث: ۲۶۶۱، ج۷، ص۱۹۱، مطبوعه دار الجیل، بیروت۔

[۲] المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۹۰۰، ج ۱۸، ص۳۵۳، مطبوعة مکتبة العلوم والحکم الموصل۔

[۳] المعجم الکبیر للطبرانی، ج۱۰، ص ۲۰۴، رقم الحدیث: ۱۰۴۷۰، مطبوعة مکتبة العلوم والحکم الموصل۔

(اور معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر دین ثریا (ستارے) پر بھی معلق ہو گا تو اہل فارس میں سے کچھ لوگ اس کو حاصل کر لیں گے)۔

فهذا اصل صحيح يعتمد عليه فى البشارة والفضيلة.[1]

(پس یہ حدیثیں امام اعظم کی بشارت و فضیلت میں ایسی صحیح ہیں کہ ان پر مکمل اعتماد کیا جاتا ہے)۔

۷۔ واخرج مسلم عن ابى هريرة قال كنا جلوساً عند النبى صلى الله عليه وسلم اذ نزلت عليه سورة الجمعة فلما قرأ وآخرين منهم لما يلحقوا بهم قال من هؤلاء يارسول الله فلم يراجعه النبى صلى الله عليه وسلم حتى ساله مرة او مرتين او ثلاثا قال وفينا سلمان الفارسى قال فوضع النبى صلى الله عليه وسلم يده على سلمان ثم قال لو كان الايمان عند الثريا لناله رجال من هؤلاء.[2]

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا: ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے کہ سورتِ جمعہ نازل ہوئی اور آپ

---

[1] تبييض الصحيفة للسيوطى، ص ۲۰۳ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

[2] صحيح مسلم، ج ۲، ص ۳۱۲، كتاب الفضائل، باب فضل فارس۔ واللفظ له۔ صحيح بخارى، ج ۲، ص ۷۲۷، كتاب التفسير، سورة جمعة، باب قوله وآخرين منهم۔ جامع الترمذى، ج ۲، ص ۱۶۴، ابواب التفسير، سورة جمعه و ج ۲، ص ۲۳۲، ابواب المناقب، باب الفضل العجم۔

نے جب یہ آیات واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم تلاوت فرمائی تو عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ ایک مرتبہ پوچھا یا دو مرتبہ یا تین مرتبہ اور ہمارے درمیان سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے، سرکار ﷺ نے اپنا دستِ مبارک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھا، پھر فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے کے پاس بھی معلق ہو گا تو اہلِ فارس اُسے پالیں گے۔

وقال الحافظ العینی اخرجه النسائی فی التفسیر والمناقب عن قتیبة.[1]

(حافظ عینی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام نسائی نے تفسیر اور مناقب میں قتیبہ سے روایت کیا ہے۔)

اسی حدیث کے ماتحت شیخ علی بن احمد بن محمد عزیزی شافعی (متوفّٰی ۱۰۷۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وحمله بعضھم علی الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان واصحابه.[2]

(اور بعض ائمہ نے اس حدیث کو امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب پر محمول کیا ہے)۔

---

[1] عمدۃ القاری، ج۱۹، ص۲۲۵، باقی اخراج فتح الباری، ج۸، ص۵۲۰ - ورواہ ابویعلی والبزار والطبرانی (بالفاظ متقاربة) ورواہ احمد (فیض القدیر) ج۵، ص۳۲۲، ۳۲۳۔

[2] السراج المنیر، ج۳، ص۲۱۸، مطبوعة مصطفی البابی، مصر۔

شیخ الاسلام محمد بن سالم الحفنی الشافعی (المتوفی ۱۰۸۱ھ) اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

حمله بعض المحققين على ابي حنيفة كما حمل حديث عالم قريش الخ على امامنا الشافعي رضي الله عنه وحمل حديث تضرب اكباد الابل الى عالم المدينة على سيدنا مالك فيكون من اعلام النبوة بانه سيوجد ائمة في تلك المواضع يكثر النفع بهم لكثرة علومهم.[1]

(بعض محققین نے اس حدیث کو امامِ اعظم ابو حنیفہ پر محمول کیا ہے جیسا کہ حدیثِ عالمِ قریش الخ کو ہمارے امام شافعی پر اور حدیث تضرب اکباد الابل الی عالم المدینۃ کو سیّدنا امام مالک پر محمول کیا ہے پس یہ نبوت کے اعلام میں سے ہے کہ یہ ائمۂ دین ان احادیث کے مصداق ہوئے اور اُن کی زیادتیِ علم کی وجہ سے کثیر لوگوں نے اُن سے نفع حاصل کیا)۔

خاتم المحققین علامہ شامی فرماتے ہیں:

لانه صلى الله عليه وسلم قد اخبر به قبل وجوده بالاحاديث الصحيحة التي قدمناها فانها محمولة عليه بلا شك كما قدمناه عن الشامي صاحب السيرة وشيخه السيوطي كما حمل حديث "لا تسبوا قريشا فان عالمها يملأ الارض علما"[2] على الامام الشافعي لكن حمله بعضهم على ابن عباس رضي الله تعالى عنهما وهو حقيق بذلك فانه

[1] هامش السراج المنير، ج۳، ص۲۱۸، مطبوعة مصطفى البابي، مصر۔

[2] اخرجه ابو نعيم في الحلية (۲۹۵/۶) والخطيب في التاريخ (۲/۲)۔

حبر الامة وترجمان القرآن وكما حمل حديث "يوشك ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون اعلم من عالم المدينة"[1] على الامام مالك لكنه محتمل لغيره عن علماء المدينة لمنفردين فى زمنهم بخلاف تلك الاحاديث فانها ليس لها محمل الا ابوحنيفة واصحابه كما افاده ط (الطحطاوى).

واما سلمان الفارسى رضى الله عنه فهو ان كان افضل من ابى حنيفة من حيث الصحبة فلم يكن فى العلم والاجتهاد ونشر الدين وتدوين احكامه كابى حنيفة وقد يوجد فى المفضول ما لا يوجد فى الفاضل.[2]

حضور نبی کریم ﷺ نے احادیثِ صحیحہ میں (جو ہم ذکر کر چکے ہیں) بعض چیزوں کی قبل از وجود خبر دی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خبر ان پر صادق آتی ہے جیسا کہ ہم علامہ شامی صاحبِ سیرت اور ان کے شیخ امام سیوطی سے اس بات کو بیان کر چکے ہیں، جیسے حدیثِ مبارکہ لاتسبوا قریشا فان عالمها یملأ الارض علما کو امام شافعی رضی اللہ عنہ پر محمول کی گئی، جب کہ بعض نے یہ حدیثِ مبارکہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پر محمول کی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ حبر الامۃ اور ترجمان القرآن تھے اور اسی طرح حدیثِ مبارکہ "یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینة"

---

[1] اخرجه احمد (۲/۲۹۹) والترمذى (۲۶۸۰) وقال حديث حسن والحاكم (۱/۹۰) وصححه۔

[2] ردالمحتار على در مختار، ج۱، ص۱۴۰، مطبوعة دار احياء التراث العربى، بيروت۔

کو امام مالک رضی اللہ عنہ پر محمول کیا گیا، جب کہ یہ حدیث مدینہ منورہ کے دیگر علماءِ حق پر بھی محمول ہو سکتی ہے بخلاف ان احادیثِ مبارکہ کہ ان کا محمل امام اعظم ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے علاوہ کوئی نہیں، جیسا کہ علامہ طحطاوی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگرچہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے صحبتِ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے افضل ہیں، لیکن علم، اجتہاد، دین کی نشر و اشاعت اور تدوینِ احکام میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح نہیں اور کبھی کبھی مفضول میں ایک ایسی بات پائی جاتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی۔

صاحبِ "زجاجة المصابيح"[1] شیخین اور طبرانی سے یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

قال الحافظ السيوطى هذا الحديث الذى رواه الشيخان اصل صحيح يعتمد عليه فى الاشارة لابى حنيفة وهو متفق على صحته وفى حاشية الشبراملسى على المواهب عن العلامة الشامى تلميذ الحافظ السيوطى قال ما جزم به شيخنا من ان ابا حنيفة هو المراد من هذا الحديث ظاهر لا شك فيه لا نه لم يبلغ من ابناء فارس فى العلم مبلغه احد.[2]

---

[1] محدث دکن علامہ ابو الحسنات سیّد عبد اللہ شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۱۳۸۴ھ / ۱۹۶۴ء)۔

[2] زجاجة المصابيح، ج۱، ص۱۲، نقله الشامى فى ردالمحتار، ج۱، ص۱۲۷، مطبوعه دار احياء التراث العربى، بيروت۔

(حافظ سیوطی نے فرمایا کہ یہ حدیث جس کو بخاری و مسلم نے بالاتفاق روایت کیا ہے اصل، صحیح ہے اس میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ ہونے پر اعتماد ہوتا ہے اور اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔ مواہب پر شبر املسی کے حاشیے میں علامہ شامی، جو حافظ سیوطی کے شاگرد ہیں، لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ کا یہ یقین ہے کہ اس حدیث سے مراد ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں بالکل واضح بات ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں اس لیے کہ اہلِ فارس سے کوئی بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے درجۂ علم کو نہ پہنچ سکا)۔

و ایضا نقل حمل ھذہ الاحادیث علی الامام ابی حنیفۃ۔ واختلاف الروایات عن الخیرات الحسان لابن حجر المکی۔[1]

(اور ان احادیث کو اختلافِ روایات کے ساتھ امام ابنِ حجر مکی کی الخیرات الحسان سے نقل کرنے کے بعد ان کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر محمول کیا)۔

شاہ ولی اللہ (متوفّٰی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وروزے در حدیث لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھؤلاء یعنی اہل فارس وفی روایۃ لنالہ رجال من ھؤلاء بلاشک مذاکرہ کردیم فقیر گفت امام ابو حنیفہ دریں حکم داخل است کہ خدائے تعالیٰ علم فقہ رابر دست وے شائع ساخت و جمع از اہل اسلام راباآں فقہ مہذب گردانیدہ خصوصاً

[1] ردالمحتار، ج۱، ص ۳۹۔ و حدائق الحنفیۃ، ص۵۲۔ وسبل الھدیٰ والرشاد فی احوال خیر العباد المشھور سیرۃ شامی لامام محمد بن یوسف شامی شافعی، باب۵۵ بحوالہ حدائق الحنفیۃ، ص۵۲ و ردالمحتار، ج۱، ص۴۰ وایضا قالہ العلی القاری بحوالہ حدائق الحنفیۃ، ص۵۲۔

در عصر متاخر کہ دولت ہمیں مذہب است و بس و در جمیع بلدان و جمیع اقالیم بادشاہاں حنفی اند و قضاۃ واکثر مدرساں واکثر عوام حنفی۔ [1]

(اور ایک دن حدیث لو کان الایمان عند الثریا لناله رجال او رجل من هؤلاء یعنی اہلِ فارس اور دوسری روایت میں رجال من هؤلاء کے بارے میں ہم نے مذاکرہ کیا اور فقیر نے کہا امام ابو حنیفہ اس حکم میں داخل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم فقہ میں وافر حصّہ عطا فرمایا اور اہل اسلام کو ان کی مرتب کردہ فقہ پر جمع فرمایا خصوصاً متاخر زمانہ میں کہ ہمارے ملک میں فقہ حنفی رائج ہے اور تمام حکمراں اور قاضی حضرات اور اکثر مدرّس اور عوام حنفی ہیں)۔

نیز شاہ ولی اللہ نے لکھا:

بلکہ امام ابو حنیفہ و یاران ماوراء النھر و خراسان او نیز از اہل فارس اندو درمیان این بشارت داخل۔ [2]

(بلکہ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب ماوراء النھر و خراسان کے علما اہلِ فارس سے ہیں اور اس بشارت میں داخل ہیں)۔

نواب غیر مقلّد لکھتا ہے:

کہ صواب آن است کہ ہم امام (ابو حنیفہ) دراں داخل است۔ [3]

(درست یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ اس بشارت میں داخل ہیں)۔

---

[1] کلماتِ طیبات یعنی مجموعہ مکاتیب، ص ۱۶۸۔

[2] ازالة الخفاء، جلد ۱، ص ۲۷۱، طبع صدیقی، دہلی۔

[3] اتحاف النبلا، ص ۴۲۴۔

مولوی خرم علی معتمدِ غیر مقلّدین نے بھی اس حدیث سے بشارتِ امام پر استناد کیا۔[1] (ف) روایت رجل متبوع اور صاحبِ مذہب امامِ اعظم پر محمول اور روایت رجال میں آپ کے اصحاب بھی شامل ہیں۔

خاتم المحققین علامہ سیّد محمد امین المعروف بابن عابدین الشامی الحنفی ارقام فرماتے ہیں:

قال (العلامة ابن حجر المكی المحدث الفقيه فی الخيرات الحسان فی ترجمة ابی حنيفة النعمان) ومما يصلح للاستدلال به علی عظيم شان ابی حنيفة ما روی عنه عليه الصلوة والسلام انه قال ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثم قال شمس الائمة الكردی ان هذا الحديث محمول علی ابی حنيفة لانه مات تلك السنة.[2]

((مشہور محدث، فقیہ علامہ ابن حجر مکی الخیرات الحسان فی ترجمۃ ابی حنیفۃ النعمان میں) فرماتے ہیں: اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علو شان کے لیے اس حدیث سے بھی استدلال ہو سکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت اٹھ جائے گی۔" اسی وجہ سے امام شمس الائمہ کردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ ان کا وصال اسی سن میں ہوا)۔

---

[1] حدائق الحنفیة، ص۵۳۔

[2] الخیرات الحسان، ص۳۸، مطبوعہ ترکی۔ ردّ المحتار، ج۱، ص۱۳۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

آنگاں (امام اعظم) بہ روضۂ سید المرسلین رفت صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ گفت السلام علیک یا سید المرسلین جواب آمد وعلیک السلام یا امام المسلمین۔ [1]

(حضرت شیخ فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: "السلام علیک یا سید المرسلین" تو جواب ملا "وعلیک السلام یا امام المسلمین")۔

بیانِ مناقب کی دوسری نوعیت وہ اس طرح کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقاہت، علمِ فقہ ایسے مسلّمات سے ہے کہ اس کا انکار دوپہر کے بے ابر و غبار سورج کا انکار ہے بحدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت کہکشاں تک سے ایمان، دین، علم حاصل کر سکتا ہو اور بقولِ امام شافعی الناس فی الفقہ عیال لابی حنیفۃ۔ استاد ورس آخذ مطلب امام فقہ کا شہنشاہ اور تفقہ کا نیر اعظم ہوا۔

---

[1] تذکرۃ الاولیاء، ص۱۳۹، مطبوعۂ شمع بک ایجنسی لاہور۔

اب سنو فقہ اور صاحبِ فقہ کی فضیلت

امام خوارزمی (متوفیٰ ۶۶۵ھ) نے متعدد سندوں سے درجِ ذیل احادیث کا اخراج کیا ہے:

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون فی امتی رجل يقال له ابو حنيفة هو سراج امتی يوم القيامة.[1]

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک مرد پیدا ہوگا، جس کا نام ابو حنیفہ ہوگا وہ قیامت کے دن میری امت کا چراغ ہوگا)۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال ان فی امتی رجلا (وفی حديث القصری: يكون فی امتی رجل) اسمه النعمان و كنيته ابو حنيفة هو سراج امتی هو سراج امتی.[2]

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوگا اس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہوگا وہ میری امت کا چراغ ہوگا، وہ میری امت کا چراغ ہوگا)۔

---

[1] جامع مسانید امام اعظم، ج۱، ص۱۴، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن۔

[2] جامع مسانید امام اعظم، ص۱۵، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن۔

عن انس ابن مالك قال قال رسول الله صلى ا لله عليه وآلہٖ وسلم سياتى من بعدى رجل يقال له النعمان بن ثابت ويكنى ابا حنيفة ليحيينى دين الله وسنتى على يديه.[1]

(حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میرے بعد ایک شخص آئے گا اس کا نام نعمان بن ثابت ہو گا اور کنیت ابو حنیفہ اس کے ہاتھوں اللہ کا دین اور میری سنّت زندہ ہو گی)۔

قال الامام الخوارزمى قد اخرج هذين الحديثين جماعته من الحفاظ الثقات يطول ذكر طرقهما.[2]

(امام خوارزمی فرماتے ہیں: ان دونوں حدیثوں کو ثقہ حفاظ سے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے طرق کا ذکر طویل ہے)۔

عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وآلہٖ وسلم يظهر من بعدى رجل يعرف بأبى حنيفة يحيى الله سنتى على يديه.[3]

(حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد ایک شخص ظاہر ہو گا اس کی پہچان ابو حنیفہ ہو گی؛ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر میری سنّت کو زندہ فرمائے گا)۔

---

[1] جامع مسانيد امام اعظم، ج ا، ص ١٦، مطبوعه دائرة المعارف النظاميه، حيدر آباد دكن۔

[2] جامع مسانيد امام اعظم، ج ا، ص ١٦، مطبوعه دائرة المعارف النظاميه، حيدر آباد دكن۔

[3] جامع مسانيد امام اعظم، ج ا، ص ١٦، مطبوعه دائرة المعارف النظاميه، حيدر آباد دكن۔

عن ابن لهيعة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في كل قرن من امتى سابقون و ابو حنيفة سابق هذه الامة۔ [1]

(حضرت ابن لہیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر زمانے میں میری اُمّت کے سابق ہوتے ہیں اور ابو حنیفہ اس امت کے سابق ہیں)۔

راى ابوحنيفة فى المنام كانه نبش قبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و جمع عظامه الى صدره فهاله ذلك ارتحل الى البصرة فسأل محمد بن سيرين عن هذه الرؤيا وقيل نفذ رجلا فقال له محمد بن سيرين لست بصاحب هذه الرؤيا صاحب هذه الرؤيا ابوحنيفة فحضر ابوحنيفة فقال انا ابوحنيفة فقال اكشف عن ظهرك ويسارك فكشف فراى بين كتفيه او عضد يساره خالا فقال له ابن سيرين صدقت انت ابوحنيفة الذى قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حقه يخرج من امتى رجل يقال له ابوحنيفة وبين كتفيه (وفى رواية) على يساره خال يحيى الله تعالى على يديه سنتى. [2]

(امام اعظم نے ایک رات خواب دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کھود کر آپ کے جسمِ مقدس کی ہڈیاں جدا جدا کر کے ان کو اپنے سینے سے

---

[1] جامع مسانید امام اعظم، ج۱، ص۱۸، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن۔

[2] جامع مسانید امام اعظم، ج۱، ص۱۸، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن۔

لگا رہے ہیں۔ بیدار ہوئے تو آپ خوف زدہ تھے اسی حالت میں بصرہ پہنچے اور امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے خواب کی تعبیر دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ آپ اپنی پشت سے قمیص اٹھائیں امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک تل کا نشان پایا آپ نے دیکھ کر نہایت مسرت میں فرمایا آپ ہی وہ ابو حنیفہ ہیں جن کے متعلّق حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادتیں دی تھیں اور اس خواب کی روشنی میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتوں کو زندہ کریں گے)۔

اشعارِ صدر الائمۃ ابو المؤید موفق بن احمد المکی:

رسول الله قال سراج دینی وامتی الهداة ابوحنیفة
غدا بعد الصحابة فی الفتاوی لاحمد فی شریعته خلیفة
سدا دیباج فتیاه اجتهاد ولحمته من الرحمن خیفة
مقدم متن ساع کل علم له وعدا ماویه ردیفه
صحاری الفقه قد قحطت ونادت ببشری الخصب اذ سمعت وصیفه [1]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ میرے دین اور امت کے چراغ ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد آپ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] جامع مسانید امام اعظم، ج۱، ص۲۰، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن۔
مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، للامام صدر الائمۃ الموفق بن احمد المکی، ج۱، ص۲۳، طبع مطبوعۃ مجلس دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدر آباد دکن، ھند۔

کے نائب ہیں۔ شریعت میں فتاوٰی دینا آپ کا حق ہے آپ دین میں آہنی دیوار کی طرح مضبوط ہیں اور علم کے ہر شعبے میں مشاق ہیں مگر اس علم و فضل کی فراوانی کے باوجود آپ مشکلات کو لبیک کہتے رہیں گے جب فقہ کے ملک میں قحط پڑ گیا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کی باران رحمت نے اسے سرسبز و خوشحال بنادیا)۔

وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان آدم افتخر بی وانا افتخر برجل من امتی اسمہ نعمان و کنیۃ ابوحنیفۃ ھو سراج امتی۔[1]

(حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مجھ پر فخر فرماتے اور میں اپنے ایک ایسے امتی پر فخر کرتا ہوں جس کا نام نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ وہ میری امت کا چراغ ہے)۔

وعنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سائر الانبیاء یفتخرون بی وانا افتخر بابی حنیفۃ من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی۔[2]

(اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام مجھ پر فخر کرتے ہیں اور میں ابو حنیفہ پر فخر کرتا ہوں۔ جو اس سے محبت کرتا ہے تو گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو اس سے بغض رکھتا ہے تو گویا وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے)۔

---

[1] در مختار مع رد المحتار، ج۱، ص۱۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

[2] کذا فی التقدمۃ شرح مقدمۃ ابی اللیث در مختار علی ھامش رد المحتار، ج۱، ص۱۳۵، مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

محقق شامی درِّ مختار کی ان دو روایتوں کے ماتحت لکھتے ہیں:

(متعصب) خطیب بغدادی اور اُس سے ابنِ جوزی (متشدد) ناقل، حافظ ذہبی (متشدد)، حافظ سیوطی (منصف)، حافظ ابنِ حجر عسقلانی (متشدد)، حافظ شیخ قاسم حنفی نے ان کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔[1] علامہ محمد طاہر فتنی المحدث الحنفی (المتوفّٰی ۹۸۶ھ) فرماتے ہیں: الصفانی سراج امتی ابوحنیفة "موضوع" عالم قریش یملأ طباق الارض علما موضوع[2]۔ محدث علی قاری حنفی فرماتے ہیں: حدیث ابوحنیفة سراج امتی موضوع باتفاق المحدثین[3]۔



[1] ردالمحتار، ج۱، ص۱۳۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

[2] تذکرۃ الموضوعات، ص۱۱۱۔

[3] موضوعات علی قاری، ص۱۷۔

تصویر کا دوسرا رُخ

(قال فی الضیاء المعنوی) هو شرح مقدمة الغزنوی للقاضی ابی البقاء بن الضیاء المکی (وقول ابن الجوزی) ای ناقلا عن الخطیب البغدادی. (انه موضوع تعصب لانه روی بطرق مختلفة)[1] بسطها العلامة طاش کبری فیشعر بان له اصلا فلا اقل من ان یکون ضعیفا فیقبل اذ لم یترتب علیه اثبات حکم شرعی ولا شك فی تحقیق معناه فی الامام فانه سراج یستضاء بنور علمه ویهتدی بثاقب فهمه.[2]

(علامہ قاضی ابوالبقاء بن ضیا مکی نے الضیاء المعنوی شرح مقدمہ غزنوی میں فرمایا: ابن جوزی نے جو خطیب بغدادی سے نقل کرتے ہوئے اس حدیث پر موضوع کا حکم لگایا ہے تو یہ تعصب کی بنا پر کیا، کیوں کہ یہ حدیث مختلف اسناد کے ساتھ ثابت ہے۔ علامہ طاش کبری نے اس کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی کوئی اصل ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ضعیف ہو گی تو وہ قبول ہے، کیوں کہ اس حدیث کی وجہ سے کوئی حکم شرعی کا اثبات نہیں ہو رہا اور معنوی طور پر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سراج (چراغ) ہیں، اپنے نورِ علم سے روشنی پہنچا رہے ہیں اور اپنی فہمِ ثاقب سے ہدایت دے رہے ہیں)۔

---

[1] دُرِّ مختار، ج۱، ص۱۳۶۔

[2] رد المحتار مع در مختار، ج۱، ص۱۳۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

چند ضروری گزارشات

موضوعیت کیوں کر ثابت ہوتی ہے اس کی پندرہ وجہوں کا ملخّص و مہذب بیان دیکھنا ہو تو سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا رسالۂ مبارکہ "منیر العین" کا افادۂ دہم ص ۲۸ تا ص ۳۳ ملاحظہ ہو۔

سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں) رہا یہ کہ جو حدیث ان سب سے خالی ہو اُس پر حکمِ وضع کی رخصت کس حال میں ہے۔ اس باب میں کلمات علمائے کرام تین طرز پر ہیں:

انکار محض یعنی بے امور مذکورہ کے اصلاً حکمِ وضع کی راہ نہیں۔ اگرچہ راوی وضاع، کذاب ہی پر اس کا مدار ہو۔ امام سخاوی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں اسی پر جزم فرمایا، فرماتے ہیں:

مجرد تفرد الکذاب بل الوضاع ولو کان بعد الا ستقصاء فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء غیر مستلزم لذلك بل لا بد معه من انضمام شیء مماسیاتی.

یعنی اگر کوئی حافظ جلیل القدر کہ علم حدیث میں دریا اور اس کی تلاش کامل و محیط ہو، تفتیشِ حدیث میں استقصائے تام کرے اور بایں ہمہ حدیث کا پتا

ایک راویِ کذاب، بلکہ وضاع کی روایت سے جدا کہیں نہ ملے تاہم اس سے حدیث کی موضوعیت لازم نہیں آتی جب تک امورِ مذکورہ سے کوئی امر اس میں موجود نہ ہو۔[1]

مولانا علی قاری نے موضوعاتِ کبیر میں حدیثِ ابن ماجہ دربارہ اتخاذِ وجاج کی نسبت نقل کیا کہ اس کی سند میں علی بن عروہ دمشقی ہے۔ ابنِ حبان نے کہا: وہ حدیثیں وضع کرتا تھا؛ پھر فرمایا:

والظاهر ان الحديث ضعيف لا موضوع۔[2]

(ظاہر یہ ہے کہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں)۔

حدیث فضیلتِ عسقلان کا راوی ابو عقال ہلال بن زید ہے، ابنِ حبان نے کہا وہ انس رضی اللہ عنہ سے موضوعات روایت کرتا تھا ولہذا، ابن الجوزی نے اُس پر حکمِ وضع کیا۔ امام الشان حافظ ابن حجر نے قولِ مسدد، پھر خاتم الحفاظ نے لآلی میں فرمایا:

هذا الحديث فی فضائل الاعمال والتحريض علی الرباط وليس فيه ما يحيل الشروع ولا العقل فالحكم عليه بالبطلان بمجرد كونه

---

[1] فتح المغيث شرح الفية الحديث الموضوع، ج ۱، ص ۲۹۷، مطبوعه دار الامام الطبری، بیروت۔

[2] الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعة، حديث ۱۲۸۲، ص ۳۳۸، مطبوعة دار الكتب العلمية، بیروت۔

من روایة ابی عقال لا یتجه وطریقة الامام احمد معروفة فی التسامح فی احادیث الفضائل دون احادیث الاحکام.[1]

(یہ حدیث فضائلِ اعمال کی ہے اس میں سرحد دارالحرب پر گھوڑے باندھنے کی ترغیب ہے اور ایسا کوئی امر نہیں جسے شرع یا عقل محال مانے تو صرف اس بنا پر کہ اس کا راوی ابو عقال ہے باطل کہہ دینا نہیں بنتا۔ امام احمد کی روش معلوم ہے کہ احادیثِ فضائل میں نرمی فرماتے ہیں، نہ احادیث احکام میں (یعنی تو اُسے درج مسند فرمانا کچھ معیوب نہ ہوا)۔)

کذاب وضاع جس سے عمداً نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم پر معاذ اللہ بہتان و افترا کرنا ثابت ہو، صرف ایسے کی حدیث کو موضوع کہیں گے وہ بھی بطریقِ ظن نہ بروجہِ یقین کہ بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے اور اگر قصداً افترا اس سے ثابت نہیں تو اس کی حدیث موضوع نہیں، اگرچہ متہم بکذب و وضع ہو، یہ مسلک امام الشان (ابنِ حجر) وغیرہ علما کا ہے۔ نخبہ ونزہہ میں فرماتے ہیں:

الطعن اما ان یکون لکذب الراوی بان یروی عنه مالم یقله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم متعمدا لذلك او تهمته بذلك الاول هو الموضوع والحکم علیه بالوضع انما هو بطریق الظن الغالب لا بالقطع اذ قد یصدق الکذوب والثانی هو المتروك اه ملتقطاً الخ۔[2]

---

[1] القول المسدد، الحدیث الثامن، ص۳۲، ج۱، مطبوعه مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانیة حیدرآباد دکن، هند۔

[2] منیر العین، ص۳۰، ۳۱۔

(طعن یا تو کذب راوی کی وجہ سے ہو گا، مثلاً اس نے عمداً اپنی بات روایت کی جو نبی کریم ﷺ نے نہیں فرمائی تھی یا اس پر ایسی تہمت ہو۔ پہلی صورت میں روایت کو موضوع کہیں گے اور اس پر وضع کا حکم یقینی نہیں، بلکہ بطورِ ظنِّ غالب ہے؛ کیوں کہ بعض اوقات بڑا جھوٹا بھی سچ بولتا ہے اور دوسری صورت میں روایت کو متروک کہتے ہیں)۔ [1]

اگر اس پر محدث حکم وضع کرے تو اس سے نفسِ حدیث پر حکم لازم نہیں، بلکہ صرف اس سند پر جو اس وقت اس کے پیشِ نظر ہے، بلکہ بارہا اسانید عدیدہ حاضرہ سے فقط ایک سند پر حکم مراد ہوتا ہے یعنی حدیث اگرچہ فی نفسہٖ ثابت ہے، مگر اس سند سے موضوع وباطل اور نہ صرف موضوع بلکہ انصافاً ضعیف کہنے میں بھی یہ حاصل حاصلِ ائمہ حدیث نے ان مطالب کی تصریحیں فرمائیں تو کسی عالم کا حکم وضع یا ضعف دیکھ کر خواہی نخواہی یہ سمجھ لینا کہ اصل حدیث باطل یا ضعیف ہے، ناواقفوں کی فہم سخیف ہے۔ میزان الاعتدال امام ذہبی میں ہے:

ابراهيم بن موسى المروزى عن مالك عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما حديث طلب العلم فريضة قال احمد بن حنبل هذا كذب يعنى بهذا الاسناد والافالمتن له طرق ضعيفة.

[1] شرح نخبة الفكر مع نزهة النظر، بحث الطعن، ص۵۴تا۵۹، مطبوعة مطبع عليمى، لاهور۔
فتاوی رضویہ، جلد۵، صفحہ ۴۶۲ تا ۴۶۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

(ابراہیم بن موسیٰ المروزی مالک سے نافع سے ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے جو حدیث طلب العلم فریضة کو کذب فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ خاص اس سند سے کذب ہے ورنہ اصل حدیث تو کئی ضعیف سندوں سے وارد ہے)۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اس کی شرح حرزِ ثمین میں لکھتے ہیں:

صرح ابن الجوزی بان ھذا الحدیث موضوع قلت یمکن ان یکون بالسنّة الی اسنادہ المذکور عندہ موضوعا الخ[1] ذکر المجدد البریلوی عدة نقول.

اب غور طلب یہ امر ہے کہ حدیث "سراج امتی" پہ محدثین کا حکم وضع ایک متن کی ایک سند پر ہے یا تمام متون کی جمیع اسناد پر، نیز حکمِ وضع کس سبب سے ہے۔

آمنا بکل ما جاء به رسول الله صلی الله علیه وسلم و نعوذ بالله تعالیٰ ان نفتری علیه الصلوٰة والسلام. والله تعالیٰ ورسوله اعلم بحقیقة الحال والمقام.

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے مروی جمیع احادیث پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے حوالے سے کوئی من گھڑت حدیث بیان کریں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہی حقیقت کو بہتر جانتے ہیں۔)

---

[1] حرز ثمین مع حصن حصین تعزیة اهل رسول الله ﷺ عند وفاة، ص۴۱۰، مطبوعہ نولکشور لکھنو، منیر العین، ص ۳۳، فتاوٰی رضویہ ج۵، ص۴۶۹ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

مُشاھدات

امام العلماء المحققین المحدثین المفسرین و سیّد الاولیاء الکاملین الراسخین الربانیین سیّدنا علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری حنفی رضی اللہ عنہ (متوفّٰی ۴۶۵ھ) جن کے مزار پر سلطان الہند حضرت سیّدنا خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ نے چلّہ کشی کی ہے اور یہ شعر پڑھا:

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہ نما

(آپ گنج بخشِ فیضِ عالم اور حضور نبیّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مظہر ہیں ناقصوں کے لیے پیر کامل اور کاملین کے راہ نما ہیں)

نیز حضرت سیّدنا بابا فرید گنج شکر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے مزار پر چلّہ کشی کی اور حضرت سیّدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بیان کیا جاتا ہے:

در زمانہ گر ہمی بودم علی ہجویر را
تازہ بیعت کردمی بر دستِ آں ماہِ لقا

(اگر میں علی ہجویری کا زمانہ پاتا تو ان کے ہاتھ پر تجدید بیعت کرتا)

امامِ اعظم کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے ان کی عزلت بیان کرتے ہیں:

امام اماماں و مقتدائے سنیاں شرف فقہاء عز علماء ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الخراز رضی اللہ عنہ.... واندر ابتداے حال قصد عزلت کرد.... الی ان قال.... و دیگر بار پیغمبر را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخواب دید کہ او را گفت یا ابا حنیفہ ترا سبب زندہ گردانیدن سنت من گردانیدہ اند قصد عزلت مکن۔ [1]

(انہیں میں سے امامِ اماماں مقتداءِ سنّیاں شرف فقہاء عز علماء حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الخراز رضی اللہ عنہ ہیں ابتداءِ زمانہ میں آپ نے عزمِ عزلت نشینی فرمالیا تھا اور مخلوقات سے تبری فرمائی تھی.... دوسری بار خواب میں حضور سیّدِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور فرمارہے ہیں ابو حنیفہ تجھے اللہ نے میری سنّت زندہ کرنے کے لیے بنایا ہے، گوشہ نشینی کا عزم نہ کرو)۔

نیز حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرکے عرض کی:

این اطلبك قال علیہ الصلوٰۃ والسلام عند علم ابی حنیفۃ.

(یعنی آپ کو کہاں پاؤں یارسول اللہ، آپ نے فرمایا: ابو حنیفہ کے علم میں)۔ [2]

---

[1] کشف المحجوب، فارسی، ص۱۱۷، ۱۱۸، باب۱۱؛ حدائق الحنفیۃ، ص۲۲۔

[2] کشف المحجوب، فارسی، ص۱۲۰، باب۱۱۔
تذکرۃ الاولیاء، ص۱۳۲ للشیخ العطار۔

نیز ارقام فرماتے ہیں:

منکہ علی بن عثمان الجلابی ام بشام بودم بر سر روضہ بلال موذن پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم خفتہ بودم خودرا بمکہ دیدم اندر خواب کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم از باب بنی شیبہ اندر آمد و پیریرا در کنار گرفتہ چنانکہ اطفال را گیرند بشفقتی من پیش وے ودیدم و بر پشت پایش بوسہ دادم واندر تعجب آں بودم تا آں پیر کسیت وے بحکم اعجاز بر باطن و اندیشہ من مشرف شد مرا گفت این امام تست و اہل دیار تو یعنی ابو حنیفہ و مرا ازیں خواب امید بزرگ ست و باحل شہر خود ہم و درست شد ازیں خواب مرا کہ وے یکی از آناں بودہ است کہ از اوصاف طبع فانی بودہ اند و باحکام شرع باقی دید و قائم چناں کہ برندۂ وے پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است واگر دے خود رفتی باقی الصفت بودے و باقی الصفت یا مخطی بود یا مصیب چوں برندہ وے پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فانی الصفت باشد ببقاء صفت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و چوں بر پیغامبر خطا صورت نگیرد بر آنکہ بد قائم بود ہم نگیرد واین رمز لطف ست۔ [1]

(میں علی بن عثمان جلابی ایک بار شام میں تھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذّنِ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے سرہانے سورہا تھا کہ اپنے کو مکہ معظمہ میں دیکھا اور اسی خواب میں دیکھا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بابِ بنی شیبہ سے تشریف لا رہے ہیں اور ایک بزرگ معمر کو اپنے پہلو میں اس طرح لے رکھا ہے جیسے بچوں کو شفقت سے لیتے ہیں، میں فرطِ محبت سے دوڑا اور حضور کے پائے اقدس کو چومنے لگا اور میں اس تعجب میں تھا کہ یہ معمر حضور کے اتنے محبوب کون ہیں۔

[1] کشف المحجوب، فارسی، باب ۱۱، ص ۱۲۱۔

حضور ﷺ میرے تعجب کو نورِ نبوت سے سمجھ گئے، مجھے فرمانے لگے یہ تیرا امام ہے اور تیرے شہر کے لوگوں کا امام ہے یعنی ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ۔ مجھے اس خواب کے بعد اس ہستی پاک کے ساتھ امید قوی ہے اور میرے اہلِ شہر بھی بالخصوص امیدوار ہیں اور اس خواب سے میرا یہ خیال بھی صحیح ہو گیا کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ انہی پاک ہستیوں میں سے تھے جو اوصافِ طبع سے فانی اور احکامِ شرع کے ساتھ باقی و قائم ہیں اس لیے ان کے چلانے والے حضور سیّد یوم النشور ﷺ ہیں۔ اگر آپ خود چلتے تو باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت یا مخطی ہوتا ہے (یعنی ارادۂ صواب کرے مگر بلا ارادہ خطا ظاہر ہو جائے) یا مصیب ہوتا ہے (یعنی حقیقتِ معاملہ کو اچھی طرح پہنچنے والا) اور جب ان کے قائد خود حضور ﷺ ہیں تو فانی الصفت ہوئے اور نبی کی صفت بقا سے قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر سے صدورِ خطا ناممکن ہے جو اس ذات کے ساتھ قائم ہے اس سے بھی خطا نہیں ہو سکتی۔ یہ در حقیقت ایک نہایت لطیف رمز ہے)۔ [۱]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

عرفنی رسول الله صلی الله علیه وسلم وان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة هی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت ونقحت فی زمن البخاری واصحابه. [۲]

---

[۱] کشف المحجوب، ص۲۱۶، ۲۱۷، مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور۔

[۲] فیوض الحرمین، ص۴۸، مطبع رحیمیه، دهلی۔

(یعنی مجھے حضور نے یہ معرفت کرائی کہ امام بخاری اور ان کے اصحاب کے زمانے میں جس قدر طرق و مذاہب تھے اُن سب سے زیادہ سنّت سے موافق مذہب حنفی ہے)۔

اگر کوئی یہ کہے کہ یہ تو خواب کی باتیں ہیں ان کا کیا اعتبار؟ جواباً عرض ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ صحاح کی احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کا دیکھنا حق ہے اس میں شیطان کا ہرگز دخل نہیں ہوتا پھر ایسے جلیل القدر علما و اولیاء رحمھم اللہ ان مشاہدات سے استدلال فرما رہے ہیں۔ ان میں تو حضور کا مشاہدہ ہے اور اگر یہ نہ ہو صرف نیک خواب ہو، اچھا خواب ہو وہ بھی قابلِ اعتبار ہے۔

سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے الفاظِ پاک اصلاح کے لیے کافی سمجھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

احادیثِ صحیحہ سے ثابت کہ حضورِ اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے (خواب کو) امر عظیم جانتے اور اُس کے سننے پوچھنے بتانے بیان فرمانے میں نہایت درجے کا اہتمام فرماتے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے: هل رای احد اللیلة رؤیا[1] آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا جس نے دیکھا ہوتا عرض کر دیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر فرماتے۔ احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابنِ ماجہ و طبرانی و حکیم ترمذی و ابنِ جریر و ابنِ عبد البر و ابن النجار وغیرہم محدثینِ کبار کے

---

[1] ترمذی، ج۲، ص۵۳، ابوداؤد، ج۲، ص۳۲۸، بخاری، ج۲، ص۱۰۴۳۔

یہاں احادیثِ انس وابوہریرہ وعبادہ بن صامت وابوسعید خدری وعبد اللہ بن عمرو عبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ بن عباس وجابر بن عبد اللہ وعوف بن مالک وابورزین عقیلی وعباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا خواب نبوت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے (حدیثیں اس بارے میں مختلف آئیں۔ چوبیسواں، پچیسواں، چھبیسواں، چالیسواں، چوالیسواں، پینتالیسواں، چھیالیسواں، پچاسواں، سترھواں، چھہتّرواں ٹکڑا سب وارد ہے لہٰذا فقیر نے مطلق ایک ٹکڑا کہا اور اکثر احادیث میں چھیالیسواں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ)[۱]۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ اور صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں عبد اللہ بن عباس اور۔۔۔ وابنائے ماجہ وخزیمہ وحبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ اور مسندِ احمد میں امّ المومنین حضرت صدیقہ اور معجم کبیر طبرانی میں بسندِ صحیح حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی وھذا لفظ الطبرانی حضور لامع النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات قیل وما المبشرات قال الرؤیا الصالحة یراها الرجل او تری له.

(نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی، مگر بشارتیں۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا: نیک خواب کہ آدمی خود دیکھے یا اُس کے لیے دیکھی جائے)۔[۲]

---

[۱] بخاری، ج۲، ص۱۰۳۴، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی، ابوداؤد، ج۲، ص۳۲۹۔

[۲] معجم کبیر طبرانی، ج۳، ص۱۷۹، رقم الحدیث: ۳۰۵۱، مطبوعہ مکتبہ فصلیہ، بیروت۔

اسی طرح احادیث اس بارے میں متوافر اور اُس کا امر عظیم مہتم بالشان ہونا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متواتر اُن کی تفصیل موجب تطویل اور احمد بخاری و ترمذی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا رای احدکم الرؤیا یحبھا فانما ھی من اللہ تعالی فلیحمد اللہ تعالی علیھا ولیحدث بھا غیرہ.

(جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اُسے پیارا معلوم ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چاہیے کہ اُس پر اللہ عزوجل کی حمد بجالائے اور لوگوں کے سامنے بیان کرے)۔[1]



[1] صحیح بخاری، ج۲، ص۱۰۳۴، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔ صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین، سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ، ص۴۔ فتاویٰ رضویہ، ج۲۲، ص۲۷۰، طبع رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

شانِ امام ابوحنیفہ از اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم

فرمانِ حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۱) عن عبد الله بن مغفل قال سمعت امير المؤمنين علی ابن ابی طالب رضی الله تعالی عنه يقول الا انبئكم برجل من كوفان من بلدتكم هذه او من كوفتكم هذه يكنى بابی حنيفة قد ملی قلبه علما و حكما وسيهلك به قوم فی آخر الزمان الغالب عليهم التنابز يقال لهم البنانية كما هلكت الرافضة بابی بكر و عمر رضی الله عنهما. [۱]

(حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں ایسے کوئی آدمی کی خبر نہ دوں جو تمہارے شہر سے ہو گا یا فرمایا تمہارے اس کوفے سے ہو گا۔ اس کی کنیت ابو حنیفہ ہو گی؛ اس کا دل علم و حکمت سے بھرا ہو گا اور عنقریب آخر زمانے میں ایک قوم اس کی وجہ سے ہلاک ہو گی اور اس پر برا لقب دینا غالب ہو گا اس کو بنانیہ کہا جائے گا جیسا کہ روافض شیخین رضی اللہ عنہما کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔)

[۱] جامع مسانید امام اعظم، ج۱، ص۱۷، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد، دکن۔

دعا حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۲) اخرج الخطیب فی تاریخہٖ عن اسماعیل بن حماد بن ابی حنیفة ان ثابت بن النعمان بن المرزبان من ابناء فارس الاحراء واللہ ما وقع علینا رق قط ولد جدی فی سنة ثمانین وذھب ثابت الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وھو صغیر فدعالہ بالبرکة فیہ وفی ذریتہ ونحن نرجوا من اللہ ان یکون قد استجاب اللہ تعالیٰ ذلک لعلی بن ابی طالب فینا والنعمان بن المرزبان ابوثابت ھو الذی اھدی لعلی بن ابی طالب الفالوذج فی یوم النیروز نور ذو النا کل یوم.[1]

(خطیب تاریخ میں امام اعظم ابو حنیفہ کے پوتے حضرت اسماعیل سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میرے پردادا حضرت ثابت بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے گئے تو آپ نے ان کے واسطے اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا۔

نعمان بن مرزبان ابوثابت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نوروز کے دن فالودہ بھیجا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے لیے تو ہر دن نوروز ہے۔)

[1] تبییض الصحیفة بمناقب الامام ابی حنیفة لامام السیوطی، ص۳۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیة، بیروت وملخصہ فی الاکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰة، الملحق بالمشکوٰة، ص۶۲۴۔ مرقات، ج۱ ص۲۵ و رد المحتار، ج۱، ص۱۴۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال یطلع بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدر علی جمیع خراسان یکنی بابی حنیفة.[۱]

(حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد اہلِ خراسان پر ایک چاند طلوع ہو گا اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہو گی۔)

(۴) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان الرای الحسن یغنی صاحبہ وانہ سیکون من بعدنا رأی حنیف تجری بہ الاحکام ما بقی الاسلام وانہ کرأینا واحکامنا یقوم بہ رجل یقال لہ النعمان بن ثابت ویکنی بابی حنیفة وھو من اھل الکوفة جھبذ فی العلم والفقہ یصرف الاحکام علی وجوھھا حنیفی الدین والرای الحسن.[۲]

(حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اچھی رائے اپنے صاحب کو بے پرواہ کر دیتی ہے اور تحقیق قریب ہے ہمارے بعد ابو حنیفہ کی رائے ہو جس کے ساتھ بقائے اسلام تک احکام جاری ہوں اور ضرور وہ رائے ہماری رائے کی طرح ہو گی؛ ایک شخص جس کا نام نعمان بن ثابت ہو گا اور کنیت ابو حنیفہ ہو گی اور وہ کوفے سے ہو گا، وہ دین کو قائم رکھے گا، علم وفقہ میں کوشش کر کے احکام کو ان کی اصل پر لائے گا، حنیفی الدین ہو گا اور رائے حسن رکھے گا۔)

---

[۱] جامع مسانید، ص ۱۷، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔

[۲] جامع مسانید ج ۱ ص ۱۹، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن۔

امامِ اعظم اور تابعین وسلف صالحین و معاصرین

۱۔ عن کعب الاحبار (التابعی ادرک زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یرہ واسلم فی زمن عمر بن الخطاب روی عن عمرو صهیب و عائشة ومات بحمص ۳۲ھ فی خلافة عثمان الاکمال لصاحب المشکوٰة ص۶۱۵) قال انی لاجد اسامی العلماء و اهل العلم مکتوبة بصفاتهم وانسابهم...... وانی لاجد اسم رجل یقال له النعمان بن ثابت یکنی بابی حنیفة واجد له شانا عظیما فی العلم والفقه والحکمة والعبادة والزهادة[1]

(حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ (تابعی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا زمانہ مبارک پایا، لیکن زیارت نہ ہو سکی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اسلام لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث سنی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۳۲ھ میں حمص کے مقام پر وفات پائی۔ "الاکمال" از صاحبِ مشکوٰۃ۔) سے روایت ہے کہ میں نے اہلِ علم حضرات کے اسما پائے جو ان کی صفات اور نسب کے ساتھ تحریر کیے ہوئے تھے..... ان میں سے ایک ایسے مرد کا نام بھی تھا جسے نعمان بن ثابت کہا جائے گا اور اس کی کنیت ابو حنیفہ ہو گی اور وہ فقہ و علم و حکمت اور عبادت و زہد میں بڑا مقام پائے گا۔)

---

[1] جامع مسانید، ج۱، ص۱۸، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن۔

۲۔ عن ابی البحتری قال دخل ابو حنیفة علی جعفر بن محمد الصادق (هو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب التابعی کان من سادات اهل البیت سمع منه الائمة الاعلام نحو یحیی بن سعید و ابن جریج و مالك بن انس والثوری و ابن عیینة و ابوحنیفة ولد ۸۰ھ مات۱۴۸ھ (الاکمال لصاحب المشکوٰة ص۵۸۹) رضی الله عنهما فلما نظر الیه جعفر قال کانی انظر الیك وانت تحیی سنة جدی صلی الله علیه وسلم بعد ما اندرست و تکون مفزعا لکل ملهوف وغیاثا لکل مهموم بك یسلك المتحیرون اذا وقفوا وتهدیهم الی الواضح من الطریق اذا تحیروا فلك من الله العون والتوفیق حتی یسلك بك الربانیون الطریق۔[1]

(حضرت ابو البختری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تابعی، ساداتِ اہلِ بیت میں سے تھے۔ ان سے بہت سے ائمۂ کرام مثلاً یحییٰ بن سعید، ابن جریج، مالک بن انس، ثوری، ابنِ عیینہ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم نے حدیث سنی، ۸۰ھ میں ولادت ہوئی اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ "الاکمال" از صاحبِ مشکوٰۃ۔) کی خدمت میں حاضر ہوئے جب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نگاہ امام اعظم پر پڑی تو آپ نے فرمایا گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے نانا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت کو زندہ کروگے، جب کہ گم ہو گئی ہو گی؛ ہر

---

[1] جامع مسانید، ج۱، ص۱۹، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن۔

ایک مغموم و مہموم کے مدد گار ہوگے؛ متحیر لوگ جب ٹھہریں گے تو تمہارے ساتھ چلیں گے اور جب وہ حیران ہوں گے تو تم ان کو واضح راستہ دکھاؤ گے، پس تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق ہوگی، یہاں تک کہ علمائے ربانی تمہارے سبب سے سیدھے راستے پر چلیں گے۔)

۳۔ عن ابی عبدالرحمٰن الهزهاز قال شهدت حمادا وجاءه ابوحنيفة فقال له حماد يا ابا حنيفة انت النعمان الذى ذكر لنا ابراهيم (النخعى فقيه المتوفى ۹۶ھ تقريب ص۲۶ فيه قال الاعمش كان خير فى الحديث وقال الشعبى ما ترك احدا اعلم منه وقال ابوحاتم لم يلق من الصحابة الا عائشة وادرك انس ولادته ۵۵ھ التعليق الممجد على الموطا لامام محمد ص۵۴ حاشيه ۱۲۔) قال سقى الله زمانا يكون فيه رجل يقال له النعمان يكنى بابى حنيفة يحيى احكام الله تعالىٰ ورسوله وتجرى بعده ابدا ما بقى الاسلام ولا يهلك من اتخذها وعمل بها فان انت لقيته فاقرأه منى السلام۔[1]

(امام ابو عبد الرحمٰن الھزھاز سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت حماد کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام ابو حنیفہ تشریف لائے، حضرت حماد نے فرمایا: اے ابو حنیفہ! تم نعمان ہو جس کے بارے میں ہم سے ابراہیم (نخعی فقیہ ۹۶ھ میں وفات ہوئی، امام اعمش نے ان کے بارے میں کہا: خیر فی الحدیث؛ شعبی نے فرمایا: انہوں نے اپنے بعد خود سے زیادہ علم والا نہیں چھوڑا؛ ابو حاتم نے

[1] جامع المسانید، ج۱، ص۱۷، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن۔

فرمایا: ان کی صحابہ میں سے سوائے امّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کسی سے ملاقات نہیں ہوئی اور حضرت انس کا زمانہ پایا۔ ان کی ولادت ۵۵ھ میں ہوئی۔ ''التعلیق الممجد علی الموطا'' از امام محمد، ص ۵۴، حاشیہ ۱۴۔) نے ذکر کیا، اللہ تعالیٰ اہلِ زمانہ کو سیراب فرمائے ان میں سے ایک مرد ہوگا، جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی؛ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے احکامات کو زندہ کرے گا؛ اس کے بعد جب تک اسلام باقی رہے گا (قیامت تک)، احکامات جاری رہیں گے؛ جس نے ان احکامات پر عمل کیا، وہ ہلاک نہیں ہوگا۔ اگر تمہاری اس سے ملاقات ہو تو اس سے میرا سلام کہنا)۔

۴۔ عن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه قال رایت فی المنام کانی انبش قبر النبی صلی الله علیه وسلم فقال ابن سیرین (التابعی المتوفی ۱۱۰ھ اکمال ص ۶۱۸)[1] هذا رجل ینبش اخبار رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم.[2]

(حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ میں نے خواب دیکھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو کھود رہا ہوں امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو تحقیق کے ساتھ بیان کرے گا۔)

---

[1] اکمال، ص ۶۱۸۔

[2] جامع مسانید، ج ۱، ص ۱۹، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن۔ مرقات، ج ۱، ص ۲۶۔ تذکرۃ الاولیاء للشیخ العطار، ص ۱۲۹۔ کشف المحجوب، فارسی، داتا گنج بخش لاہوری، ص ۱۱۷۔ تبییض الصحیفة للسیوطی، ص ۱۵۔

۵۔ عبداللہ بن مبارک فرماتے تھے:

لولا ان اللہ عزوجل اعاننی بابی حنیفة وسفیان کنت کسائر الناس.[۱]

(اگر اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے میری مدد نہ فرماتا تو میں بھی ایک عام آدمی ہوتا۔)

۶۔ ابنِ جریج نے امام کی خبرِ وفات سن کے فرمایا: ای علم ذھب[۲] (کتنا بڑا علم رخصت ہو گیا۔)

۷۔ سئل یزید بن ھارون ایما افقه ابوحنیفة او سفیان قال سفیان احفظ للحدیث وابوحنیفة افقه.[۳]

(حضرت یزید بن ہارون سے سوال ہوا: امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان میں سے کون بڑا فقیہ ہے؟ فرمایا: سفیان زیادہ احادیث حفظ کرنے والا اور ابو حنیفہ بڑے فقیہ ہیں۔)

۸۔ قال عبداللہ بن المبارك اذا اجتمع سفیان و ابوحنیفة فمن یقوم لهما علی فتیا۔[۴]

(امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کسی مسئلے میں امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان جمع ہو جائیں تو پھر ان سے بڑھ کر کس کا فتویٰ ہو سکتا ہے!)

---

[۱] تبییض، ص۱۶۔

[۲] تبییض الصحیفة، ص۱۶، بغدادی، ج۱۳، ص۳۳۸۔

[۳] تبییض الصحیفة بمناقب ابی حنیفة، ص۱۰۳، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[۴] تبییض الصحیفة، ص۱۶۔

۹۔ کان عبداللہ ابن المبارك يقول اذا اجتمع هذان علی شی فذاك قولی۔ يعنی الثوری وابا حنيفة.[۱]

(حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے تھے: جب امام ابو حنیفہ اور حضرت سفیان ثوری کسی مسئلے میں جمع ہو جائیں، پس وہی میرا فتویٰ ہے۔)

۱۰۔ (عن) عبداللہ بن داؤد الخريبی يقول يجب علی اهل الاسلام ان يدعوا اللہ لابی حنيفة فی صلاتهم.[۲]

(حضرت عبد اللہ بن داؤد خریبی فرماتے تھے: مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی نمازوں میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کریں۔)

۱۱۔ عن شداد بن حكيم يقول ما رايت اعلم من ابی حنيفة.[۳]

(حضرت شداد بن حکیم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔)

۱۲۔ عن مكی بن ابراهيم (هو من كبار شيوخ البخاری روی اكثر ثلاثياته عنه) ذكر ابا حنيفة فقال كان اعلم زمانه.[۴]

(حضرت مکی بن ابراہیم (یہ امام بخاری کے بڑے مشائخ میں سے ہیں اور ان سے ثلاثیات بھی روایت کی ہیں) فرماتے تھے: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔)

---

[۱] تبييض الصحيفة، ص ۱۷۔

[۲] تبييض الصحيفة، ص ۱۷۔

[۳] تبييض الصحيفة، ص ۱۸۔

[۴] تبييض الصحيفة، ص ۱۸۔

ائمہ ثلاثہ کی زبان اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان

عن الامام مالك انه كان يقول لو ناظرني ابوحنيفة في ان نصف هذه الاسطوانة ذهب اوفضة لقام بحجته۔ [1]

(حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے اگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مجھ سے نصف ستون کے سونے یا چاندی کے ہونے پر بحث کریں تو وہ اس کو ثابت کر دیں گے۔)

روى الخطيب عن احمد بن الصباغ قال سمعت الشافعي محمد بن ادريس قال قيل لمالك بن انس هل رايت ابا حنيفة قال نعم رايت رجلا لو كلمك في هذه السارية ان يجعلها ذهبا لقام بحجته. [2]

(احمد بن صباغ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں وہ ایسے شخص تھے کہ اگر تم ان سے اس پیالے کے بارے میں کلام کرو کہ یہ سونے کا ہے تو وہ اس کو دلائل سے سونے کا ثابت کر دیں گے۔)

---

[1] کتاب المیزان للعارف الشعرانی، ج ۱، ص ۵۵، مطبوعہ مصر۔

[2] تبییض الصحیفۃ للسیوطی، ص ۱۶۔ بغدادی، ج ۱۳، ص ۳۳۸۔ اکمال ۶۲۵۔ مرقات، ج ۱، ص ۲۷۔

ابن مبارک کا بیان ہے کہ میں امام مالک کی خدمت میں حاضر تھا ایک بزرگ آئے اور جب وہ اٹھ کر چلے گئے تو امام موصوف نے فرمایا: جانتے ہو یہ کون تھے، حاضرین نے عرض کیا: نہیں (اور میں ان کو پہچان چکا تھا) فرمانے لگے:

هذا ابو حنيفة النعمان لو قال هذا الاسطوانة من ذهب لخرجت كما قال لقد رقوله الفقه حتى ما عليه فيه كثير مؤمنة.[1]

(یہ ابو حنیفہ نعمان ہیں جو اگر یہ کہدیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو ویسا ہی نکل آئے ان کو فقہ میں ایسی توفیق دی گئی ہے کہ اس فن میں انہیں ذرا مشقت نہیں ہوتی۔)[2]

عن الامام الشافعي انه كان يقول الناس كلهم في الفقه عيال على الامام ابي حنيفة رضي الله عنه.[3]

(امام شافعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے تھے: تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ کی اولاد ہیں۔)

---

[1] مناقب ابی حنیفۃ از محدث صیمری بحوالہ مقدمہ کتاب الآثار، ص۱۲۔

[2] مناقب ابی حنیفۃ از محدث صیمری بحوالہ مقدمہ کتاب الآثار ص۱۲۔

[3] میزان الشعرانی، ج۱، ص۵۸، ۵۹ واللفظ لہ تبییض الصحیفہ للسیوطی، ص۱۰۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔ الانتقاء، ص۱۳۶ لابن عبد البر، مناقب ابی حنیفۃ حافظ ذہبی ص۱۹، طبع مصر۔ مرقات لعلی القاری ج۱، ص۲۲ و ص۲۶ ص۳۔ رد المحتار، ج۱، ص۳۷ و ص۴۷ وزاد کان ابوحنیفۃ لمن وفق لہ الفقہ، طبقات کبریٰ للشعرانی، ج۱، ص۵۳، ومقدمہ التعلیق الممجد، ص۳۲۔

نیز امام شافعی فرماتے ہیں:

کان ابو حنیفة وقوله فی الفقه مسلّما له فیه.[1]

(امام ابو حنیفہ کا قول فقہ میں مسلّم ہے۔)

امام شافعی نے فرمایا:

من لم ینظر فی کتب ابی حنیفة لم یتبحر فی الفقه.[2]

(جو شخص امام ابو حنیفہ کی تصانیف کو نہیں دیکھے گا فقہ میں متبحر نہیں ہو گا۔)

نیز امام شافعی نے فرمایا:

من اراد ان یتبحر فی الفقه فلیلزم ابا حنیفة واصحابه.[3] هکذا فی الدرر وزاد...... والله ما صرت فقیها الا بکتب محمد بن الحسن.[4]

(جو یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ فقہ میں ماہر ہو اسے چاہیے کہ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں سے رجوع کرے۔ اسی طرح درر میں ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ کی قسم میں امام محمد بن حسن کی کتب سے ہی فقیہ بنا ہوں۔)

ولما دخل الشافعی بغداد زار قبره وصلی عنده رکعتین فلم یرفع یدیه فی التکبیر وفی روایة ان الرکعتین کانتا الصبح وانه لم

---

[1] الانتقاء، ص۱۲۵۔

[2] مناقب ابی حنیفة از صمیری۔ مقدمہ کتاب الآثار، ص۱۹۔

[3] مرقات لعلی قاری ناقلا عن ابن حجر، ج۱، ص۲۶، مثله فی اکمال، ص۶۲۵۔

[4] ردالمحتار، ج۱، ص۲۸۔

يقنت فقيل له فی ذلك فقال ادبنا مع هذا الامام اكثر من ان نظهر خلافه بحضرته.[1]

(اور جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لے گئے تو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کی زیارت کی اور وہاں پر دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اس میں رفع یدین نہیں کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ دو رکعت فجر کی نماز کی تھیں اور اس میں بھی آپ نے دعائے قنوت نہیں پڑھی۔ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کی وجہ سے ایسا کیا، آپ کے سامنے آپ کے مذہب کے خلاف نہ کیا جائے۔)

قال (الشافعی) انی لاتبرك بابی حنيفة واجیء الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صليت ركعتين وسالت الله تعالٰى عند قبره فتقضی سريعا وذكر بعض من كتب علی المنهاج ان الشافعی صلی الصبح عند قبره فلم يقنت فقيل له لم قال تادبا مع صاحب هذا القبر وزاد غيره انه لم يجهر بالبسملة.[2]

(امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جاتا ہوں اور جب مجھ کو کوئی ضرورت پیش آتی

[1] مرقات، ج۱، ص۲۷۔

[2] ردّالمحتار، ج۱، ص۴۱۔ میزان، ج۱، ص۵۷۔

ہے میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور آپ کی قبر کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، بہت جلد میری وہ حاجت پوری ہو جاتی ہے۔)

کتاب "منہاج" کے حاشیے پر ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس پڑھی اور آپ نے قنوت نہیں پڑھی۔ اس سلسلے میں آپ سے پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: میں نے اس صاحبِ قبر کے ادب کی وجہ سے نہیں پڑھی۔ یہ بات ایک لکھنے والے نے تحریر کی ہے۔ ایک اور صاحب نے لکھا ہے کہ آپ نے بلند آواز سے بسم اللہ بھی نہیں پڑھی۔

ابو بکر مروزی کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے سنا کہ

لم یصح عندنا ان ابا حنیفة قال القرآن مخلوق.

(ہمارے نزدیک یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ ابو حنیفہ نے قرآن کو مخلوق کہا ہے۔)

میں نے عرض کیا کہ "الحمد للہ" اے ابو عبد اللہ (یہ امام احمد کی کنیت ہے) ان کا تو علم میں بڑا مقام ہے۔ فرمانے لگے:

سبحان اللہ هو من العلم والورع وایثار الدار الآخرة بمحل لا یدرکه احد.[1]

(سبحان اللہ! وہ تو علم، ورع، زہد اور عالمِ آخرت کو اختیار کرنے میں اس مقام پر ہیں کہ جہاں کسی کی رسائی نہیں۔)

---

[1] مناقب ابی حنیفه، از ذهبی، ص۲۷، بحواله مقدمه کتاب الآثار، ص۱۲۔

محدث علی قاری حنفی اپنے استاذِ مکرم علامہ ابنِ حجر شافعی سے ناقل

وکان الامام احمد اذا ذکر ضربه علی القضاء وامتناعه منه بکی وترحم علیه قلت وکانه اقتدی به فی تحمل ضربه فی مسئلة خلق القرآن۔ [1]

(اور امام احمد جب امام ابو حنیفہ کی ضرب علی القضاء اور ان کا اس سے باز رہنا ذکر کرتے تو روتے اور آپ پہ رحم کرتے یعنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے۔ میں (ابنِ حجر) کہتا ہوں کہ وہ گویا کہ مسئلۂ خلقِ قرآن کی آزمائشوں میں امام ابو حنیفہ کے مقتدی تھے۔)

شامی میں ابنِ حجر سے نقل کرکے لکھا کہ امام احمد نے فرمایا ہے کہ ابو حنیفہ علم اور تقویٰ اور زہد اور اختیارِ آخرت میں ایسی جگہ تھے کہ کوئی ان کو نہیں پہنچا۔ [2]

فقد نقل العلماء ثناء الائمة الثلاثة علی ابی حنیفة وتادبهم معه ولا سیما الامام الشافعی رضی الله تعالیٰ عنه. [3]

(علماءِ کرام نے امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنا اور ان کے ساتھ ادب کرنا نقل فرمایا ہے، بالخصوص امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا۔)

---

[1] طبقات کبری للشعرانی، ج۱، ص۵۳۔ مرقات، ج۱، ص۲۵۔ بغدادی، ج۱۳، ص۳۲۷۔ ابن خلکان، ج۲، ص۱۶۴۔ مناقب موفق، ج۲، ص۱۶۹۔ الخیرات الحسان، ص۵۹۔

[2] حدائق الحنفیة، ۷۵۔

[3] ردّ المحتار، ج۱، ص۴۱۔

قیل احمد من این لك هذه المسائل الدقیقة قال من کتب محمد.[1]

(امام احمد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا ایسے دقیق مسائل آپ نے کہاں سے اخذ فرمائے؟ فرمایا: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے۔)

قال احمد بن حنبل فی حقه (فی حق ابی حنیفة) انه کان من العلم والورع والزهد وایثار الآخرة بمحل لا یدرکه احد ولقد ضرب بالسیاط لیلی القضاء فلم یفعل.[2]

(امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا: وہ صاحبِ علم وورع اور زہد و ایثارِ آخرت میں اپنی مثال آپ تھے۔ کوئی ان کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا ان کو کوڑوں سے مارا گیا مگر انہوں نے قضا کا عہدہ قبول نہ فرمایا۔)



[1] فوائد بهیه، ص۱۶۳۔

[2] ردّ المحتار، ج۱، ص۴۵۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ اکثر ائمۂ مجتہدین ومحدثین خصوصاً ائمۂ ثلاثہ اور اصحاب صحاح ستّہ کے اُستاذ اور مشائخ سے ہیں

امام مالک امام ابو حنیفہ کے شاگرد:

فخر المحدثین ملا علی قاری فرماتے ہیں:

قال ابن حجر و تلمذ له کبار من الائمة المجتهدین والعلماء الراسخین عبدالله بن المبارك واللیث بن سعد والامام مالك بن انس اھ ومنهم داؤد الطائی وابراهیم بن ادهم وفضیل بن عیاض وغیرهم من اکابر الصوفیة رضی الله عنهم اجمعین.[1]

(امام ابنِ حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ائمۂ مجتہدین اور علماءِ راسخین کی ایک جماعت نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شاگردی اختیار کی، جن میں سے عبد اللہ بن مبارک، لیث بن سعد، امام مالک بن انس اور اکابر صوفیہ کی ایک جماعت داؤد طائی، ابراہیم بن ادہم، فضیل بن عیاض وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین شامل ہیں۔)

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ، ج۱، ص۱۷۔

مولوی عبد الحی لکھنوی لکھتے ہیں:

ان من اشتھرت مذاھبھم ودوفت مشاربھم وحققت مسالکھم ووضحت دلائلھم وحصل لھم القبول من ارباب العقول فی اطراف الارضین مع مرور الشھور و کرور السنین ھم اربعۃ ابوحنیفۃ الکوفی ومالك و احمد والشافعی واولھم الاول ویعاصرہ الثانی وقیل قد روی الاول شیئًا عن الثانی وقیل بل الثانی تلمیذ للاول والثالث تلمیذ للرابع والرابع تلمیذ للثانی ولبعض تلامذۃ الاول (کالامام محمد).[1]

(وہ مذاہب جو مشہور ہوئے اور ان کے مشارب کی تدوین کی گئی اور ان کے مسالک میں تحقیق کی گئی اور ان کے دلائل کی وضاحت کی گئی اور ان کے مذہب کو دنیا کے مختلف علاقوں میں بسنے والے اہلِ علم و دانش نے قبول کیا اور تقلید اختیار کی اور زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے اور وہ چار امام ہیں: ۱۔ امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ ۲۔ امام مالک رضی اللہ عنہ ۳۔ امام احمد رضی اللہ عنہ ۴۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ، ان میں سے سب سے مقدم اوّل (امام اعظم) ہیں، پھر ان کے بعد دوسرے ان کے ہم عصر امام مالک ہیں اور کہا گیا ہے کہ پہلے نے دوسرے سے روایت لی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دوسرے پہلے امام کے شاگرد ہیں اور تیسرے امام (امام احمد) چوتھے امام (امام شافعی) کے شاگرد ہیں اور چوتھے امام (امام شافعی) دوسرے امام (امام مالک) کے شاگرد ہیں اور اسی طرح پہلے امام (امام اعظم) کے شاگردوں کے شاگرد ہیں، جیسے امام محمد کے۔)

[1] الفوائد البھیۃ فی تراجم الحنفیۃ، ص۶۔

ان دو عبارتوں سے ثابت ہوا کہ امام مالک امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں۔ اور امام شافعی (امام محمد و) امام مالک کے شاگرد ہیں اور یہ دونوں امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں امام احمد امام شافعی کے شاگرد اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم کے ائمۂ ثلاثہ سے ایک امام بھی امام اعظم کے شاگردی سے باہر نہیں۔ اب آگے چلیے!

محدث علی قاری فرماتے ہیں:

ثم یدل علی علو سندہ (ای الامام الاعظم) انہ روی الشافعی فی مسندہ عن محمد بن الحسن عن ابی یوسف عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ..... وذکر الامام النووی فی تھذیب الاسماء نقلاً عن الخطیب البغدادی ان الامام الشافعی روی عن محمد بن الحسن وقال الفاضل تلمیذ الامام ابن الھمام فی شرح التحریر ذکر اصحاب الشافعی وغیرھم انہ قال الشافعی حملت عن محمد بن الحسن وقری بختی کتباً[1] وقال ابو اسحٰق فی الطبقات روی الربیع قال کتب الشافعی الی محمد بن الحسن وقد طلب منہ کتبا ینسخھا ...... وفی الحقائق شرح المنظومۃ قال الشافعی الحمد للہ الذی اعاننی علی الفقہ بمحمد بن الحسن انتھیٰ محمد لہ الروایۃ عن ابی حنیفۃ ومالک کما یدل علیہ موطا الامام محمد.[2]

[1] ردالمحتار، ج۱، ص۳۸۔ فوائد بھیہ، ص۱۶۳۔
[2] مرقات شرح مشکوٰۃ ج۱، ص۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

پھر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی علوِ سند پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ امام شافعی، امام محمد بن حسن اور امام ابو یوسف کے طریق سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (کہ یہ دونوں حضرات امام اعظم کے شاگرد ہیں)..... امام نووی نے تہذیب الاسماء میں خطیب بغدادی سے نقل کیا بے شک امام شافعی نے امام محمد بن حسن سے روایت لی ہے اور امام ابنِ ہمام کے ایک فاضل شاگرد نے شرح تحریر میں کہا کہ امام شافعی کے اصحاب وغیرہ نے یہ بات ذکر کی ہے کہ امام شافعی نے فرمایا میں نے امام محمد بن حسن سے ایک اونٹ کے برابر علم حاصل کیا اور امام ابو اسحاق نے طبقات میں ربیع سے نقل کیا کہ امام شافعی نے امام محمد سے ان کی کتابیں منگوا کر نقل کیں اور حقائق شرح منظومہ میں ہے کہ امام شافعی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے جس نے فقہ میں امام محمد بن حسن کے واسطے سے میری مدد فرمائی۔ امام محمد، امامِ اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ مؤطا امام محمد سے واضح ہے۔

روی (ای الامام احمد) عن الشافعی...... وعنه الشیخان۔ [1]

امام احمد نے امام شافعی سے روایت کیا اور بخاری و مسلم نے امام احمد سے روایت لی ہے۔

امام احمد، بخاری کے استاذ ہیں۔ [2]

---

[1] فیض القدیر للامام المناوی ج۱، ص۳۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[2] ھدی الساری للعسقلانی، ج۱، ص۵۰۳، مطبوعہ دار الریان للتراث، قاھرہ۔

سمع (الامام احمد) من یزید بن هارون ویحییٰ بن سعید القطان وسفیان ابن عیینة ومحمد بن ادریس الشافعی وعبد الرزاق بن همام وغیرهم وروىٰ عنه...... محمد بن اسماعیل البخاری و مسلم بن الحجاج النیسابوری وابو زرعة وابو داؤد السجستانی.[1]

(امام احمد نے یزید بن ہارون اور یحییٰ بن سعید قطان، سفیان بن عیینہ اور امام محمد بن ادریس شافعی اور امام عبد الرزاق بن ہمام سے حدیث سنی اور امام احمد سے امام محمد بن اسماعیل بخاری اور امام مسلم بن حجاج نیشاپوری اور محدث ابو زرعہ اور امام ابو داؤد سجستانی نے روایت حاصل کی۔)

تفقه البخاری علی الحمیدی وغیره من اصحاب الشافعی..... وروىٰ عنه (ای البخاری) مسلم.[2]

امام بخاری نے حمیدی وغیرہ اصحاب شافعی سے علم فقہ حاصل کیا..... اور امام بخاری سے امام مسلم نے روایت حاصل کی۔

اخذ (ابوداؤد) عن احمد وعنه الترمذی.[3] اخذ (الترمذی) عن البخاری.[4] سمع (ابوداؤد) احمد...... وروی عنه النسائی[5] سمع (النسائی)

---

[1] مرقات، ج۱، ص۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[2] فیض القدیر، ج۱، ص۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[3] فیض القدیر ج۱، ص۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[4] مرقات، ج۱، ص۷۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[5] مرقات، ج۱، ص۷۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت۔

من سلیمان بن اشعث ابی داؤد واخذ عنه خلق کثیرون کالطبرانی والطحاوی وابن السنی[1] سمع (ابن ماجه) اصحاب مالك.[2]

(امام ابو داؤد نے امام احمد سے روایت لی، جب کہ امام ابو داؤد سے امام ترمذی نے روایت لی۔ امام ترمذی نے امام بخاری سے بھی روایت لی اور امام ابو داؤد نے امام احمد سے اور ابو داؤد سے نسائی نے اخذ کیا؛ نسائی نے امام ابو داؤد سے روایت لی اور نسائی سے خلقِ کثیر مثلِ امام طبرانی و امام طحاوی اور ابنِ سنی نے روایت سنی۔ امام ابنِ ماجہ نے امام مالک کے شاگردوں سے روایت سنی۔)

امامِ اعظم کے شاگرد سفیان بن عیینہ صحاحِ ستّہ کے راوی ہیں۔[3]

امامِ اعظم کے ایک اور شاگرد سفیان ثوری صحاحِ ستّہ کے راوی ہیں۔[4]

اسی طرح شاگردِ امام ملاحظہ ہوں:

ومن تلامذته (ای تلامذة محمد) الشافعی وتزوج بأم الشافعی وفوض الیه کتبه وماله فبسببه صار الشافعی فقیها.[5]

(امام محمد کے تلامذہ میں امام شافعی بھی ہیں؛ امام محمد نے امام شافعی کے والد کی وفات کے بعد ان کی والدہ سے نکاح فرمایا اور اپنی کتب اور مال امام شافعی کے سپرد کیا اس سبب سے امام شافعی فقیہ بنے۔)

---

[1] مرقات، ج۱، ص۷۳، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[2] مرقات، ج۱، ص۷۵، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[3] تقریب التهذیب، ج۱، ص۲۱۷، مطبوعة المکتبة التجاریة دار الفکر۔

[4] تقریب التهذیب، ج۱، ص۲۱۶، مطبوعة المکتبة التجاریة دار الفکر۔

[5] در مختار مع رد المحتار، ج۱، ص۱۳۳، مطبوعة دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

وقال (الشافعي) امن الناس علی فی الفقه محمد بن الحسن. [1]

(امام شافعی نے فرمایا: مجھ پر فقہ میں تمام لوگوں میں سے امام محمد بن حسن کا زیادہ احسان ہے۔)

نیز امام مالک کتبِ امام سے استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ قاضی ابو العباس محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام اپنی کتاب "اخبار ابی حنیفۃ" میں بسند ناقل ہیں:

حدثنی یوسف بن احمد المکی ثنا محمد بن حازم الفقیه ثنا محمد بن علی الصائغ بمکة ثنا ابراهیم بن محمد عن الشافعي عن عبدالعزیز الدراوردي قال کان مالك ابن انس ینظر فی کتب ابی حنیفة وینتفع بها. [2]

(ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن احمد مکی نے، ان کو محمد بن حازم فقیہ نے، ان کو محمد بن علی صائغ مکہ شریف سے بیان کی، ان کو ابراہیم بن محمد نے، وہ امام شافعی سے، آپ عبد العزیز دراوردی سے روایت کرتے ہیں کہ امام مالک بن انس امام ابو حنیفہ کی کتب کا مطالعہ، نیز ان سے استفادہ اور نفع حاصل کرتے۔)

روی عنه (ای عن الامام ابی حنیفة) عبدالله بن مبارك ووکیع بن الجراح ویزید بن هارون والقاضی ابویوسف و محمد بن الحسن الشیبانی وغیرهم. [3]

---

[1] ردالمحتار مع در مختار، ج۱، ص۱۳۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

[2] تعلیقات الانتقاء فی فضائل الثلاثة الفقهاء لمحدث کوثری، ص۱۲، طبع مصر۔

[3] اکمال، ص۶۲۴۔

(امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، یزید بن ہارون، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی وغیرہم شامل ہیں۔)

اس کے علاوہ بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ سب محدثین و ائمۂ مجتہدین امامِ اعظم کے شاگرد ہیں۔ دیکھو نقشہ.....



امام اعظم ابو حنیفہ

- امام مالک
  - امام شافعی
    - امام احمد
      - مسلم
      - ابو داؤد
        - نسائی
          - طبرانی، طحاوی، ابن السنی
      - بخاری
        - مسلم
        - دارمی
        - ترمذی
          - ترمذی
          - ابو داؤد
  - اصحاب مالک
    - ابن ماجہ
- امام محمد
  - امام شافعی
  - یحییٰ بن معین
  - امام احمد
- امام حسن بن زیاد
  - اسماعیل
  - محمد بن شجاع
  - محمد بن سماعہ
  - اسحاق
- قاضی ابو یوسف
  - یحییٰ بن معین
  - امام احمد
  - علی بن مدینی
  - یزید بن ہارون
- امام زفر
  - شقیق بلخی
  - وکیع بن جراح
  - فضل بن دکین
  - محمد بن عبداللہ انصاری
    - بخاری
- یزید بن ہارون
  - امام احمد
- عبداللہ بن مبارک
  - ابو بکر بن ابی شیبہ
  - مسلم
  - بخاری
  - ابو زرعہ
  - ابو داؤد
  - ابن ماجہ
- امام ربیعہ الرائی (استاذ)
  - امام مالک
- یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ
  - امام احمد
  - یحییٰ بن معین
  - امام ابو بکر بن ابی شیبہ
- یحییٰ بن سعید قطان
  - یحییٰ بن معین
  - امام احمد
  - علی بن مدینی

امام اعظم ابو حنیفہ

- ابن شبرمہ
- ابن ابی لیلی
- عمرو بن دینار
- سفیان ثوری
- ابو داؤد طیالسی
- ابن جریج
- ہشیم
- عباد بن عوام
- امام بن خالد
- ابو معاویہ ضریر
- سفیان بن عیینہ
- داؤد طائی
- فضیل بن عیاض
- لیث بن سعد متوفی ۱۷۵ھ
- وکیع
- ابو عاصم نبیل متوفی ۲۱۲ھ
- قاسم بن معن
- امام حماد (استاذ)
- امام سلیمان اعمش (استاذ)
- امام قتادہ (استاذ)
- مغیرہ بن مقسم
- مسعر بن کدام
- مالک بن مغول
- یونس بن اسحاق
- زائدہ بن قدامہ
- شریک نخعی
- شعبہ بن حجاج

امام اعظم ابو حنیفہ

- مکی بن ابراہیم
- محمد بن عبداللہ انصاری
- ابو عاصم نبیل
- خلاد بن یحییٰ
- عبیداللہ بن موسیٰ
- ابو نعیم فضل بن دکین
- علی بن عیاش

↓

امام بخاری

امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اقدمیت واقربیت بزمانِ نبوی بنسبت دیگر ائمۂ مجتہدین ومحدثین

امام اعظم ابوحنیفہ (تابعی)	متولد ۸۰ھ	متوفی ۱۵۰ھ
امام مالک (تبع تابعی)	متولد ۹۳/ ۹۵ھ	متوفی ۱۷۹ھ
امام شافعی	متولد ۱۵۰ھ	متوفی ۲۰۴ھ
امام احمد	متولد ۱۶۴ھ	متوفی ۲۴۱ھ
امام بخاری	متولد ۱۹۴ھ	متوفی ۲۵۶ھ
امام مسلم	متولد ۲۰۶ھ	متوفی ۲۶۱ھ
ابوداؤد	متولد ۲۰۲ھ	متوفی ۲۷۵ھ
ترمذی	متولد ۲۰۹ھ	متوفی ۲۷۹/۲۷۵ھ
نسائی	متولد ۲۱۵ھ	متوفی ۳۰۳ھ
ابنِ ماجہ	متولد ۲۰۹ھ	متوفی ۲۷۳/ ۲۷۵ھ
طحاوی	متولد ۲۳۹ھ	متوفی ۳۲۱ھ
دارمی	متولد ۱۸۱ھ	متوفی ۲۵۵ھ

امامِ اعظم ابوحنیفہ تابعی ہیں بخلاف دیگر ائمہ کے

امام محمد خوارزمی (متوفیٰ ۶۶۵ھ) فرماتے ہیں:

واما النوع الثالث من مناقبه وفضائله التي لم يشاركه فيها احد بعده انه روى عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فان العلماء اتفقوا على ذلك وان اختلفوا في عددهم فمنهم من قال انهم ستة وامراة ومنهم من قال خمسة وامراة ومنهم من قال سبعة وامراة۔[1]

(امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کی تیسری قسم جس میں آپ کے بعد کسی امام کو یہ شرف نہیں ملا کہ اس نے بلا واسطہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہو اور تمام علماءِ کرام اس مسئلے میں متفق ہیں، اگرچہ ان صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ چھ صحابۂ کرام اور ایک صحابیہ ہیں اور بعض کا قول ہے کہ پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ، اور بعض کے مطابق سات صحابۂ کرام اور ایک صحابیہ ہیں۔)

قد الف الامام ابومعشر عبدالكريم بن عبدالصمد الطبري المقرى الشافعي جزءً فيما رواه الامام ابوحنيفة عن الصحابة ذكر فيه قال ابوحنيفة لقيت من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم سبعة

---

[1] جامع مسانید، ج۱، ص۲۲، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔ ذکر من ادرکہ من الصحابۃ۔

وهم (۱) انس بن مالك (۲) وعبد الله بن جزء الزبيدى (۳) و جابر بن عبدالله (۴) و معقل بن يسار (۵) و واثلة بن الاسقع (۶) وعائشة بنت عجرد رضى الله عنهم ثم روى له عن انس ثلاث احاديث وعن ابن جزء حديثًا وعن واثلة حديثين وعن جابر حديثًا وعن عبدالله بن انس حديثًا وعن عائشة بنت عجرد حديثا و روى له ايضًا عن عبدالله بن ابى اوفى حديثًا والاحاديث التى اوردها كلها واردة من غير هذا الطريق.[1]

(امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تحریر کیا، جس میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کو جمع کیا ہے اس میں انہوں نے تحریر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے جن میں (۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (۲) حضرت عبداللہ بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ (۳) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (۴) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ (۵) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ (۶) حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا پھر انھوں نے تین احادیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بواسطہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ روایت کیں اور حضرت ابن جزء رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث، حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے دو حدیثیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث اور حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ یہ جتنی احادیث ذکر کی ہیں سب اس طریق کے علاوہ دوسرے طرق سے بھی مروی ہیں۔)

---

[1] تبييض الصحيفة للسيوطى، ص۵۔

امام ابوُحنیفہ کی روایات ازصحابہ

۱۔ عن ابی یوسف یعقوب بن ابراھیم القاضی اخبرنا ابوحنیفة رضی اللہ عنہ قال سمعت انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہٖ وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم.[۱] (وبه عن انس) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول ان اللہ یحب اغاثة اللهفان (وبه عن انس) سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول الدال علی الخیر کفاعله.[۲]

(امام قاضی ابویوسف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ مظلوم کی فریادرسی کو پسند فرماتا ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

---

[۱] جامع مسانید امام اعظم، ج۱، ص۲۳، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن۔ اخرجہ الخوارزمی۔ تبییض الصحیفة، ص۷ للسیوطی۔

[۲] تبییض الصحیفة للسیوطی، ص۷۔

فرماتے ہوئے سنا بھلائی کی طرف رہ نمائی کرنے والا اس پر عمل کرنے والے کی طرح ہے۔)

۲۔ حدثنا ابوداؤد الطیالسی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ قال ولدت سنۃ ثمانین وقدم عبداللہ بن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکوفۃ سنۃ اربع وتسعین ورایتہ وسمعت منہ وانا ابن اربع عشرۃ سنۃ سمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول حبک الشی یعمی ویصم۔[1]

(امام ابوداؤد طیالسی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ۹۴ھ میں کوفہ تشریف لائے۔ میں نے ان کی زیارت کی اور ان سے حدیث سنی میں چودہ سال کا تھا جب ان کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہیں کسی کی محبت اندھا و بہرہ کر دیتی ہے۔)

۳۔ عن ابی حنیفۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ ما رزقت ولد اقط ولا ولد لی قال فاین انت من کثرۃ الاستغفار و کثرۃ

---

[1] جامع مسانید، ج۱، ص۲۲، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن۔
تبییض الصحیفۃ، ص۸۔

الصدقة ترزق بهما الولد قال فكان الرجل يكثر الصدقة ويكثر الاستغفار قال جابر فولد له تسعة ذكور.[1]

(امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے کبھی اولاد نہیں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم استغفار کی کثرت اور زیادہ صدقہ و خیرات نہیں کرتے کہ ان کی برکت سے تمہیں اولاد ہو پھر وہ شخص زیادہ خیرات اور زیادہ استغفار کرنے لگا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کے نو (۹) لڑکے پیدا ہوئے۔)

۴۔ عن ابی حنيفة قال سمعت عبدالله ابن ابی اوفیٰ يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من بنى لله مسجدا ولو كمفحص قطاة بنى الله تعالىٰ له بيتا فى الجنة.[2]

(امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اگرچہ سخت پتھر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنّت میں ایک گھر بنائے گا۔)

---

[1] جامع مسانید، ج۱، ص۲۲، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔

[2] جامع مسانید، ج۱، ص۲۲، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن۔ تبییض الصحیفۃ، ص۹۔

۵۔ عن ابی حنیفة قال سمعت واثلة بن الاسقع رضی الله عنه یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لاتظهر شماتة لاخیك فیعافیه الله ویبتلیك۔[1]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سنا فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اپنے بھائی کی مصیبت کو ظاہر نہ کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دے گا اور تم کو مصیبت میں مبتلا فرمادے گا۔

۶۔ حدثنا یحیی ابن معین ان ابا حنیفة صاحب الرای سمع عائشة ابنة عجرد تقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثر جند الله فی الارض الجراد لا آکله ولا احرمه۔[2]

(امام یحییٰ بن معین حدیث بیان فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زمین میں اللہ کا بڑا لشکر ٹڈیاں ہیں، نہ میں کھاتا ہوں نہ ان کو حرام قرار دیتا ہوں۔)

---

[1] جامع مسانید، ج۱، ص۲۵، مطبوعه مجلس دائرة المعارف، حیدرآباد دکن۔
تبییض الصحیفة، ص۸۔

[2] جامع مسانید، ج۱، ص۲۵، مطبوعه مجلس دائرة المعارف، حیدرآباد دکن۔
تبییض الصحیفة، ص۹۔

وصح ان ابا حنیفة سمع الحدیث من سبعة من الصحابة کما بسط فی اواخر منیة المفتی وادرك بالسن نحو عشرین صحابیا کما بسط فی اوائل الضیاء وقد ذکر العلامة شمس الدین محمد ابو النصر بن عرب شاہ الانصاری الحنفی ...... ثمانیة من الصحابة ممن روی عنهم الامام الاعظم ابوحنیفة وما وقع للعینی انه اثبت سماعه لجماعة من الصحابة ...... یؤید ما قال العینی قاعدة المحدثین ان راوی الاتصال مقدم علی راوی الارسال اوالانقطاع لان معه زیادة علم فاحفظ ذلك فانه مهم کذا فی عقد اللآلی والمرجان للشیخ اسماعیل العجلونی الجراحی وعلی کل فهو من التابعین وممن جزم بذلك الحافظ الذهبی والحافظ العسقلانی وغیرهما.[1] قد روی (الامام) عن انس ...... مات (هو) بالبصرة سنة اثنین وقیل ثلاث وتسعین ورجحه النووی وغیره وقد جاوز المائة قال ابن حجر قد صح کما قال الذهبی انه راٰہ وهو صغیر وفی روایة قال رایته مرارًا وکان یخضب بالحمرة وقد اطال العلامة طاش کبریٰ فی سرد النقول الصحیحة فی اثبات سماعه منه والمثبت مقدم علی النافی ...... قال ابن حجر روی عنه الامام هذا الحدیث المتواتر من بنی لله الخ.[2]

---

[1] ردّ المحتار مع در مختار، ج۱، ص۱۴۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

[2] ردّ المحتار، ج۱، ص۴۸۔

(اور یہ بات صحیح ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم سے حدیث شریف سنی جیسا کہ منیۃ المفتی کے آخر میں اس بات کی وضاحت ہے اور سن کے لحاظ سے تقریباً ۲۰ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا جیسا کہ اوائل ضیا میں وضاحت ہے اور علامہ شمس الدین محمد ابو النصر بن عرب شاہ انصاری حنفی نے اس بات کو بیان کیا کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے آٹھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث سنی اور امام عینی نے بھی امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے سماعِ حدیث ثابت کیا اس بات کی تائید محدثین کے اس اصول سے بھی ہوتی ہے جسے علامہ عینی نے ذکر کیا کہ راویِ اتصال، راویِ ارسال و انقطاع پر مقدّم ہے اس لیے کہ اس کے ساتھ علم کی زیادتی ہے: پس اس اہم اصول کو یاد رکھو جیسا کہ عقد اللآلی والمرجان للشیخ اسماعیل عجلونی جراحی میں ہے اور ہر تابعی کے لیے یہ اصول یاد رکھو اور اس بات کی تائید حافظ ذہبی اور حافظ عسقلانی وغیرہما نے بھی کی: اور امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ۹۲ یا ۹۳ھ میں بصرہ کے مقام پر وصال فرمایا۔ امام نووی وغیرہ نے اسی کو ترجیح دی اور ان کی عمر سو سے تجاوز کر گئی تھی۔ امام ابنِ حجر نے فرمایا: یہ بات درست ہے جیسا کہ ذہبی نے بھی کہا کہ امامِ اعظم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ایک اور روایت میں ہے کہ کئی مرتبہ ان کی زیارت کی اور وہ سرخ مہندی سے داڑھی رنگتے تھے۔ اور علامہ طاش کبریٰ نے سرد النقول الصحیحۃ میں اس بات کو طوالت سے ثابت کیا کہ امامِ اعظم نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل کی، اور مثبت، نافی پر مقدم ہوتا ہے۔ ابنِ حجر نے فرمایا امامِ اعظم نے ان سے یہ حدیث متواتر من بنی للہ مسجدًا روایت کی۔)

اور اگر اس سے زائد سماع از صحابہ دیکھنا ہو تو "جامع مسانید الامام الاعظم" اور "تبییض الصحیفة" کا مطالعہ کریں۔

محدث علی قاری فرماتے ہیں:

واما تقدم قدرہ (اے قدر الامام مالك) علی ابی حنیفة فمردود لانه من اتباع التابعین واما منا من التابعین کما ذکرہ السیوطی وغیرہ.[1]

(اور بہر حال امام مالک رضی اللہ عنہ کو امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینا درست نہیں، اس لیے کہ امام مالک کا شمار اتباع تابعین میں ہوتا ہے، جب کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں، جیسا کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔)

علامہ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں ائمۂ ثلاثہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

تعین علینا اذ ذکرنا تراجم هؤلاء الائمة الثلاثة ان نختم برابعهم المقدم علیهم تبرکا به لعلو مرتبته ووفور علمه وورعه وزهده وتحلیته بالعلوم الباطنة فضلا عن الظاهرة بما فاق فیه اهل

[1] مرقات، ج ا، ص ۷٦، مطبوعة دار الکتب العلمیة، بیروت۔

عصرہ ...... وھو الامام الاعظم فقیہ اھل العراق ومن اکابر التابعین ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت۔[1]

(جب ہم ان ائمۂ ثلاثہ کے حالات ذکر کر چکے تو ہم نے یہ متعین کیا کہ اس کا اختتام چوتھے امام جو حقیقتاً ان سب پر مقدم ہیں کے علوِّ مرتبہ، وفورِ علم، تقویٰ و طہارت، زہد و عبادت سے برکت حاصل کرتے ہوئے ان کے ذکر کے ساتھ کریں جو ظاہری علوم کے علاوہ علومِ باطنیہ کا وافر حصّہ رکھنے، نیز اپنے ہم عصر علما پر فوقیت رکھنے میں اپنی مثال آپ ہیں ..... وہ امام اعظم اہلِ عراق کے فقیہ اور جو اکابر تابعین سے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (رضی اللہ عنہ)۔)

محمد بن اسحاق بن ندیم (متوفی ۳۸۵ھ) لکھتے ہیں:

وکان من التابعین ولقی عدۃ من الصحابۃ وکان من الورعین الزاھدین۔[2]

(اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تابعین میں سے تھے اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی اور آپ صاحبِ زہد و ورع تھے۔)

امام قسطلانی شافعی شارح بخاری ارشاد الساری باب وجوب الصلوٰۃ فی الثیاب میں زیرِ حدیث سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصلوٰۃ فی ثوب واحد کے امام ابو حنیفہ کو تابعین کے زمرے میں شمار کیا۔[3]

---

[1] نقلہ الامام علی القاری مرقات، ج۱، ص۷۷، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[2] کتاب الفہرست لابن ندیم، الفن الثانی، ج۱، ص۲۵۵۔ص۴۸۲ (اردو) مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔

[3] ارشاد الساری، ج۱، ص۳۹۰، مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ حدائق الحنفیۃ، ص۲۲۔

كذالك من مفاخره (اى الامام) التى امتاز بها بين الائمة المشهورين كونه من التابعين۔[1]

(اور اسی طرح امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مفاخر میں سے یہ بات بھی دیگر تمام ائمۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ممتاز کرتی ہے کہ آپ تابعین میں سے ہیں۔)

انه منهم (اى من التابعين) كما فى مناقب الكردرى وصرح به فى العناية۔[2]

(بے شک وہ تابعین میں سے ہیں جیسا کہ مناقب کردری میں ہے اور عنایہ میں اس کی تصریح کی گئی ہے۔)

الصحيح المرجح هو كونه من التابعين فانه راى انسا رضى الله عنه بناء على ان مجرد روية الصحابة كاف للتابعية كما حققه الحافظ ابن حجر فى غير التقريب والذهبى والسيوطى وابن حجر المكى وابن الجوزى والدار قطنى و ابن سعد والخطيب والولى العراقى وعلى القارى واكرم السندى وابو معشر و حمزة السهمى واليافعى والجزرى والتوربشتى (فى تحفة المسترشدين اور صاحبِ کشف الکشاف نے سورۂ مومنین میں اور صاحب مرآۃ الجنان نے) والسراج وغيرهم من المحدثين والمؤرخين المعتبرين ومن انكره فهو محجوج عليه باقوالهم وقد ذكرت تصريحاتهم

[1] مقدمة التعليق الممجد لعبد الحى اللكنوى، ج۱، ص۳۶۔

[2] التعليق الممجد، ص۳۱۔

وعباراتهم فی رسالتی اقامة الحجة علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعة.[1]

(صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں بے شک انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے اسی بنا پر کہ تابعیت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت ہی کافی ہے، جیسا کہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی، حافظ ذہبی، امام سیوطی، امام ابنِ حجر مکی، محدث ابنِ جوزی، امام دار قطنی، ابنِ سعد، خطیب، حافظ عراقی، محدث علی قاری، اکرم سندھی، ابو معشر، حمزہ سہمی، امام یافعی، علامہ جزری، علامہ تورپشتی، سراج رضی اللہ عنہم وغیرہ محدثین، مؤرخین معتبرین نے اس بات کی تحقیق کی ہے۔)

قال الذهبی فی تذکرة الحفاظ (ج۱، ص۱۶۸) - رای (الامام الاعظم) انس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر عن ابی حنيفة انه كان يقوله.[2]

(حافظ ذہبی تذکرۃ الحفّاظ (ج۱، ص۱۶۸) میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی کئی بار زیارت کی جب وہ کوفہ تشریف لائے تھے اس بات کو ابنِ سعد، سیف سے، وہ جابر سے، وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔)

---

[1] مقدمة التعليق الممجد، ص۳۱ و ص۳۲۔

[2] مقدمة التعليق الممجد، ص۳۲ و ص۳۳۔ تذكرة الحفاظ، ج۱، ص۱۶۸۔

تاریخ ابن خلکان میں خطیب بغداد کی تاریخ سے منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا۔[1]

بقول ابن مبارک امام ابو حنیفہ نے صحابہ کو دیکھا۔[2] کذا فی تصحیح العلامة قاسم؛ (اسی طرح تصحیح علامہ محمد قاسم میں بھی ہے)۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کو امام ابو حنیفہ نے دیکھا۔ قسطلانی شرح بخاری باب من لم یرد الوضو۔[3]

امام ابنِ حجر مکی فرماتے ہیں: قلائد عقود الدرر والعقیان فی مناقب ابی حنیفة النعمان میں لکھا ہے صحیح یہ ہے کہ امام نے بعض اصحاب کو دیکھا ہے۔[4]

وحقق تابعیته ورویته لبعض الصحابة بطریق القرائن.[5]

(اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تابعی ہونا، نیز بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کرنا قرائن سے محقق ہو گیا۔)

عمدة القاری باب من لم یری الوضوء میں امام کے لیے رویت وروایتِ ابنِ ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ ثابت کی ہے اور فرمایا: قولِ منکر متعصب کی طرف ہر گز خیال نہ کرو۔[6]

---

[1] حدائق الحنفیة، ص۲۳۔

[2] حدائق الحنفیة، ص۲۳۔

[3] حدائق الحنفیة، ص۲۳۔ ارشاد الساری، ج۱، ص۲۵۹، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

[4] حدائق الحنفیة، ص۲۴۔

[5] حدائق الحنفیة، ص۲۴، ۲۵۔

[6] حدائق الحنفیة، ص۲۵۔ عمدة القاری، ج۲، ص۵۰۵، مطبوعة دار الفکر، بیروت۔

امام کے لیے رؤیت بعض صحابہ بالتحقیق ثابت ہے اور معتبر یہ ہے کہ روایت بھی۔[1]

ثم اقول علی سبیل التنزل، بالفرض والمحال اگر کسی محدث کے پاس ایسی نص ہے کہ جس سے وہ استاذ المحدثین و امام المجتہدین امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اس بات کو ٹھکراتا ہے کہ ان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت باطل ہے (نعوذ باللہ تعالیٰ) تو اتنا قدر تو امر متحقق واظہر من الشمس ہے کہ امام صاحب کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے اور امام صاحب کی ان سے ملاقات، رؤیت ثابت ہے اور تابعی ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ صحابی سے ملاقات، رؤیت ثابت ہو۔

ملاحظہ ہو: التابعی مسلم لقی الصحابی عند الجمھور[2] وھو المستفاد من حدیث طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من رانی۔

(جمہور کے نزدیک تابعی کی تعریف یہ ہے کہ جس نے ایمان کی حالت میں صحابی سے ملاقات کی ہو اور یہ حدیث طوبی لمن رانی ولمن رای من رانی (مبارک ہو اُس کو جس نے مجھے دیکھا اور میرے دیکھنے والے کو دیکھا) سے مستفاد ہے۔)

امام سیوطی امام دار قطنی کا قول نقل کرتے ہیں:

انہ رای انسا بعینہ.[3]

---

[1] طبقات حنفیہ للقاری۔ حدائق الحنفیۃ، ص۲۶۔

[2] کوثر النبی للعلامۃ الفہامۃ الشیخ عبد العزیز الفرھاروی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص۸۰۔

[3] تبییض الصحیفۃ، ص۳۴، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔ حدائق الحنفیۃ، ص۲۳۔

(بے شک امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا۔)

ملا علی قاری، امام ابنِ حجر مکی سے ناقل:

وادرك اربعة من الصحابة بل ثمانية منهم انس و عبدالله بن ابی اوفی وسهل بن سعد وابو الطفيل قيل ولم يلق احدا منهم قلت لكن من حفظ حجة على من لم يحفظ والمثبت مقدم على النافی.[1]

(اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے چار، بلکہ آٹھ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا جن میں سے حضرت انس اور حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ اور حضرت سہل بن سعد اور حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی، میں کہتا ہوں لیکن جس نے یاد رکھا وہ حجت ہے اس پر جس نے یاد نہیں رکھا اور مثبت ہمیشہ نافی پر مقدم ہوتا ہے۔)

امام سیوطی شیخ ولی الدین عراقی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں:

وقد رای انس بن مالك فمن يكتف فی التابعی بمجرد روية الصحابی يجعله تابعيا.[2]

(اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے، لہٰذا جو تابعیت کے لیے مجرد رویتِ صحابی کو کافی سمجھتے ہیں ان کے نزدیک امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔)

---

[1] مرقات، ج۱، ص۷۸، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت۔

[2] تبييض الصحيفة، ص۳۴، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت۔

علامہ ابنِ حجر مکی اور امام سیوطی حافظ ابنِ حجر عسقلانی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں۔ واللفظ للسیوطی:

ادرك الامام ابوحنيفة جماعة من الصحابة لانه ولد بمكة سنة ثمانين من الهجرة و بهايومئذ من الصحابة عبدالله بن ابى اوفى فانه مات بعد ذلك بالاتفاق۔ وبالبصرة يومئذ انس بن مالك ومات سنة تسعين او بعدها وقد اورد ابن سعد بسند لاباس به ان ابا حنيفة راى انسا...... والمعتمد على ادراكه ما تقدم على روية لبعض الصحابة ما اورده ابن سعد (المتوفّٰى ٢٣٠ھ) فى الطبقات فهو بهذا الاعتبار من طبقة التابعين ولم يثبت ذلك لاحد من ائمة الامصار المعاصرين له كالاوزاعى بالشام والحمادين بالبصرة والثورى بالكوفة ومالك بالمدينة ومسلم بن خالد الزنجى بمكة والليث بن سعد بمصر۔ [1]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا ہے اس لیے کہ آپ کی کوفہ میں ۸۰ھ میں ولادت ہوئی ہے اور اس وقت وہاں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ موجود تھے، اس لیے بالاتفاق ان کی وفات ۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے اور ان دنوں بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے اس لیے کہ ان کی وفات ۹۰ھ میں یا اس کے بعد ہوئی ہے اور ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی کلام نہیں یہ بات بیان کی ہے امام

[1] تبييض الصحيفة للسيوطى، ص٣٤، مطبوعة دارالكتب العلمية، بيروت۔ مقدمة التعليق الممجد، ص٣٣۔

ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے..... اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو پانے میں معتمد امر وہ ہے جو گزر چکا اور بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رؤیت کے بارے میں قابلِ اعتماد وہ روایت ہے جسے ابنِ سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ اس اعتبار سے امام اعظم تابعین کے طبقے سے ہیں اور یہ مرتبہ آپ کے ہم عصر ائمہ جو دیگر شہروں میں بسے ہوئے تھے کسی کو بھی حاصل نہیں ہو سکا، جیسے شام سے امام اوزاعی، بصرہ سے حمادین (امام حماد بن سلم و امام حماد بن زید) کوفے سے امام ثوری مدینہ شریف سے امام مالک اور مکہ شریف سے امام مسلم بن خالد زنجی اور مصر سے امام لیث بن سعد۔)

مولانا عبد الحی لکھنوی نے لکھا ہے:

وتابعيهم ومنهم امامنا الاعظم ومقلّدنا المقدم ابوحنيفة النعمان بن ثابت على ماهو الاصح الثابت.[1]

(اور ان کے تابعین اور ان میں سے ہمارے امام اعظم اور سب سے پہلے جن کی تقلید کی گئی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی جو اصح ثابت شدہ قول کے مطابق اس میں شامل ہیں۔)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی ارقام فرماتے ہیں:

اقدم و اسبق ایشاں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ست.....
اصحاب وے می گویند کہ وے جماعہ از صحابہ را دریافت واز ایشاں روایت کردہ

---

[1] كتاب الفوائد البهية فى تراجم الحنفية، ص٥، طبع بمطبعة السعادة، مصر۔

است انتہی ما قال صاحب جامع الاصول ویرا مسندی ست کہ احادیث رادر وے از صحابہ مذکورین روایت کردہ است گفت بندہ مسکین عبدالحق بن سیف الدین خصہ اللہ بمزید العلم والیقین ودر واقع از حساب عقل بسے دور نماید کہ صحابہ رسول در روز گاروی باشند وی قصد ملاقات ایشاں نکند وایشاں رادر نیابد بآنکہ وجود قدوم او دریں بلاد کہ ایشاں بودہ اند ثابت شدہ و مدت بیست سال زندگانی کردہ چہ وجود صحابہ تا آخر مایہ بصحت رسیدہ است مانا کہ حق باصحاب اوست کہ گویند جماعہ صحابہ رادریافتہ است۔ واللہ اعلم [1]

(ائمۂ کرام میں سب سے مقدم اور پہلے امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے اصحاب فرماتے ہیں کہ انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا ہے اور ان سے روایت بھی حاصل کی ہے جیسا کہ صاحبِ جامع الاصول نے کہا ہے اور ان کی مسند ہے جس میں ان کی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کردہ احادیث مذکور ہیں۔ بندہ مسکین عبدالحق بن سیف الدین خصہ اللہ بمزید العلم والیقین کہتا ہے کہ یہ بات بعید از عقل ہے کہ انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا زمانہ پایا ہو اور ان سے ملاقات نہ کی ہو، جب کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان کے شہر میں موجود ہوں)۔

امام جزری امام تور بشتی امام یافعی کے نزدیک امام اعظم تابعی ہیں وھو الصحیح [2] (اور یہی صحیح ہے)۔

---

[1] شرح سفر السعادت، ص۲۰۔

[2] کوثر النبی، ص۸۱۔

شیخ فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ ذکرِ امام میں فرماتے ہیں:

وبسیار صحابہ مشائخ رادیدہ بود چوں انس بن مالک و جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن ابی اوفیٰ وواثلہ بن الاسقع و عبد اللہ الزبعری رضی اللہ عنہم۔[1]

(اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی؛ جن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ زبعری رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔)

ان کے پیشوا شبلی نعمانی نے لکھا ہے: یہ شرف ان کی (امام ابو حنیفہ کی) قسمت میں تھا کہ جن آنکھوں نے پیغمبر کا جمال دیکھا تھا ان کے دیدار سے عقیدت کی آنکھیں روشن کیں۔ یہ واقعہ ایک تاریخی واقعہ ہے، لیکن چوں کہ اس سے تابعیت کا رتبہ حاصل ہوتا ہے، اس لیے یہ مسئلہ مذہبی پیرائے میں آگیا ہے اور اس پر بڑی بحثیں قائم ہو گئی ہیں۔ بے شبہ امام ابو حنیفہ کو اس پر ناز تھا اور بجا تھا کہ انہوں نے حضرت انس صحابی کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

محدثین نے، جن کو اس قسم کی بحثوں کے طے کرنے کا سب سے زیادہ حق حاصل ہے، امام کے موافق فیصلہ کیا۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی سے، کہ فنّ حدیث کے ایک عنصر ہیں، فتویٰ لیا گیا تھا، انہوں نے یہ جواب لکھا امام ابو حنیفہ کے زمانے میں کئی صحابی موجود تھے اس لیے کہ امام ۸۰ھ میں بمقامِ کوفہ پیدا

[1] تذکرۃ الاولیاء، ص۱۲۹۔

ہوئے اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے کیوں کہ وہ ۸۱ھ یا اس کے بعد مرے اور ابنِ سعد نے روایت کی ہے جس کی سند میں کچھ نقصان نہیں کہ امام ابو حنیفہ نے انس بن مالک کو دیکھا تھا، ان دو صحابہ کے سوا اور اصحاب بھی مختلف شہروں میں موجود تھے۔ صحیح یہی ہے کہ امام ان کے ہم زمان تھے اور بعض صحابہ کو دیکھا تھا، جیسا کہ ابنِ سعد نے روایت کی ہے؛ پس اس لحاظ سے امام ابو حنیفہ تابعین کے طبقے میں ہیں اور یہ امر اور اماموں کی نسبت؛ جو ان کے ہم عصر تھے، مثلاً اوزاعی شام میں، حماد بصرہ میں، ثوری کوفہ میں، مالک مدینہ شریف میں، لیث مصر میں؛ ثابت نہیں ہوا۔ واللہ اعلم (اس فتویٰ کو حافظ ابو المحاسن نے "عقود الجمان" میں بعبارتہا نقل کیا ہے اور میں نے اسی کا لفظی ترجمہ کیا ہے)۔ ابنِ سعد کی جس روایت کا حافظ ابنِ حجر نے حوالہ دیا ہے وہ صرف ایک واسطے یعنی سیف بن جابر کے ذریعے سے امام ابو حنیفہ تک پہنچتی ہے یعنی ابنِ سعد نے سیف بن جابر سے سنا اور سیف نے خود امام ابو حنیفہ سے۔ ابن سعد وہ شخص ہیں جن کی نسبت علامہ نووی نے "تہذیب الاسماء" میں لکھا ہے اگرچہ ان کا شیخ واقدی ثقہ نہیں، مگر وہ خود نہایت ثقہ ہیں۔ سیف بن جابر بصرہ کے قاضی اور صحیح الروایۃ تھے اس لحاظ سے یہ روایت اس قدر صحیح اور مستند ہے کہ قوی سے قوی حدیث بھی اس سے زیادہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر تمام بڑے محدثین مثلاً خطیب بغدادی علامہ شمعانی مصنف کتاب الانساب، علامہ نووی شارحِ صحیح مسلم، علامہ ذہبی، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، زین الدین عراقی سخاوی، ابو المحاسن دمشقی

نے، جن پر اب حدیث و روایت کا مدار ہے، قطعاً فیصلہ کر دیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا تھا (مختصر تاریخ خطیب بغداد و کتاب الانساب و تھذیب الاسماء واللغات و تذکرۃ الحفاظ و عبر فی اخبار من غبر للذھبی و تھذیب التھذیب میں امام ابو حنیفہ کا ترجمہ دیکھو).....۔ اصولِ روایت میں یہ مسئلہ طے ہو چکا ہے کہ اگر کسی واقعے کے اثبات و نفی میں برابر درجے کی شہادتیں موجود ہوں تو اثبات کا اعتبار ہو گا۔ یہاں نفی کی شہادت ثبوت کے مقابل میں بالکل کم رتبہ ہے۔ [1]

علامہ عینی شارحِ ہدایہ (و شارح بخاری) رؤیت سے بڑھ کر روایتِ امام کے حامی ہیں۔ [2]

امام اعظم ابو حنیفہ کی تابعیت کا ثبوت نصف النہار کی طرح روشن ہوا عام ازیں کہ روایۃً ہو رؤیۃً ہو۔

---

[1] سیرتِ نعمان، ج ۱، ص ۲۱، ۲۴، مطبع مفید عام، آگرہ، ۱۸۹۲ء۔

[2] سیرتِ نعمان، ج ۱، ص ۲۴، مطبع مفید عام، آگرہ، ۱۸۹۲ء۔

شانِ تابعیت بفرمانِ خدا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ O [1]

ترجمہ کنزالایمان: "اور سب میں اگلے پہلے مہاجر و انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔"

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بسببِ تابعیت اس آیت کا مصداق ہوئے۔

[1] سورة التوبة، الآية ١٠٠۔

شانِ تابعیت بفرمانِ رسالت

۱۔ فی الحدیث النبوی خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم.[۱]

(اور حدیث شریف میں ہے کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ زمانہ جو اس کے قریب ہے، پھر وہ زمانہ جو اس کے قریب ہے۔)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم.

(بہترین لوگ میرے زمانے میں ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہوں۔)

رواہ احمد فی مسندہ والشیخان (ای البخاری و مسلم) والترمذی[۲] رواہ عنہ النسائی فی الشروط و ابن ماجۃ فی الاحکام۔ قال المصنف (السیوطی) یشبہ ان الحدیث متواتر.[۳]

---

[۱] مرقات، ج۱، ص۲۲۔ مسند البزار، رقم الحدیث: ۴۵۰۸، ج ۲، ص۱۴۹۔ التلخیص الحبیر، رقم الحدیث: ۲۱۳۰، ج ۴، ص۴۹۰، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[۲] جامع صغیر، ج۲، ص۹۔ بخاری، رقم الحدیث: ۲۶۵۲، ج۳، ص۱۷۱، مطبوعہ دار طوق النجاۃ۔ مسلم، رقم الحدیث: ۶۶۳۵، ج۷، ص۱۸۵، مطبوعہ دار الجیل بیروت و دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت۔ جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۲۲۱، ج۴، ص۵۰۰، =

(امام سیوطی نے فرمایا: یہ حدیث متواتر کے مشابہ ہے۔)

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خیر الناس قرن الذی انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث (رواہ مسلم)۔[۱]

(بہترین لوگ وہ ہیں جس زمانے میں میں ہوں، پھر دوسرے زمانے کے، پھر تیسرے زمانے کے۔)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر الناس قرنی ثم الثانی ثم الثالث (رواہ الطبرانی فی الکبیر)۔[۲]

(بہترین لوگ میرے زمانے میں ہیں، پھر دوسرے زمانے کے، پھر تیسرے زمانے کے۔)

= مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ مسند احمد، رقم الحدیث: ۳۵۹۴، ۳۹۶۳، ۴۱۳۰، ۴۲۱۷، ج ۷، مطبوعۃ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ مستدرک حاکم رقم الحدیث: ۱۸۷۱۔ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۷۲۷۔ سنن کبری بیہقی، رقم الحدیث ۲۰۱۷۴۔ مسند البزار، رقم الحدیث: ۱۹۸۲۰۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۲۱۸۷۔ مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: ۳۳۰۷۵۔ شرح معانی الآثار، رقم الحدیث: ۵۶۷۳۔

[۳] فیض القدیر، ج ۳، ص ۶۷۸۔

[۱] جامع صغیر، ج ۲، ص ۹۔ مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۸۴۲۸، ج ۳۰، ص ۳۷۶، مطبوعۃ موسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

[۲] جامع صغیر، ج ۲، ص ۹۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۱۰۰۵۸، ج ۱۰، ص ۹۲، مطبوعۃ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل۔

۵۔ حضرت جعدہ بن ہبیرہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

خیر الناس قرنی الذین انا فیھم ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم والآخرون اراذل (رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی مستدرکہ). [1]

(بہترین لوگ میرے زمانے میں ہیں جس میں مَیں ہوں پھر جو ان کے قریب ہیں، پھر جو ان کے قریب ہوں گے اور آخر میں خراب لوگ ہوں گے۔)

۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (رواہ الترمذی والحاکم فی مستدرکہ. [2]

(بہترین لوگ میرے زمانے میں ہوں گے، پھر جو ان کے قریب ہوں گے، پھر جو ان کے قریب کے لوگ ہوں گے۔)

۷۔ حضرت علی، حضرت واثلہ، حضرت انس، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من رانی. [3]

[1] مصنف ابن ابی شیبۃ، رقم الحدیث: ۳۱۷۲۸۔ معجم کبیر طبرانی، ج۲، ص۲۸۵، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، ۲۱۸۷ مطبوعۃ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل۔ مستدرک حاکم، رقم الحدیث: ۴۸۷۱، مطبوعۃ مکتبۃ العلوم والحکم الموصل۔

[2] جامع ترمذی، رقم الحدیث ۲۳۰۲، ۲۲۲۱، ج۴، ص۵۴۸، ۵۰۰، مطبوعۃ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

[3] مسند عبد بن حمید، ص۳۰۸، رقم الحدیث ۱۰۰۰۔ ابن عساکر، ج۴۳، ص۵۲۶۔ خطیب، ج۳، ص۴۹، ج۳، ص۳۰۶۔ طبرانی ۲۲/ ۲۰، رقم الحدیث: ۲۹۔ مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۰ جامع الاحادیث للسیوطی، ج۱۴، ص۱۴۱، رقم الحدیث: ۱۳۹۷۰، ۱۳۹۷۱۔

(مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا اور اس کو بھی مبارک ہو جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔)

امام عبدالرؤف مناوی ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

(خیر الناس) اهل (قرنی)...... یعنی اصحابی او من رانی او من كان حيا فی عهدی ومدتهم من البعث نحو مائة وعشرين سنة...... (ثم الذين يلونهم) ای يقربون منهم وهم التابعون وهم من مائة الی نحو تسعين (ثم الذين يلونهم) اتباع التابعين وهم الی حدود العشرين ومأتين الی ان قال...... قال بعض الشراح وقضيته ان الصحابة افضل من التابعين وان التابعين افضل من اتباعهم وهكذا...... الی ان قال...... قال الخواص كان لاهل القرن الاول كمال الايمان ولاهل الثانی كمال العلم ولاهل الثالث كمال العمل ثم تغيرت الاحوال والمواسم فی اكثر الناس...... الی ان قال...... قال ابن حجر واستدل بهذه الاحاديث علی تعديل اهل القرون الثلاثة وان تفاوتت منازلهم فی الفضل.[1]

(بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں..... یعنی میرے اصحاب یا جس نے مجھے دیکھا یا میرے عہد میں زندہ رہا اور اس زمانے کی مدت بعثت سے

---

[1] فيض القدير، ج۳، ص۴۷۸ و ص۴۷۹ و ص۴۸۰، طبع دار المعرفة، بيروت، لبنان۔

ایک سو بیس سال ہیں..... پھر ان کے قریب کے زمانے کے لوگ یعنی جو میرے صحابہ سے قریب ہیں اور تابعین کی جماعت ہے اور وہ سو سے ۹۰ کے قریب ہیں پھر ان کے بعد جو ان تابعین کے زمانے کے قریب ہیں یعنی اتباع تابعین اور وہ دو سو بیس تک کی حد تک..... بعض شارحین نے فرمایا: اس امر سے یہ فیصلہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تابعین سے افضل ہیں اور اسی طرح تابعین، تبع تابعین سے افضل ہیں..... خواص نے فرمایا کہ پہلے اہلِ زمانہ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) کے لیے کامل ایمان، دوسرے اہلِ زمانہ (تابعین) کے لیے کامل علم اور تیسرے اہلِ زمانہ (تبع تابعین) کے لیے کامل عمل تھا پھر احوال اور مواسم اکثر لوگوں میں تبدیل ہو گئے..... ابنِ حجر نے فرمایا: ان احادیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ تینوں اہلِ زمانہ برابر ہیں، اگرچہ فضل کی منزلوں میں تفاوت ہے۔)

اب ان احادیث سے شانِ امامِ اعظم کا اندازہ لگائیں جو تابعی ہیں قرنِ ثانی سے ہیں بخلاف ائمۂ ثلاثہ و اصحاب صحاحِ ستہ کے جو تابعی نہیں۔ گذشتہ اوراق میں مرقومہ سنین ملاحظہ ہوں:

والفضل للمتقدم رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین وارضاھم عنا وحشرنا معھم علی محبتھم.

(اور پہلے کے لیے فضیلت ہے اللہ تعالیٰ ان تمام ائمہ سے راضی ہو اور ان کو ہم سے راضی رکھے اور ہمارا حشر ان کے ساتھ ان کی محبت پر کرے۔)

ضربِ کاری

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع حنفیوں پہ ترکِ حدیث کی تہمت لگانے والے اور افترا کرنے والے، بہتان تراشنے والے گوش ہوش سے سنیں۔

یہ ثابت ہو چکا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تابعی ہیں اور تابعی کا قول، فعل، تقریر، خود حدیث ہے۔ غیر نبی و غیر صحابی و غیر تابعی تو اپنے اقوال ومسائل کے لیے ضرور حدیث پیش کرے اور اگر سب حدیثیں بمع قرآن و اجماع اس کے خلاف ہوں تو وہ تو تارکِ حدیث ہو گا اور جس کا قول، فعل، تقریر، خود حدیث ہو اس کا قول کیسے مخالفِ حدیث ہو گا! ملاحظہ ہو۔

حضرت سیّدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ مقدمہ میں فرماتے ہیں:

اعلم ان الحدیث فی اصطلاح جمهور المحدثین یطلق علی قول النبی صلی الله تعالٰی علیه وآله وسلم وفعله و تقریره ...... و کذلك یطلق علی قول الصحابی وفعله وتقریره وعلی قول التابعی وفعله وتقریره.

(جان لو جمہور محدثین کی اصطلاح میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابی اور تابعی کے قول، فعل، تقریر کو حدیث کہتے ہیں)..... مزید فرماتے ہیں:

خصوا الحديث بما جاء عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم والصحابة والتابعين.[1]

(حضور نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم سے جو مروی ہوا سے حدیث کے ساتھ خاص کیا گیا ہے۔)

ثابت ہوا کہ فقہِ حنفی تو سب کی سب حدیث ہے۔ فللہ الحمد۔



[1] مقدمه للشيخ المحقق المحدث الدهلوى رضى الله عنه ص٣، مع مشكوة المصابيح، طبع قديمى كتب خانه كراچى۔

امامِ اعظم ابوحنیفہ اور علمِ حدیث

۱۔ شیخ الاسلام سیّدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ارقام فرماتے ہیں:

اجل ائمہ مجتہدین فی المذہب قاضی الشرق والغرب سیّدنا امام ابو یوسف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی جن کے مدارجِ رفیعہ حدیث کو موافقین و مخالفین مانے ہوئے ہیں۔ امام مزنی تلمیذِ جلیل امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ھو اتبع القوم للحدیث[۱] (وہ سب قوم سے بڑھ کر حدیث کے پیروکار ہیں۔ت)۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: منصف فی الحدیث[۲] (وہ حدیث میں منصف ہیں۔ت)۔ امام یحییٰ بن معین نے باآں تشدد شدید فرمایا: لیس فی اصحاب الرای اکثر حدیثا ولا اثبت من ابی یوسف[۳] (اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے بڑھ کر کوئی محدّث نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی مستحکم ہے۔ت)۔ نیز فرمایا: صاحب حدیث و صاحب سنۃ[۴] (صاحبِ حدیث و

---

[۱] تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسۃ، ترجمہ ۲۷۳، ۴۲/ ۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/۲۱۴۔
میزان الاعتدال ترجمہ یعقوب بن ابراھیم ۹۷۹۴، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/ ۴۴۷۔

[۲] تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسۃ، ترجمہ ۲۷۳، ۴۲/ ۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۲۱۴۔

[۳] میزان الاعتدال، ترجمہ یعقوب بن ابراھیم ۹۷۹۴، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/ ۴۴۷۔
تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسۃ، ترجمہ ۲۷۳، ۶۴۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۲۱۴۔

[۴] تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسۃ، ترجمۃ ۲۷۳، ۴۲/ ۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۲۱۴۔

صاحب سنّت ہیں۔ت)۔ امام ابنِ عدی نے کامل میں کہا: لیس فی اصحاب الرای اکثر حدیثا منہ[1] (اصحاب رائے میں امام ابویوسف سے زیادہ بڑا کوئی محدّث نہیں۔ت)۔ امام عبداللہ ذہبی شافعی نے اس جناب کو حفّاظِ حدیث میں شمار اور کتاب تذکرۃ الحفاظ میں بعنوان الامام العلامۃ فقیہ العراقین[2] (امام بہت علم والا عراقیوں کا فقیہ ہے۔ت) ذکر کیا۔ یہ امام ابویوسف بایں جلالتِ شان حضور سیّدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں: ما خالفتہ فی شیء قط فتدبرتہ الارایت مذہبہ الذی ذہب الیہ انجیٰ فی الآخرۃ وکنت ربما ملت الی الحدیث فکان ہو ابصر بالحدیث الصحیح منّی[3] (کبھی ایسا نہ ہوا کہ میں نے کسی مسئلے میں امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا خلاف کرکے غور کیا ہو، مگر یہ کہ انہیں کے مذہب کو آخرت میں زیادہ وجہِ نجات پایا اور بارہا ہوتا کہ میں حدیث کی طرف جھکتا پھر تحقیق کرتا، تو امام مجھ سے زیادہ حدیثِ صحیح کی نگاہ رکھتے تھے۔ت)

نیز فرمایا: امام جب کسی قول پر جزم فرماتے، میں کوفہ کے محدثین پر دورہ کرتا کہ دیکھوں اُن کی تقویتِ قول میں کوئی حدیث یا اثر پاتا ہوں، بارہا دو تین حدیثیں میں امام کے پاس لے کر حاضر ہوتا ان میں سے کسی کو فرماتے صحیح نہیں، کسی کو فرماتے معروف نہیں، میں عرض کرتا: حضور کو اس کی کیا خبر حالاں

[1] میزان الاعتدال ترجمہ یعقوب بن ابراھیم ۹۷۹۴، دار المعرفۃ، بیروت، ۴/ ۴۴۷۔
[2] تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ السادسۃ، ترجمہ ۲۷۳، ۶/ ۴۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۲۱۴۔
[3] الخیرات الحسان، الفصل الثلاثون، ص۱۴۳، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی۔

کہ یہ تو قولِ حضور کے موافق ہیں۔ فرماتے: میں اہلِ کوفہ کا عالم ہوں۔ ذکر کلّہ الامام ابن حجر فی الخیرات الحسان[1] (یہ سب کچھ امام ابنِ حجر نے الخیرات الحسان میں ذکر فرمایا ہے۔ ت)[2]

۲۔ شیخ الاسلام والمسلمین سیّدنا اعلیٰ حضرت مجددِ ملت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

امام ابنِ حجر مکی شافعی کتاب الخیرات الحسان میں فرماتے ہیں امام محدثین سلیمان اعمش تابعی جلیل القدر سے، کہ اجلہ ائمہ تابعین و شاگردانِ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہیں، کسی نے کچھ مسائل پوچھے اس وقت ہمارے امامِ اعظم سیّدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بھی حاضرِ مجلس تھے۔ امام اعمش رضی اللہ عنہ نے وہ مسائل ہمارے امام سے پوچھے۔ امام نے فوراً جواب دیے، امام اعمش نے کہا: یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کیے؟ فرمایا: اُن حدیثوں سے جو میں نے خود آپ ہی سے سنی ہیں اور وہ حدیثیں مع سند روایت فرمادیں۔ امام اعمش رضی اللہ عنہ نے کہا:

حسبك ما حدثتك به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة ما علمت انّك تعمل بهذه الاحادیث یا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت ایها الرجل اخذت بکلا الطرفین.[3]

بس کیجیے جو حدیثیں میں نے سو دن میں آپ کو سنائیں آپ گھڑی بھر میں مجھے سنائے دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں میں یوں عمل

---

[1] الفضل الموھبی، ص۱۲، ۱۳ و فتاوٰی رضویه، ج۱، ص۳۸۹۔
فتاوٰی رضویه، ج۲۷، ص۷۶، ۷۷، مطبوعه رضا فاؤنڈیشن، لاهور۔

[2] الخیرات الحسان، الفصل الثلاثون، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص۱۴۳۔

[3] الخیرات الحسان، الفصل الثلاثون، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص۱۴۳۔

کر دیتے ہیں اے فقہ والو! تم طبیب ہو اور محدث لوگ عطار ہیں یعنی دوائیں پاس ہیں مگر ان کا طریقِ استعمال تم مجتہدین جانتے ہو اور اے ابو حنیفہ! تم نے تو فقہ و حدیث دونوں کنارے لیے۔[1]

وقد نقل القاری مثله عن الاوزاعی.[2]

۳۔ عبد الرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں: (جو فنِ رجال کے مشہور امام ہیں)

کنت نقالا للحدیث فرایت سفیان الثوری امیر المومنین فی العلماء و سفیان بن عیینة امیر العلماء و شعبة عیار الحدیث و عبدالله بن المبارك صراف الحدیث و یحییٰ بن سعید قاضی العلماء و ابا حنیفة قاضی قضاة العلماء ومن قال لك سوی هذا فارمه فی کناسة بنی سلیم.[3]

(میں حدیث کا بڑا ناقل تھا سو میں نے دیکھا کہ سفیان ثوری تو علما میں امیر المومنین ہیں اور سفیان بن عیینہ امیر العلما اور شعبہ حدیث کی کسوٹی ہیں اور عبد اللہ بن مبارک اس کے صراف اور یحییٰ بن سعید قاضی العلما ہیں اور ابو حنیفہ قاضی قضاۃ العلما اور جو شخص تمہیں اس کے سوا کچھ اور بتائے تو اس کی بات کو بنی سلیم کے گھوڑے پر پھینک دو (یعنی کوڑے کرکٹ میں پھینک دو)۔)

---

[1] فتاوی رضویہ، ج۲۷، ص۵۷، مطبوعۃ رضا فاؤنڈیشن، لاہور، فضل موہبی، ص۱۰، ۱۱۔ و فتاوی رضویہ، ج۱، ص۱۳۸۹۔ مرقات، ج۱، ص۷۶، ۷۷، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[2] مرقات، ج۱، ص۲۴۔

[3] مناقب الامام الاعظم لصدر الائمہ مکی، ج۲، ص۴۵، طبع دکن۔

۴۔ امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان (متوفّٰی ۱۹۸ھ) لکھتے ہیں کہ (وہ قطان جن کے بارے میں ابن المدینی کا قول ہے کہ ان سے بڑھ کر رجال کا عالم میری نظر سے نہیں گذرا):

انه والله لاعلم هذه الامة بما جاء عن الله وعن رسوله۔[۱]

(اللہ کی قسم بے شک ابو حنیفہ اس امت میں اللہ اور اس کے رسول سے جو کچھ وارد ہوا اُس کے سب سے بڑے عالم ہیں۔)

۵۔ امام یحییٰ بن معین سے ان کے شاگرد احمد بن محمد بغدادی نے امام ابو حنیفہ کے متعلق ان کی رائے دریافت کی، فرمانے لگے:

عدل ثقة ما ظنك بمن عدّله ابن المبارك ووكيع۔[۲]

(سراپا عدالت ہیں، ثقہ ہیں ایسے شخص کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جس کی ابنِ مبارک اور وکیع نے توثیق کی ہے۔)

۶۔ شیخ الاسلام ابو عبدالرحمٰن مقری: امام ابو حنیفہ سے حدیث روایت کرتے تو ان الفاظ میں کیا کرتے:

حدثنا ابو حنيفة شاهان شاه، شاه مردان[۳] ورواه الخطيب مع التعصب الشديد۔

(اور اس کو خطیب بغدادی نے شدید تعصب کے ساتھ روایت کیا۔)

---

[۱] "مقدمہ کتاب التعلیم" لمسعود بن شیبۃ تاریخ امام طحاوی بحوالہ ابن ماجہ اور علم حدیث عبدالرشید نعمانی، ص۱۶۷۔

[۲] مناقب الامام الاعظم للکردری، ج۱، ص۹۱، طبع حیدر آباد، دکن۔

[۳] تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۳۴۵۔ مناقب الامام الاعظم للکردری، ج۲، ص۳۲، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

۷۔ امام اہلِ بلخ خلف بن ایوب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ

صار العلم من الله تعالیٰ الی محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم صار الی اصحابه ثم صار الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفة واصحابه فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط.[۱]

(اللہ تعالیٰ سے علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچا، آپ کے بعد آپ کے صحابہ کو صحابہ کے بعد تابعین کو پھر تابعین سے امام ابو حنیفہ کو اور ان کے اصحاب کو ملا۔ اس پر چاہے کوئی خوش ہو یا ناراض ہو۔)

۸۔ شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں:

کان اعلم اهل عصره بالحدیث.[۲]

(وہ اپنے معاصرین میں حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔)

جامع مسانیدِ امام اعظم، اور موطاءِ امام محمد جس میں بہت سی روایات امام ابو حنیفہ کے واسطے سے مرقوم ہیں اور کتاب الآثار شریف امام ابو حنیفہ کے محدّثِ جلیل و سیّد المحدثین و امام المحدثین ہونے کا بیّن ثبوت ہیں۔ خصوصاً کتاب الآثار شریف دنیائے اسلام اور کتبِ احادیث و آثار میں وہ اقدم اور پہلی صحیح ترین کتاب ہے جس کو قاضی قضاۃ المحدثین امام ائمۃ المجتہدین فخر التابعین امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی نظرِ انتخاب نے چالیس ہزار احادیث کے مجموعے سے صحیح ترین احادیث و آثار چن کر ابوابِ فقہ پر مرتّب کیا ہے۔

---

[۱] تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، ج۱۳، ص۳۳۶، مطبوعة دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[۲] اصول الفقه للامام سرخسی، ج۱، ص۳۵۰، طبع مصر۔

۹۔ چنانچہ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی امام الائمہ بکر بن محمد زرنجری (المتوفی ۵۱۲ھ) کے حوالے سے، جو بڑے پائے کے محدث گذرے ہیں، ناقل ہیں۔

وانتخب ابو حنیفة رحمه الله تعالیٰ الآثار من اربعین الف حدیث.[۱]

(امام ابو حنیفہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔)

۱۰۔ امام عبداللہ بن مبارک جن کی مدح و جلالتِ شان میں سارے محدثین متفق ہیں وہ امام صاحب کی کتاب الآثار شریف کے متعلق یہ مدحیہ اشعار کہتے ہیں:

روی آثاره فاجاب فیها
کطیران الصفور من المنیفة
فلم یك بالعراق له نظیر
ولا بالمشرقین ولا بکوفة

(انہوں نے آثار کو روایت کیا تو اس تیزی سے رواں ہوئے جیسے بلندی پر شکاری پرندے اڑتے ہوں۔ سو نہ تو عراق میں ان کی نظیر تھی، نہ مشرق و مغرب میں اور نہ کوفہ میں۔)[۲]

---

[۱] مناقب الامام الاعظم، ج۱، ص۹۵، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

[۲] مناقب الامام الاعظم لصدر الائمة، ج۲، ص۱۹۰، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

۱۱۔ اسی طرح امامِ اہل سمرقند ابو مقاتل سمرقندی ایک نظم میں، جو مدحِ امام میں ہے، یوں فرماتے ہیں:

روی الآثار عن نبل ثقات
غزار العلم مشیخة حصیفة

(انہوں نے آثار کو ان نبلاء ثقات سے روایت کیا ہے جو بڑے وسیع العلم اور پکے مشائخ تھے۔)[۱]

اب خود اندازہ لگایئے کہ روایاتِ کتاب الآثار کی صحت کا کتنا اعلیٰ معیار ہے۔

۱۲۔ امام ابو بکر کاسانی بدائع، ج۱، ص ۲۲۰، پہ اس کتاب شریف کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں: "آثار ابی حنیفة"۔[۲]

۱۳۔ روی (یوسف بن ابی یوسف) کتاب الآثار عن ابیه عن ابی حنیفة وهو مجلد ضخم۔[۳]

(شیخ یوسف نے کتاب الآثار اپنے والد امام ابو یوسف سے روایت کی، انہوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور وہ ضخیم جلد میں ہے۔)

---

[۱] مناقب الامام الاعظم لصدر الائمہ، ج۲، ص۱۹۱، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

[۲] بدائع الصنائع، ج۱، ص۲۲۰، ج۲، ص۱۲۸، ج۲، ص۳۶۲۔

[۳] الجواهر المضیة للحافظ عبد القادر القرشی، ج۲، ص۲۳۵، مطبوعہ میر محمد کراچی۔

۱۴۔ والموجود من حديث ابی حنيفة مفردا انما هو كتاب الآثار التی رواها محمد بن الحسن عنه ويوجد فی تصانيف محمد بن الحسن وابی يوسف قبله من حديث ابی حنيفة اشياء اخری۔[1]

(اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث کتاب الآثار میں موجود ہیں، جن کو امام محمد بن حسن نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام ابویوسف اور امام محمد کی تصانیف میں بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث سے پہلے دوسری چیزیں موجود ہیں۔)

کتاب الآثار سے پہلے اگرچہ کچھ صحیفے حدیث کے لکھے گئے تھے، لیکن صحت کا التزام کرکے ابواب پر مرتّب کوئی صحیفہ نہ تھا، یہ شرف امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے باقی سب آپ کے مقتدی ہیں، حتیٰ کہ امام مالک رضی اللہ عنہ اور شیخین بھی آپ کے مقتدی ہیں، ملاحظہ ہو:

۱۵۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں:

من مناقب ابی حنيفة التی انفرد بها انه اول من دون علم الشريعة ورتبه ابوابا ثم تبعه مالك بن انس فی ترتيب الموطا ولم يسبق ابا حنيفة احد۔[2]

---

[1] تعجيل المنفعة بزوائد رجال الائمة الاربعة، ج۱، ص۲۳۹، مطبوعة دار البشائر الاسلامية، بيروت، لبنان۔

[2] تبييض الصحيفة بمناقب ابی حنيفة، ص۳۶، طبع دائرة المعارف، حيدرآباد دكن، ص۱۱۹، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان۔

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے اور اس کام میں وہ منفرد ہیں کہ آپ ہی کی ذات ہے جس نے علمِ شریعت کی تدوین کی اور ان کو ابواب پر مرتّب فرمایا، پھر امام مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کی پیروی کرتے ہوئے موطا کو مرتّب کیا، تبویب وتدوینِ کتب میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر کوئی سبقت نہیں لے سکا۔)

۱۶۔ امام ابو بکر عتیق بن داؤد یمانی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی فرماتے ہیں:

فاذا كان الله تعالٰى قد ضمن لنبيه صلى الله عليه وسلم حفظ الشريعة وكان ابوحنيفة اول من دونها فيبعد ان يكون الله تعالٰى قد ضمنها ثم يكون اول من دونها على خطا.[1]

(جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کی حفاظت کی ضمانت دی اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اس کی تدوین، کی تو یہ بات بعید از قیاس ہے کہ جس چیز کی حفاظت کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے دی اس کا مدون اول خطا پر ہو۔)

جو طرز امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا کتاب الآثار شریف میں ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری افعال وہدایات کو غبارِ اول اور آثارِ صحابہ وتابعین کو غبارِ ثانی قرار دیا ہے۔غور کیجیے یہی طرز امام صاحب کے تتبع میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں اختیار کیا ہے جو بقول شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اصل و ام صحیحین است" (مؤطا صحیحین بخاری ومسلم کی اصل اور ماں ہے)۔[2]

---

[1] مناقب امام صدر الائمة، ج۲، ص۱۳۷، طبع حیدر آباد دکن۔
[2] عجالہ نافعہ، بحوالہ حدائق الحنفیة، ص۸۶، مطبوعہ المیزان ناشران وتاجران کتب لاہور۔

اس اعتبار سے کتاب الآثار صحیحین کی ام الام (موطا بخاری و مسلم کی اصل ہے) ہوئی۔ نیز فرمایا:

صحیح بخاری و صحیح مسلم ہر چند در ربط و کثرت احادیث دہ چند موطا باشد لیکن طریق روایت احادیث و تمیز رجال و رواۃ اعتبار و استنباط از موطا آموختہ اند[1]

(صحیح بخاری و مسلم اگرچہ ربط اور کثرتِ حدیث کے اعتبار سے موطا سے زیادہ وزن رکھتی ہیں لیکن احادیث کی روایت کا طریقہ، رجال کی تمیز اور راویوں کی چھان بین اور مسائل کا استنباط موطا سے سیکھا ہے۔)

ادھر فقہا و محدثین نے اپنی تصانیف کا نام تجویز کرنے میں بھی کتاب الآثار شریف کو مشعلِ راہ بنایا اور اسی کو قدوہ بنایا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قرۃ العینین میں کتاب الآثار کو احناف کی امہات کتب میں شمار کیا ہے اور تصریح کی ہے کہ مسندِ ابی حنیفہ و آثار محمد بنائے فقہ حنفیہ است (مسندِ امامِ اعظم اور کتاب الآثار فقہِ حنفی کی بنیادی کتب ہیں)۔[2]

امام محمد بن شجاع ابنِ ثلجی نے اپنی کتاب کا نام "تصحیح الآثار" امام طحاوی نے "شرح معانی الآثار" اور "مشکل الآثار" امام طبری نے "تہذیب الآثار"

---

[1] عجالہ نافعہ ص۵، بحوالہ حدائق الحنفیۃ، ص۸۶، مطبوعہ المیزان ناشران و تاجران کتب لاہور۔

[2] قرۃ العینین ص۱۸۵۔

رکھا۔ الفضل للمتقدم من سن فی الاسلام سنة حسنة الحدیث[1] فاعتبروا یااولی الابصار.

جس طرح مؤطا، صحیح بخاری وغیرھما کتب حدیث کے کئی نسخے ہیں اسی طرح کتاب الآثار شریف کے کئی نسخے ہیں کما مر اشعة منه.

اسی وجہ تعداد روایات اور ابواب کا فرق ہے محدثین نے درج ذیل نسخ کا ذکر کیا ہے (۱) کتاب الآثار شریف بروایت امام زفر بن الھذیل متوفی ۱۵۸ھ (۲) کتاب الآثار بروایت امام ابو یوسف متوفی ۱۸۲ھ (۳) کتاب الآثار بروایت امام محمد متوفی ۱۸۹ھ ہمارے ہاں یہی نسخہ ہے جس میں نو سو (۹۰۰) آثار کا گراں قدر ذخیرہ ہے۔ (۴) کتاب الآثار بروایت امام حسن بن زیاد لولوی متوفی ۲۰۴ھ وغیر ہم وھم کثیر خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک جلیل القدر تابعی کی تصنیف در بارہ احادیث وآثار بشرط صحت سوائے کتاب الآثار ہمارے ہاتھوں میں کوئی نہیں اس

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۳۹۸، ج۳، ص۸۶، مطبوعه دار الجیل بیروت، سنن نسائی، رقم الحدیث: ۲۵۵۴، ج۵، ص۷۵، مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامیة حلب، صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۳۳۰۸، ج۸، ص۱۰۱، مطبوعه موسسة الرسالة بیروت، مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۹۱۵۶، ج۳۱، ص۴۹۴، مطبوعه مؤسسة الرسالة، بیروت، مسند البزار، رقم الحدیث: ۲۹۶۳، ج۷، ص۳۶۶، مکتبة العلوم والحکم المدینة المنورة۔ مسند ابوداؤد طیالسی، رقم الحدیث: ۷۰۵، ج۲، ص۵۵، مطبوعه هجر للطباعة والنشر۔ المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: ۲۳۷۲، ج۳، ص۳۲۸، مطبوعة مکتبة العلوم والحکم الموصل۔ مصنف ابن ابی شیبه، رقم الحدیث: ۹۸۹۶، ج۶، ص۳۵۶، مطبوعه دار القبلة۔ شعب الایمان، رقم الحدیث: ۳۰۴۸، ج۵، ص۲۶، مطبوعه مکتبة الرشد الریاض۔

پر جتنا فخر ہو کم ہے واما بنعمۃ ربك فحدث[1]؛ ترجمہ کنز الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

۱۷۔ حافظ ابو نعیم اصفہانی نے مسندِ ابی حنیفہ میں بہ سندِ متّصل یحییٰ بن نصر بن حاجب کی زبانی نقل کیا ہے کہ

دخلت علی ابی حنیفة فی بیت مملوء کتبا فقلت ما هذه قال هذه احادیث کلها وما حدثت به الا الیسیر الذی ینتفع به۔[2]

(میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا وہ ایک ایسے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا، میں نے عرض کی: یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ ساری کتابیں احادیث کا ذخیرہ ہے اور میں اس میں سے آسان احادیث بیان کرتا ہوں جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے۔)

عن یحیی بن نصر بن حاجب قال سمعت ابا حنیفة رحمه الله تعالی یقول عندی صنادیق من الحدیث ما اخرجت منها الا الیسیر الذی ینتفع به۔[3]

(امام یحییٰ بن نصر بن حاجب سے مروی ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا میرے پاس احادیث سے بھری صندوقیں ہیں میں اس میں سے صرف آسان احادیث نکالتا ہوں جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے)۔

---

[1] سورۃ الضحیٰ الآیۃ ۱۱۔

[2] عقود الجواهر المنیفة ج ۱ ص ۲۳۔ مسند ابی حنیفة لابن یعقوب رقم الحدیث: ۷۶۳۔

[3] حدائق الحنفیة، ص ۲۷، مناقب الامام لصدر الائمه، ج ۱، ص ۹۵، مطبوعہ حیدر آباد دکن، شرح سفر السعادت للشیخ الدهلوی ص ۱۹، طبع نوریه رضویه لاهور۔ کشف الاسرار للبخاری، ج ۱، ص ۱۷۔

اور بے پیدا کنار سمندر احادیث سے جو کچھ روایت کیا، پھیلایا؛ اس کا کبھی کوئی اندازہ لگا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ملاحظہ ہو:

حافظ ذہبی نے لکھا ہے:

روی عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون.[1]

(ان سے محدثین اور فقہا کی اتنی بڑی تعداد نے حدیثیں روایت کی ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہو سکتا)۔

نیز ملا علی قاری حافظ ابن حجر سے ناقل:

روی عنه عبد الله بن المبارك ووكيع بن الجراح وخلائق لا يحصون.[2]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے امام عبد اللہ بن مبارک اور امام وکیع بن جراح اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے بھی روایت کی، جن کا شمار کرنا ناممکن ہے۔)

۱۸۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں حمیدی شیخ بخاری کی زبانی نقل کیا ہے کہ

سمعت عبد الله بن المبارك يقول كتبت عن ابی حنيفة اربع مائة حديث.[3]

(میں نے امام عبد اللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے چار سو احادیث لکھیں۔)

---

[1] مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه ابی یوسف و محمد بن الحسن للذهبی ص۲۰، طبع حیدر آباد دکن۔

[2] مرقاة، ج۱، ص۷۸، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[3] تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۳۴۲، ۳۴۳۔

۱۹۔ سمع (شیخ الاسلام عبد الله بن یزید المقری) من الامام تسعمائة حديث.[۱]

(شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید مقری نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے نو سو احادیث سنیں۔)

۲۰۔ امام وکیع بن الجراح ان کے متعلق حافظ ابن عبد البر جامع بیان العلم میں سیّد الحفاظ یحیٰی بن معین سے ناقل ہیں کہ:

ما رايت احدا اقدمه على وكيع وكان يفتي برای ابی حنيفة وكان يحفظ حديثه كله وكان قد سمع من ابی حنيفة حديثًا كثيرًا.[۲]

(میں نے ایسا کوئی نہیں دیکھا جس کو میں وکیع پر مقدم کروں اور وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے اور وہ ساری احادیث کو حفظ کرتے تھے اور انہوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کثیر احادیث سماعت کیں۔)

کیا ۱۱۸، احادیث پر کہا جارہا ہے حدیثًا کثیرًا افسوس متعصبین پہ صد افسوس۔

۲۱۔ روٰی حماد بن زید عن ابی حنيفة احاديث كثيرة.[۳]

(امام حماد بن زید نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کثیر احادیث روایت کیں۔)

---

[۱] مناقب الامام لکردری، ج۲، ص۲۳۱، مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

[۲] جامع بیان العلم، ج۲، ص۱۴۹، طبع مصر۔

[۳] الانتقاء لابن عبد البر، ص۱۳۰، طبع مصر۔

۲۲۔ روی عنه (ای عن الامام) خالد الواسطی احادیث کثیرۃ.[1]

(امام خالد واسطی نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کثیر احادیث روایت کیں۔)

۲۳۔ عن مسعر بن کدام (هذا هو الامام الحافظ احد الاعلام مرجع الائمة ...... کان شعبة وسفیان اذا اختلفا قالا اذهب بنا الی المیزان مسعر.[2] المحدث الفاصل للحسن بن الخلاد) قال طلبت مع ابی حنیفة الحدیث فغلبنا واخذنا فی الزهد فبرع علینا وطلبنا معه الفقه فجاء منه ما ترون.[3]

(میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ علمِ حدیث حاصل کیا پس ہم غالب آگئے اور ہم نے زہد حاصل کیا تو اس میں وہ ہم پر غالب آگئے اور ہم نے ان کے ساتھ فقہ بھی حاصل کی پس اس میں ان کو ایسا کمال ہوا جو تم نے نہیں دیکھا۔)

۲۴۔ روی الحافظ ابو احمد العسکری بسنده الی مکی بن ابراهیم (جو امام بخاری کے استاذ ہیں اور صحیح بخاری میں ۲۲ ثلاثیات میں سے گیارہ مکی بن ابراہیم کے واسطے سے ہیں یہ شرف بخاری کو اسی مکی حنفی شاگردِ امام اعظم سے حاصل ہوا۔ فلله الحمد)!

---

[1] الانتقاء، ص۱۳۶، طبع مصر و مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[2] شرح علل الترمذی لابن رجب، ص۶۵، عمدة القاری، ج۴، ص۴۳۴۔

[3] مناقب الامام للذهبی، ص۲۷، مطبوعه حیدر آباد دکن۔

لزم (المکی بن ابراھیم) ابا حنیفة وسمع منه الحدیث والفقه واکثر عنه الروایة.[1]

(مکی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی شاگردی اختیار کی اور ان سے علم حدیث وفقہ حاصل کیا اور ان سے کثیر احادیث روایت کیں۔)

الحافظ الامام شیخ خراسان قال کان ابوحنیفة زاھدا عالما راغبا فی الآخرة صدوق اللسان احفظ اهل زمانه.[2]

(حافظ ابو احمد عسکری اپنی سند کے ساتھ امام مکی بن ابراہیم جو حافظ، امام اور شیخ خراسان تھے سے راوی، انہوں نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ زاہد، عالم، آخرت کی فکر کرنے والے، سچے اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے حافظ تھے۔)

۲۵۔ قال علی بن الجعد (المتوفی ۲۳۰ھ) ابوحنیفة اذا جاء بالحدیث جاء به مثل الدر.[3]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جب کوئی حدیث بیان فرماتے تو وہ موتی کی طرح چمکتی تھی۔)

---

[1] مناقب الامام، ج۱، ص۲۰۳، لصدر الائمة، مطبوعه حیدر آباد دکن۔

[2] مناقب الامام لصدر الائمة، ج۱، ص۲۱۳، ۲۱۴، مطبوعه حیدر آباد دکن۔

[3] جامع المسانید للامام الاعظم، ج۲، ص۳۰۴، مطبوعه مجلس دائرة المعارف حیدر آباد دکن۔

۲۶۔ قال ابوداؤد صاحب السنن رحمه الله ابا حنيفة كان اماما.
رواه ابن عبد البر في الانتقاء.[۱]

(امام ابوداؤد صاحبِ سننِ ابی داؤد نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے امام تھے اس کو ابن عبد البر نے "الانتقاء" میں روایت کیا۔)

۲۷۔ محدث ابن عدی (متوفّٰی ۳۶۵ھ) امام اسد بن عمرو (متوفّٰی ۱۹۰ھ) کے ترجمے میں لکھتے ہیں کہ

وليس في اصحاب الراى بعد ابي حنيفة اكثر حديثا منه.[۲]

(اصحابِ رائے میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسد بن عمرو سے زیادہ احادیث کا ذخیرہ کسی کے پاس نہ تھا۔)

اور علامہ ابن سعد اسد بن عمرو ہی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

وكان عنده حديث كثير وهو ثقة.[۳]

(ان کے پاس کثیر احادیث تھیں اور وہ ثقہ تھے۔)

اسد کے پاس جب حدیث کثیر تھیں تو امام صاحب کے پاس کثیر در کثیر تھیں۔

۲۸۔ امام عیسیٰ بن ماہان، ابو جعفر کے بارے میں لکھتے ہیں (جو بقول امام احمد صالح الحدیث اور بقول ابن معین، ابن مدینی، ابن عمار، ابن سعد، حاکم، ابن عبد البر ثقہ تھے۔[۴]

---

[۱] الانتقاء، لابن عبد البر، ج۱، ص۳۲۔ مقدمۃ التعلیق الممجد، ص۳۲، ناقلا عن الذهبی۔
[۲] لسان المیزان، ج۱، ص۳۸۴، مطبوعہ موسسۃ العلمی للمطبوعات بیروت۔
[۳] تاریخ بغداد، ج۷، ص۱۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
[۴] تهذیب التهذیب، ج۱۲، ص۱۵۷۔

امام اهل الری فی الحدیث والفقه اکثر عن ابی حنیفة روایة الحدیث والفقه وکان یقول ما رایت افقه من ابی حنیفة. [1]

(وہ اصحاب رائے کے فقہ وحدیث میں امام تھے؛ انہوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث و فقہ میں اخذ کیا اور کثیر روایات لیں۔ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ میں نے ان سے بڑھ کو کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔)

۲۹۔ عبد الله بن یزید هو ابو عبد الرحمٰن المقری من حفاظ اصحاب الحدیث و کبرائهم اکثر عن ابی حنیفة الروایة فی الحدیث. [2]

(عبد اللہ بن یزید ابو عبد الرحمٰن المقری جو اصحابِ حدیث کے حفّاظ میں سے تھے اور اکابر ائمہ میں شمار ہوتے تھے انہوں نے بھی امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کثیر احادیث روایت کیں)۔

۳۰۔ محدثِ اسرائیل (متوفّٰی ۱۶۲ھ)، جو الامام الحافظ تھے، [3] مدح امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں:

ما کان احفظه لکل حدیث فیه فقه واشد فحصه عنه واعلمه بما فیه من الفقه. [4]

---

[1] مناقب الامام لصدر الائمة، ج۱، ص۲۴۳، مطبوعة حیدر آباد دکن۔

[2] مناقب الامام لصدر الائمة، ج۲، ص۳۲۔

[3] تذکرة الحفاظ، ج۱، ص۱۵۸، مطبوعة دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[4] تاریخ بغداد، ج۱۳، ص۳۳۹، مطبوعة دار الکتب العلمیة، بیروت وتبییض الصحیفة، ص۲۷۔

(امام ابو حنیفہ نے ہر ایسی حدیث کو کیا ہی اچھی طرح یاد کیا جس سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہو سکتا ہے اور وہ حدیث کے بارے میں بڑی بحث کرنے والے اور حدیث میں فقہی مسائل کو بہت جاننے والے تھے۔)

۳۱۔ امام عبد اللہ بن داؤد الخریبی (متوفّٰی ۲۱۳ھ) (جو الحافظ الامام اور القدوة تھے۔)[۱] فرماتے ہیں:

يجب على اهل الاسلام ان يدعو الله لابي حنيفة فى صلاتهم قال و ذكر حفظه عليهم السنن والفقه.[۲]

(مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کریں۔ اور ذکر فرمایا کہ یہ اس لیے کہ انہوں نے سنّت و حدیث اور فقہ کو مسلمانوں کے لیے حفاظت کی ہے۔)

۳۲۔ امام مکی امام زفر سے روایت کرتے ہیں:

قال كان كبراء المحدثين مثل زكريا بن ابى زائدة وعبد الملك بن ابى سليمان والليث بن ابى سليم ومطرف بن طريف و حصين هو ابن عبد الرحمٰن وغيرهم يختلفون الى ابى حنيفة ويسألونه عما ينوبهم من المسائل وما يشتبه عليهم من الحديث.[۳]

---

[۱] تذکرة الحفاظ، ج۱، ص۲۴۷، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت۔

[۲] تاريخ بغداد، ج۱۳، ص۳۴۴، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت۔ البداية والنهاية، ج۱۰، ص۱۱۴۔

[۳] مناقب الامام لصدر الائمة، ج۲، ص۱۴۹، مطبوعة حيدر آباد دكن۔

(بڑے بڑے محدثین مثلاً زکریا بن ابی زائدۃ، عبدالملک بن ابی سلیمان، لیث بن سلیم، مطرف بن طریف، حصین بن عبدالرحمٰن وغیرہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ سے دقیق مسائل پر گفتگو کرتے جو انہیں درپیش ہوتے اور جن احادیث میں ان کو اشتباہ ہوتا اس بارے سوال کرتے تھے۔)

۳۳۔ حضرت ملا علی قاری امام محمد بن سماعہ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ

ان الامام ذکر فی تصانیفہ نیفا و سبعین الف حدیث وانتخب الآثار من اربعین الف حدیث۔ [1]

(امام ابو حنیفہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے کچھ اوپر حدیثیں بیان کی ہیں اور چالیس ہزار حدیثوں سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا ہے۔)

صحیح بخاری میں کل احادیث بلا تکرار صرف چار ہزار ہیں۔ اور تصانیف امام اعظم رضی اللہ عنہ میں ستر ہزار اور صحت حدیث کے لیے امام بخاری کی شرائط صحت سے امام اعظم کی شرائط صحت بہت اہم و سخت و کڑی ہیں، جن سے بخاری کی صحیح غیر صحیح ہو جائیں گی۔ باوجود اتنا کمال ورع و احتیاط فی روایۃ الحدیث وبلفظہ روایتِ حدیث کے اتنی تعداد احادیث ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ حضور امام اعظم امام حفّاظ الحدیث تھے۔

[1] مناقب علی القاری بذیل الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج۲، ص۴۷۴۔

۳۴۔ علامہ عبدالحکیم شہرستانی (متوفّٰی ۹ ۴۷ھ) امام ابو حنیفہ، ابویوسف، محمد بن الحسن وغیرہ نام لکھنے کے بعد رقم طراز ہیں:

وھؤلاء کلھم ائمۃ الحدیث۔[1]

(یہ تمام ائمۂ حدیث ہیں۔)

علامہ ذہبی، جنہوں نے "تذکرۃ الحفّاظ" صرف حفّاظِ حدیث کے متعلق لکھا، اسی میں بایں الفاظ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام درج کر کے آپ کے حافظ الحدیث ہونے کا لوہا منواتے ہیں:

ابو حنیفۃ الامام الاعظم فقیہ العراق۔[2]

(امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقیہ عراق ہیں۔)

۳۵۔ امام حاکم نے لکھا ہے:

ھذا النوع (۴۹ نوع) من ھذا العلوم معرفۃ الائمۃ الثقات المشھورین من التابعین واتباعھم ممن یجمع حدیثھم للحفظ والمذاکرۃ والتبرک بھم وبذکرھم من الشرق الی الغرب۔[3]

(یہ نوع (انچاسویں نوع) ان علوم سے متعلق ہے تابعین و تبع تابعین سے وہ ائمہ ثقات جو مشہور ہیں ان کی پہچان کے بارے میں ہے جن کی احادیث کو

---

[1] الملل والنحل، ج۱، ص۱۳۰ و ۲۲۴۔

[2] تذکرۃ الحفّاظ، ج۱، ص۱۲۶، مطبوعۃ دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔ التعلیق الممجد، ص۳۲۔

[3] معرفت علوم الحدیث، طبع قاھرۃ، ص۲۴۰۔

مشرق تا مغرب یاد کرنے اور مذاکرے کے لیے جمع کی جاتی ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ سے اور ان کے ذکر سے مشرق سے مغرب تک برکت حاصل کی جاتی ہے۔)

پھر آگے ص ۲۴۵ میں علمِ حدیث کے ان ائمہ ثقات اور مشہورین میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا ہے۔

۳۶۔ حافظ محمد بن یوسف الصالحی الشافعی (متوفّٰی ۹۴۲ھ) اپنی کتاب "عقود الجمان" میں لکھتے ہیں کہ:

ان الامام ابا حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی من کبار حفاظ الحدیث واعیانھم ولولا کثرۃ اعتنائہ بالحدیث ما تھیا لہ استنباط مسائل الفقہ الخ[1]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اکابر حفّاظِ حدیث میں سے تھے اور ان کے سردار تھے اور اگر حدیث میں ان کی گہری نگاہ نہ ہوتی تو فقہ میں مسائل اخذ کرنے میں ان کو مہارت نہ ہوتی۔)

۳۷۔ مخالفین کے معتمد ابن تیمیہ نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کو ائمہ حدیث و فقہ میں شمار کیا ہے۔[2]

---

[1] عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان، ص۳۱۹، مطبوعہ حیدرآباد دکن۔ تأنیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب للعلامۃ الشیخ محمد زاھد الکوثری، ص۳۰۴، مطبوعۃ مصر۔

[2] تلخیص الاستغاثۃ المعروف بالرد علی البکری، طبع مصر، ص۱۳۔ ۱۴۔ منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض قول الشیعۃ والقدریۃ، ج۳، ص۱۴۲، طبع بولاق۔

۳۸۔ صاحبِ مشکوٰۃ امام ولی الدین خطیب ترجمۂ امام میں لکھتے ہیں:

فانه کان عالماً عاملاً ورعاً زاهداً عابداً اماماً فی علوم الشریعة.[۱]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عالم، عامل، پرہیزگار، زاہد، عابد اور علومِ شریعت کے امام تھے)۔

۳۹۔ امام ابنِ حجر مکی فرماتے ہیں:

احذر ان تتوهم من ذلك ان ابا حنیفة لم یکن خبرة تامة بغیر الفقه حاشا لله کان فی العلوم الشرعیة من التفسیر والحدیث والآلة من العلوم الادبیة والمقاییس الحکمیة بحرا لا یجاری واماماً لا یماری وقول بعض اعدائه فیه خلاف ذلك منشؤه الحسد وحجته الترفع علی الاقران ورمیهم بالزور والبهتان.[۲]

(اس بات سے بچنا کہ اگر تم کو یہ گمان ہو کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو فقہ کے علاوہ کسی علم میں کمال حاصل نہ تھا حاشا للہ آپ شرعی علوم مثل تفسیر و حدیث، ادبی علوم و مقائیس حکمیہ وغیرہ میں بحرِ بے پیدا کنار تھے اور ایسے امام تھے جن کا مدِ مقابل کوئی نہیں اور ان کے بعض دشمنوں کا ان کے بارے میں کچھ کہنا اس کا سبب صرف حسد اور ہم عصر ہونا ہے اور جھوٹ اور بہتان کی الزام تراشی ہے۔)

[۱] الاکمال، ص۶۲۵ مع مشکوٰۃ المصابیح مطبوعۃ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

[۲] الخیرات الحسان، ص۲۵، طبع مصر۔

۴۰۔ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ

ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلتہ اعتنائہ بالحدیث فھو اما لتساھلہ او حسدہ اھ۔ [1]

(امام ذہبی وغیرہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو حفّاظِ حدیث کے طبقے میں لکھا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ گمان کیا کہ وہ حدیث میں کمزور تھے تو اس کا یہ خیال یا تو تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر۔)

۴۱۔ ابنِ خلدون معتمدِ فریقِ مخالف نے لکھا ہے:

ویدل علی انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتماد مذہبہ بینھم والتعول علیہ واعتبارہ ردا وقبولا۔ [2]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکابر مجتہدین فی الحدیث ہونے پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ ان کے مذہب پر اعتماد کیا گیا ہے اس کو رداً و قبولاً تعبیر کیا گیا۔)

۴۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ اپنے زمانے میں سب سے اعلم تھے۔ [3]

---

[1] الخیرات الحسان، ص۶۰، طبع مصر۔

[2] مقدمۃ ابن خلدون، ص۴۴۵، طبع مصر۔

[3] عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید، فصل فی المتبحر فی المذہب، ص۲۰، مطبوعۃ لاہور۔

ایسے جلیل القدر امام کے متعلق ایسے روشن الفاظ: من ائمة الحديث، من حفّاظ الحديث، من ائمة الثقات المشهورين، اعلم اهل عصره بالحديث کے بعد بھی بے وقوف لوگ توثیقِ امام مانگیں تو یہ لیں:

قال ابن المبارك ابو حنيفة افقه الناس.[۱]

(امام عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ تھے۔)

امام ابو حنیفہ کے متعلق ابن مدینی نے کہا: هو ثقة.[۲]

ابنِ معین سے سوال ہوا:

ابو حنيفة كان يصدق فى الحديث قال نعم صدوق.[۳]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں سچے تھے؟ فرمایا: جی ہاں وہ سچے تھے۔)

نیز ابنِ معین نے فرمایا:

عدل ثقة ما ظنك بمن عدّله ابن المبارك و وكيع.[۴]

(تو فرمایا: ہاں وہ عادل اور ثقہ تھے جن کو ثقہ قرار دینے والوں میں امام عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح شامل ہوں تم ان کے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو)۔

---

[۱] تذكرة الحفاظ للذهبی، ج۱، ص۱۲۷، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت۔ مقدمة التعليق الممجد، ص۳۲۔

[۲] جامع بيان العلم، ج۲، ص۱۴۹، التعليق المغنى، ج۱، ص۱۲۳۔

[۳] جامع بيان العلم، ج۲، ص۱۴۹۔

[۴] مناقب كردری، ج۱، ص۹۱ مطبوعہ مجلس دائرة المعارف النظامية، حيدر آباد دكن۔

نیز انہوں نے فرمایا:

ثقة ثقة كان والله اورع من ان يكذب وهو رجل قدرا من ذلك.[1]

(وہ ثقہ تھے ثقہ تھے اللہ کی قسم ان کا مقام اس سے بھی بلند تھا کہ وہ جھوٹ بولتے۔)

خطیب ابنِ معین سے راوی:

كان ابو حنيفة ثقة لايحدث بالحديث الا ما يحفظ ولا يحدث بما لا يحفظ.[2]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ثقہ تھے، صرف وہی حدیث بیان فرماتے جو ان کو یاد ہوتی تھی اور جو حدیث ان کو یاد نہیں ہوتی تھی وہ بیان نہیں فرماتے تھے۔)

حافظ عسقلانی ابنِ معین سے ناقل:

كان ابو حنيفة ثقة فى الحديث.[3]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ تھے۔)

علامہ ابنِ حجر مکی، ابنِ معین سے ناقل كان ثقة صدوقا فى الفقه والحديث مامونا على دين الله.[4]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ و حدیث میں ثقہ تھے اور دینِ الٰہی میں مامون تھے۔)

---

[1] مناقب الامام لصدر الائمة، ج۱، ص۹۲۔ مناقب کردری، ج۱، ص۲۲۰، مطبوعة حیدر آباد دکن۔

[2] تاریخ خطیب بغدادی، ج۱۳، ص۴۱۹؛ مقدمة تحفة الاحوذی، ص۸۱۔

[3] تهذيب التهذيب، ج۱۰، ص۴۵۰۔ مقدمة تحفة الاحوذی: ص۸۱۔

[4] الخیرات الحسان، ص۴۱۔

اس موضوع پر بہت کچھ پیش ہو سکتا ہے۔ اب صرف دو اہم حوالے دیکھو۔
ابنِ عبد البر مالکی بطریق امام عبد اللہ بن احمد الدورقی روایت کرتے ہیں کہ:
سئل یحیی بن معین وانا اسمع عن ابی حنیفة فقال ثقة ما سمعت احدا ضعفه هذا شعبة بن الحجاج یکتب الیه ان یحدث ویامره وشعبة شعبة.[1]
(امام یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا، انہوں نے جواب دیا کہ وہ ثقہ تھے میں نے کسی سے نہیں سنا کہ کسی نے انہیں ضعیف قرار دیا ہو اور یہ شعبہ بن حجاج جو ان کی طرف لکھ رہے ہیں کہ وہ حدیث بیان کریں اور حکم دے رہے ہیں اور شعبہ تو شعبہ ہیں۔)
امام ابنِ حجر مکی لکھتے ہیں:
سئل یحیی بن معین عنه فقال ثقة ما سمعت احداً ضعفه.[2]
(امام یحییٰ بن معین سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا میں نے کسی سے نہیں سنا کہ کسی نے ضعیف کہا ہو۔)
امام فقاہت میں معروف، مشہور، بے نظیر اور بے پیدا کنار سمندر ہوئے ہیں۔ باقی سب آپ کے مقتدی و متبع، اپنے بے گانے سب اس کے مقر ہیں۔
اطمینان کے لیے..... انہیں اوراق میں جو کچھ ہے منصف کے لیے بس ہے۔ کثرتِ مصروفیات اور قلتِ وقت علیحدہ عنوان کی اجازت نہیں دیتا۔

---

[1] الانتقاء لابن عبد البر، ص ۱۲۷، مطبوعة مصر۔
[2] الخیرات الحسان، ص ۳۲، مطبوعة مصر۔

اب سنو فقہ کی مدح بطورِ اجمال اور عدمِ تفقہ کی مذمت

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ [1]

(ترجمۂ کنزالایمان: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔)

بِاَنَّهُمۡ قَوۡمٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ [2]

(ترجمۂ کنزالایمان: اس لیے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے۔)

فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الۡقَوۡمِ لَا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ حَدِيۡثًا [3]

(ترجمۂ کنزالایمان: تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے۔)

---

[1] پ۱۱، سورۃ توبۃ، الآیۃ: ۱۲۲۔

[2] پ۱۰، سورۃ انفال الآیۃ: ۶۵۔

[3] پ۵، سورۃ نساء الآیۃ: ۷۸۔

رب حامل فقه الیٰ من هو افقه منه۔ [۱]

(بہت سے حاملینِ فقہ بھی فقیہ ہوتے ہیں مگر، خود سے بڑھ کر فقیہ تک وہ بات پہنچاتے ہیں۔)

من یرد الله به خیر یفقهه فی الدین۔ [۲]

(اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، تو اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔)

خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا۔ [۳]

(ان میں سے جو جاہلیت میں نیک تھے وہ اسلام میں بھی نیک ہوں گے جب کہ وہ دین کا علم سیکھیں اور اس میں علم فقہ حاصل کریں۔)

---

[۱] مسند امام ابوحنیفه ج۲، ص۷۳۔ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۶۶۲، ج۳، ص۳۶۰ طبع دارالکتاب العربی، بیروت۔ جامع ترمذی، رقم الحدیث: ۲۶۵۶، ج۵، ص۳۳، طبع داراحیاء التراث العربی، بیروت۔ سنن ابن ماجة، رقم الحدیث:۲۳۰، ج۱، ص۸۴، طبع دارالفکر، بیروت۔ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۷، ج۱، ص۲۷۰، طبع مؤسسة الرسالة، بیروت۔ سنن دارمی، ج۱، ص۴۵، طبع دارالکتاب العربی، بیروت۔ مسند احمد، ج۲۷، ص۳۰۱، ۳۱۸، طبع مؤسسة الرسالة بیروت۔ معجم کبیر، رقم الحدیث: ۱۲۲۴، ج۲، ص۴۱، طبع مکتبة العلوم والحکم، موصل۔

[۲] بخاری، ج۱، ص۱۶ واللفظ له ومسلم، ج۲، ص۱۴۴، الدارمی، ج۱، ص۷۳، ج۲، ص۲۹۷۔

[۳] بخاری، ج۱، ص۴۷۹ واللفظ له ومسلم، ج۲، ص۳۰۷۔ مشکوٰة، ج۲، ص۴۱۷۔

فذلك مثل من فقه في دين الله.[1]

(یہ مثال اس شخص کی ہے جو دین کی فہم حاصل کرے۔)

نفعه بما بعثني الله به فعلم وعلم.[2]

(اللہ تعالیٰ نے مجھے جو علم اور ہدایت دے کر بھیجا ہے وہ اس کو نفع دے پس وہ علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔)

خير الناس اقرؤهم للقرآن وافقههم في دين الله - الحديث - رواه احمد والطبراني في الكبير عن درة بنت ابي لهب.[3]

(لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو قرآنِ مجید زیادہ پڑھنے والا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو زیادہ سمجھنے والا ہے۔ **اس حدیث کو طبرانی اور احمد نے حضرت درہ بنت ابی لہب سے روایت کیا۔**)

---

[1] بخاری، رقم الحدیث: ۷۹، ج ۱، ص ۲۷۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۲۸۲، ج ۴، ص ۱۷۸۷۔ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۴، ج ۱، ص ۱۷۷۔ مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۹۵۷۳، ج ۳۲، ص ۳۴۳، طبع مؤسسة الرسالة بیروت۔ مسند ابویعلی، رقم الحدیث: ۷۳۱۱، ج ۱۳، ص ۲۳۹، دار المامون للتراث، دمشق۔

[2] صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۷۹، ج ۱، ص ۲۷، مطبوعة دار طوق النجاة، بیروت۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۶۰۹۳ ج ۷، ص ۶۳، مطبوعة دار الجیل بیروت۔ مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: ۷۳۱۱، ج ۱۳، ص ۲۳۹، مطبوعة دار المامون للتراث، دمشق۔ مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۹۵۷۳، ج ۳۲، ص ۳۴۳، مطبوعة موسسة الرسالة، بیروت۔ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث: ۴، ج ۱، ص ۱۷۷۔

[3] حدیث صحیح جامع صغیر، ج ۲، ص ۹۔ مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۷۴۳۴، ج ۴۵، ص ۴۲۱، مطبوعة موسسة الرسالة، بیروت۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ (المتوفّٰی ۲۳ھ) فرماتے ہیں:

تفقهوا قبل ان تسوّدوا قال ابوعبدالله (البخاری) وبعد ان تسوّدوا.[1]

(منصب کے حصول سے پہلے فقہ حاصل کرو اور امام بخاری نے فرمایا کہ منصب کے حاصل ہونے کے بعد بھی۔)

اگر درخانہ کس است یک حرف بس است



[1] بخاری، ج۱، ص۲۵، مطبوعة دار طوق النجاة، بیروت۔ سنن دارمی: ج۱، ص۴۶، مطبوعة دارالکتاب العربی، بیروت۔ مصنف ابن ابی شیبة، ج۱۳، ص۲۳۶، رقم الحدیث: ۲۶۶۴۰، مطبوعة دارالقبلة۔ شعب الایمان، رقم الحدیث: ۱۵۴۹، ج۳، ص۲۰۶، مطبوعة مکتبة الرشد للنشر والتوزیع، ریاض۔

مدحِ علماء در شانِ سیّد الاتقیاء

سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وقد قال الامام الاجل سفيان الثوری لامامنا رضی الله تعالى عنهما انه ليكشف لك من العلم من شیء كلنا عنه غافلون۔[1]

حضرت امام سفیان ثوری نے فرمایا کہ ابو حنیفہ ایسی معلومات بہم پہنچاتے ہیں کہ ہم سب کے سب اُن سے غافل ہیں۔

وقال ايضا ان الذی يخالف ابا حنيفة يحتاج الى ان يكون اعلى منه قدرًا واوفر علما وبعيد ما يوجد ذلك۔[2]

نیز فرمایا کہ ابو حنیفہ کی مخالفت وہی کر سکتا ہے جو قدر و منزلت میں اُن سے بلند تر ہو، اور ایسا شخص ملنا مشکل ہے۔

وقال له ابن شبرمة عجزت النساء ان يلدن مثلك ما عليك فی العلم كلفة۔[3]

ابن شبرمہ نے فرمایا: اے ابو حنیفہ! عورتیں تم جیسے شخص کو جننے سے عاجز ہو گئیں، آپ کے لیے علم میں کسی قسم کا تکلف نہیں۔

---

[1] الخیرات الحسان، ص۱۱۴، طبع ایچ ایم سعید کمپنی۔

[2] الخیرات الحسان، ص۱۶۰، طبع ترکی۔

[3] الخیرات الحسان، فصل ۲۲، ص۱۱۱، مطبع استنبول، ترکیۃ۔

وقال ابو سلیمٰن کان ابوحنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه عجبا من العجب وانما یرغب من کلامه من لم یقو علیه.[1]

ابو سلیمان نے فرمایا: ابو حنیفہ عجائب روز گار میں سے ایک تھے، اُن کے کلام سے وہی شخص اعراض کرے گا جو اس کو سمجھ نہ سکے۔

وعن علی بن عاصم قال لووزن عقل ابی حنیفة بعقل نصف اهل الارض لرجح بهم.[2]

علی بن عاصم سے منقول ہے کہ اگر روئے زمین کے آدھے انسانوں کے ساتھ ابو حنیفہ کی عقل کو تولا جائے تو ابو حنیفہ کی عقل وزنی نکلے گی۔

وقال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنه ماقامت النساء عن رجل اعقل من ابی حنیفة.[3]

امام شافعی نے فرمایا: عورتوں نے ابو حنیفہ جیسا کوئی اور نہ جنا۔

وقال بکر بن حبیش لو جمع عقله وعقل اهل زمنه لرجح عقله علی عقولهم.[4] **الکل من الخیرات الحسان.**

بکر بن حبیش نے فرمایا: اگر ابو حنیفہ اور ان کے تمام معاصرین کی عقلوں کا موازنہ کیا جائے تو ابو حنیفہ کی عقل وزنی نکلے گی۔ یہ سب 'خیرات الحسان' سے منقول ہے۔

---

[1] الخیرات الحسان، ص۱۰۹، طبع ایچ ایم سعید کمپنی۔
[2] الخیرات الحسان، ص۱۰۲، طبع ترکی۔
[3] الخیرات الحسان، ص۱۰۳، طبع ترکی۔
[4] الخیرات الحسان، ص۱۰۳، طبع ترکی۔

وعن محمد بن رافع عن يحيى بن آدم قال ما كان شريك و داؤد الا اصغر غلمان ابي حنيفة وليتهم كانوا يفقهون ما يقول.[1]

محمد بن رافع یحییٰ بن آدم سے روایت کرتے ہیں کہ شریک اور ابو اؤد تو ابو حنیفہ کے سامنے طفلِ مکتب تھے، کاش! وہ ابو حنیفہ کی بات کو سمجھ سکتے۔

وعن سهل بن مزاحم وكان من ائمة مرو انما خالفه لانه لم يفهم قوله هذا ان عن مناقب الامام الكردري.[2]

سہل بن مزاحم سے منقول ہے (یہ مَروَ کے امام تھے) کہ جس نے بھی ابو حنیفہ کی مخالفت کی اس کا سبب یہ تھا کہ وہ ابو حنیفہ کی بات کو نہ سمجھ سکا (مناقب کردری)۔

وفي ميزان الشريعة الكبرىٰ لسيدى العارف الامام الشعراني سمعت سيدى عليا الخواص رضى الله تعالىٰ عنه يقول مدارك الامام ابي حنيفة دقيقة لايكاد يطلع عليها الا اهل الكشف من اكابر الاولياء.[3]

امام شعرانی نے "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں کہا کہ میں نے سیّدی علی خواص کو فرماتے سنا کہ ابو حنیفہ کے علوم انتہائی دقیق ہیں ان کو صرف بلند مرتبہ اہلِ کشف اولیا ہی سمجھ سکتے ہیں۔[4]

---

[1] مناقب امام اعظم للامام کردری، ج۱، ص۹۸، طبع مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ۔
[2] مناقب امام اعظم للامام کردری، ج۱، ص۱۰۸، طبع مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ۔
[3] المیزان الکبریٰ قبیل فصول فی بعض الاجوبۃ عن الامام، ج۱، ص۶۳، البابی، مصر۔
[4] فتاوٰی رضویہ، ج۱، ص ۱۲۲ تا ۱۲۴، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روی الامام ابوجعفر الشیراماذی عن شقیق البلخی انه کان یقول کان الامام ابوحنیفة من اورع الناس واعلم الناس واعبد الناس واکرم الناس واکثرهم احتیاطا فی الدین وابعدهم عن القول بالرای فی دین الله عزوجل وکان لا یضع مسئلة فی العلم حتی یجمع اصحابه علیها ویعقد علیها مجلسا فاذا اتفق اصحابه کلهم علی موافقتها للشریعة قال لابی یوسف اوغیره ضعها فی الباب الفلانی۔[1]

(امام ابو جعفر شیر اماذی امام شقیق بلخی سے روایت کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پرہیز گار، عبادت گزار مکرم، محتاط اور دین میں بالرای فتویٰ دینے سے دور تھے اور کسی اہم مسئلے پر جب اپنے اصحاب کی رائے معلوم کرتے اور اس بارے میں مجلس منعقد کرتے پس جب ان کے تمام اصحاب کی رائے شریعت کے موافق ہوتی تو امام ابو یوسف یا ان کے علاوہ دیگر تلامذہ میں سے کسی کو فرماتے اس کو فلاں باب میں رکھ دو۔)

عارفِ صمدانی سیّدی امام شعرانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِیْ فرماتے ہیں:

وروی ایضا بسندہٖ الی ابراهیم بن عکرمة المخزومی رحمه الله تعالی انه کان یقول ما رایت فی عصری کله عالما اورع ولا ازهد ولا اعبد ولا اعلم من الامام ابی حنیفة رضی الله عنه وروی الشیراماذی ایضا عن عبدالله بن المبارک قال دخلت الکوفة فسألت علماءها

[1] ردالمحتار مع در مختار، ج۱، ص۱۵۳، طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

وقلت من اعلم الناس فی بلاد کم ھذہ فقالوا کلھم الامام ابوحنیفة فقلت لھم من اورع الناس فقالوا کلھم الامام ابوحنیفة فقلت لھم من ازھد الناس فقالوا کلھم الامام ابوحنیفة فقلت لھم من اعبد الناس واکثرھم اشتغالا للعلم فقالوا کلھم الامام ابوحنیفة فما سالتھم عن خلق من الاخلاق الحسنة الا وقالوا کلھم لا نعلم احدا تخلق بذلك غیر الامام ابی حنیفة۔[1]

(امام ابراہیم بن عکرمہ مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے تھے میں نے اپنے زمانے میں کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ متقی، زاہد، عبادت گزار، اہلِ علم ہو۔ امام ابو جعفر شیر اماذی امام عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا جب میں کوفہ گیا تو وہاں کے علما سے پوچھا تمہارے علاقوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو سب نے جواب دیا امام ابو حنیفہ، میں نے پھر پوچھا سب سے زیادہ متقی کون ہے؟ تو سب نے جواب دیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، میں نے پھر سوال کیا سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ تو سب نے جواب دیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، میں نے پھر سوال کیا سب سے بڑا عبادت گزار اور سب سے زیادہ علم میں مشغول شخص کون ہے؟ تو سب نے جواب دیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پھر میں نے مخلوق میں اخلاقِ حسنہ سے ہر چیز کے بارے میں سوال کیا تو سب نے یہی جواب دیا کہ ہم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی ایک شخص کے بارے میں بھی نہیں جانتے وہ اس صفت سے متّصف ہے۔)

---

[1] میزان الشریعة الکبرٰی، ج۱، ص۶۷، مطبوعه مصطفی البابی مصر۔

امام ابنِ عیینہ نے فرمایا:

ما مقلت عینی مثل ابی حنیفة۔[1]

(میری آنکھ نے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا نہیں دیکھا۔)

نیز فرماتے تھے:

العلماء ابن عباس فی زمانه والشعبی فی زمانه وابو حنیفة فی زمانه۔[2]

(حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ امام شعبی رضی اللہ عنہ، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔)

یزید بن ہارون (متوفّٰی ۲۰۶ھ) (ممدوح ابنِ مدینی) نے فرمایا:

کان ابوحنیفة تقیا نقیا زاهدا عالما صدوق اللسان احفظ اهل زمانه سمعت کل من ادرکته من اهل زمانه یقول انه ما رای افقه منه۔[3]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تقی و نقی زاہد، عالم، سچے اور اپنے زمانے میں سب سے بڑے حافظ تھے۔ میں نے ان کے ہم زمان لوگوں کو کہتے سنا کہ ہم نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا۔)

---

[1] مناقب امام للذہبی، ص۱۹، طبع قدیم و ص۳۰ طبع جدید حیدر آباد دکن۔

[2] تاریخ دمشق لابن عساکر، رقم الحدیث: ۲۵۴۸۵، ج۲۵، ص۳۵۳۔

[3] مناقب صیمری، ص۱۰۱، طبع قدیم و ص۴۸، طبع جدید، عالم الکتب، بیروت۔

نیز انہوں نے لکھا:

لم ار اعقل ولا افضل ولا اورع من ابی حنیفة. [1]

(میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑا عقل مند، افضل اور متقی نہیں دیکھا۔)

ابو مسلم مستملی نے شیخ الاسلام یزید بن ہارون سے سوال کیا:

یا ابا خالد ماتقول فی ابی حنیفة والنظر فی کتبه فرمایا: انظروا فیها ان کنتم تریدون ان تفقهوا. [2]

(اے ابو خالد! آپ امام ابو حنیفہ اور ان کی کتب کے مطالعہ کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اگر تم علمِ فقہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان کی کتب کا مطالعہ کرو۔)

نیز یزید بن ہارون نے بوقتِ درسِ حدیث طلبا سے فرمایا:

همتکم السماع والجمع لو کان همتکم العلم لطلبتم تفسیر الحدیث ومعانیه ونظرتم فی کتب ابی حنیفة واقواله فیفسر لکم الحدیث. [3]

(تم لوگوں کا مقصد صرف حدیث کا سماع اور جمع کرنا ہے۔ اگر تمہارا مقصود علم حاصل کرنا ہوتا تو تم حدیث کی تفسیر اور اس کے معانی بھی طلب کرتے اور تم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور ان کے اقوال کو دیکھتے تو تمہارے سامنے حدیث کی تفسیر ظاہر ہو جاتی)۔

---

[1] مناقب امام للذهبی، ص۲۶، طبع قدیم و ص۴۲، طبع جدید، حیدر آباد دکن۔

[2] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج۱۳، ص۳۴۲، مطبوعة دار الکتب العلمیة، بیروت۔

[3] مناقب صدر الائمة، ج۲، ص۴۸، طبع حیدر آباد دکن۔

حافظ عبد اللہ بن داؤد خریبی فرماتے ہیں:

من اراد ان یخرج من ذل العمی والجهل ویجد لذة الفقه فلینظر فی کتب ابی حنیفة.[1]

(جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ اندھے پن اور جہالت کی ذلّت سے چھٹکارہ حاصل کرے اور فقہ کی چاشنی حاصل کرے تو اسے چاہیے کہ وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب کا مطالعہ کرے۔)

محمد بن احمد شروطی نے امام طحاوی سے پوچھا:

لم خالفت خالك (المزنی) واخترت مذهب ابی حنیفة؟ فرمایا: لانی کنت اری خالی یدیم النظر فی کتب ابی حنیفة فلذلك انتقلت الیه.[2]

(آپ نے اپنے ماموں کی مخالفت کر کے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب کیوں اختیار کیا؟ امام طحاوی نے فرمایا: اس وجہ سے کہ میں نے دیکھا کہ میرے ماموں ہمیشہ امام ابو حنیفہ کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اس لیے میں نے بھی امام اعظم کا مذہب اختیار کر لیا۔)

---

[1] اخبار ابی حنیفة للصمیری، ص۸۵، طبع عالم الکتب، بیروت۔

[2] الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة، ج۱، ص۱۳۷۔ مسالك الابصار فی ممالك الامصار، ج۵، ص۲۹۷۔ مرآة الجنان و عبرة الیقظان فی معرفة حوادث الزمان للیافعی، ج۲، ص۲۸۱، طبع دار الکتب الاسلامی، قاهرة، مصر۔

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں:

النعمان بن ثابت الکوفی ابو حنیفة الامام فقیه مشهور.[1]

(ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی مشہور امام اور نامور فقیہ تھے۔) ترمذی اور نسائی میں آپ کی روایت موجود ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روی انه کان یحیی نصف اللیل فمر یوما فی طریق فاشار الیه انسان وهو یمشی فقال لاخر هذا هو الذی یحیی کل اللیل فلم یزل بعد ذلك یحیی اللیل کله وقال انا استحیی من الله سبحانه ان اوصف بما لیس فی من عبادته.[2]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات مروی ہے کہ آپ نصف شب تک عبادت میں مصروف رہتے ایک دن آپ کسی مقام پر جا رہے تھے راستے میں ایک شخص دوسرے سے کہنے لگا یہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جو ساری رات عبادت میں گزارتے ہیں اس دن کے بعد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ساری رات عبادتِ الٰہی میں گزارتے اور فرماتے: مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ لوگ میرے بارے میں یہ گمان کریں کہ بڑا عبادت گزار ہے اور میں عبادت نہ کروں۔)

---

[1] تقریب التھذیب، ج۲، ص۲۲۴، مطبوعۃ دار الفکر، بیروت۔

[2] احیاء علوم الدین، ج۱، ص۲۸، طبع دار المعرفة، بیروت۔ الاکمال لصاحب المشکوٰۃ، ص۶۲۵، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

وقال شريك النخعي كان ابوحنيفة طويل الصمت دائم الفكر قليل المحادثة للناس فهذا من اوضح الآمارات على العلم الباطنى والاشتغال بمهمات الدين فمن اوتى الصمت والزهد فقد اوتى العلم كله.[1] انتهى كلام الامام الغزالى.

(اور شریک نخعی نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خاموش طبع، دائم الفکر قلیل الحادثہ تھے ان تمام نشانیوں سے ان کا باطنی علم اور دین کے امور کے ساتھ مشغولیت واضح ہو جاتی ہے۔ جس شخص کو چپ رہنے کی عادت اور زہد دیا گیا تو گویا کہ اسے تمام علوم عطا کر دیے گئے۔ امام غزالی کا کلام ختم ہوا۔)

علامہ ولی الدین خطیب صاحبِ مشکوٰۃ، اکمال میں فرماتے ہیں:

ولو ذهبنا الى شرح مناقبه وفضائله لاطلنا الخطب ولم نصل الى الغرض فانه كان عالما عاملا ورعا زاهدا عابدا اما ما فى علوم الشريعة والغرض بايراد ذكره فى هذا الكتاب وان لم نرد عنه حديثا فى المشكوٰة للتبرك به لعلو مرتبته ووفور علمه.[2]

(اگرچہ ہم نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے اور ہمارا کلام طویل ہو گیا، مگر کماحقہ ان کے فضائل بیان نہیں ہو سکے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ عالم، عامل متقی، عابد و زاہد، علوم شریعت کے امام تھے۔ ہم نے مشکوٰۃ میں امام

[1] احياء علوم الدين، ج۱، ص۲۸، طبع دار المعرفة، بيروت۔ الاكمال لصاحب المشكوٰة ص۶۲۵، طبع قديمى كتب خانه، كراچی۔
[2] الاكمال لصاحب المشكوٰة، ص۶۲۵، طبع قديمى كتب خانه، كراچی۔

ابو حنیفہ سے مروی کوئی حدیث وارد نہیں کی اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب ذکر کرنے کا مقصد آپ کا عظیم الشان اور عالی مرتبت ہونا، نیز حصولِ برکت ہے۔)

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

وبهذا (اى بالاولية) فاق (الامام) على اقرانه من المحدثين وغيرهم.[1]

(اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مقدم ہونے کی وجہ سے اپنے ہم عصر تمام محدثین وغیرہم پر فوقیت رکھتے تھے۔)

کیا مذہبِ حنفی صرف قیاس پہ موقوف ہے اور تارکِ حدیث ہے، نہیں اور ہرگز نہیں۔ اس کے لیے متعدد کتابوں سے صرف "میزان" ہی دیکھ لیجیے خصوصاً، ج۱، ص۵۳ تا ۷۰۔ فقیر صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہے:

وكان ابو مطيع يقول كنت يوما عند الامام ابى حنيفة فى جامع الكوفة فدخل عليه سفيان الثورى ومقاتل بن حيان وحماد بن سلمة وجعفر الصادق وغيرهم من الفقهاء فكلموا الامام ابا حنيفة وقالوا قد بلغنا انك تكثر من القياس فى الدين وانا نخاف عليك منه فان اول من قاس ابليس فناظرهم الامام من بكرة نهار الجمعة الى الزوال وعرض عليهم مذهبه وقال انى اقدم العمل بالكتاب ثم بالسنة ثم باقضية الصحابة مقدما ما اتفقوا عليه على ما اختلفوا فيه

[1] مرقات، ج۱، ص۷۶، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان۔

وحینئذ اقیس فقاموا کلهم وقبلوا یده ورکبته وقالوا له انت سید العلماء فاعف عنا فیما مضی منا من وقیعتنا فیك بغیر علم فقال غفرالله لنا ولکم اجمعین۔[1] وقد نقل قوله بنحوه فی مناقب الامام للصمیری۔

(شیخ ابو مطیع فرماتے تھے ایک دن میں کوفے کی جامع مسجد میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام سفیان ثوری، مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق وغیرہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے اور امام ابو حنیفہ سے مخاطب ہوئے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ دین میں قیاس وغیرہ کا زیادہ استعمال کرتے ہیں اور ہم اس بات پر خوف کرتے ہیں، کیوں کہ سب سے پہلے ابلیس لعین نے قیاس کیا تھا تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن صبح سے لے کر زوال تک ان کو جوابات دیے اور اپنا مذہب بیان کیا کہ سب سے پہلے قرآن، پھر سنّت، پھر صحابۂ کرام کے فیصلوں سے مسئلہ اخذ کرتا ہوں جب ان میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو تب میں قیاس کرتا ہوں تو سب ائمہ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ہاتھوں اور گھٹنوں کو بوسہ دیا اور سب نے کہا آپ سید العلما ہیں۔ ہم نے بغیر علم کے آپ کے بارے میں جو گمان کیا اس کو معاف فرمایئے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ یہ بات بعینہٖ امام صمیری نے اخبار ابی حنیفہ میں تحریر کی۔)

---

[1] کتاب المیزان للشعرانی، ج۱، ص۵۶، طبع مصر۔ الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة، ص۴۰۔

سُفیان ثوری کی شہادت

امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

یاخذ (الامام الاعظم) بما صح عنده من الاحادیث التی کان یحملها الثقات وبالآخر من فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم.[1]

(امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی شرائط کے مطابق صحیح احادیث میں سے اخذ کرتے ہیں جو ثقہ راویوں سے مروی ہوتی ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو ترجیح دیتے ہیں۔)

اس مغالطے کی وجہ یہ ہے کہ دلیلِ نقلی کے متعین ہونے کے بعد صرف ترجیح کے لیے دلیلِ عقلی پیش کرنا، جس کی حجیت قرآن و احادیث سے ثابت ہے کمامر منہ۔

کیا فرقہ حنفیہ مرجیہ ہے؟ نہیں، کتاب مستدل بہا اُس مصنّف کی نہیں یا مدسوس ہے علی اختلاف القولین کما قال ابن حجر والفرهاروی والشیخ المحقق وله اجوبة اخریٰ۔

---

[1] الانتقاء فی فضائل الثلاثة، ج۱، ص۱۴۲، طبع دار الکتب العلمیة، بیروت۔

زہد و تقویٰ و مجاہدہ حضرت امام ابو حنیفہ

حضرت علامہ علی قاری اپنے استاذِ مکرم حافظ ابنِ حجر مکی شارحِ مشکوٰۃ سے ناقل:

وکان یزید بن ھبیرۃ والیًا علی العراق لبنی امیۃ فکلمہ فی ان یلی لہ قضاء الکوفۃ فابی علیہ فضر بہ مائۃ سوط فی کل یوم عشرۃ اسواط وھو مصمم علی الامتناع فلما رأی ذلک منہ خلی سبیلہ ...... واستدعاہ المنصور ابوجعفر امیر المؤمنین من الکوفۃ الی بغداد لیولیہ القضاء فابی فحلف علیہ لیفعلن فحلف ابوحنیفۃ انہ لا یفعل وتکرر ھذا منھما فقال الربیع الحاجب الا تری امیر المؤمنین یحلف قال ابوحنیفۃ امیر المؤمنین علی کفارۃ ایمانہ اقدر منی علی کفارۃ ایمانی فامر بہ الی السجن فی الوقت وفی روایۃ دعاہ ابوجعفر الی القضاء فابی فحبسہ ثم دعا بہ فقال اترغب عما نحن فیہ فقال اصلح اللہ امیر المؤمنین لا اصلح للقضاء فقال لہ کذبت ثم عرض علیہ فقال ابوحنیفۃ قد حکم علیّ امیر المؤمنین انی لا اصلح للقضاء لانہ نسبنی الی الکذب فان کنت کاذبا فلا اصلح وان کنت صادقا فقد اخبرت انی لا اصلح فردہ الی السجن فقال الربیع ابن یونس رایت المنصور یجادلہ

فی امر القضاء وھو یقول اتق اللہ ولا تشرك فی امانتك الا من یخاف اللہ واللہ ما انا مامون الرضا فکیف اکون مامون الغضب فلا اصلح لذلك فقال لہ کذبت انت تصلح فقال قد حکمت علی نفسك کیف یحل لك ان تولی قاضیا علی امانتك وھو کذاب.

(اور جب یزید بن ہبیرہ بنی امیہ کے دورِ حکومت میں عراق کا حکم ران تھا، اس نے امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کو کوفے کا قاضی بننے پر اصرار کیا، تو آپ نے انکار فرمایا۔ اس پر اس نے ہر روز دس کوڑوں کے حساب سے ایک سو دس کوڑے لگوائے، مگر آپ اپنے ارادے میں ڈٹے رہے؛ جب اس نے اس قدر انکار دیکھا تو رہائی دی۔ اور اسی طرح خلیفہ منصور نے آپ کو کوفے سے بغداد بلوایا اور عہدۂ قضا کی پیش کش کی مگر آپ نے انکار فرمایا۔ خلیفہ نے قسم کھائی کہ آپ کو عہدہ ضرور قبول کرنا پڑے گا؛ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی قسم کھائی کہ قبول نہیں کروں گا اور منصور قسم دہراتا رہا، امامِ اعظم رضی اللہ عنہ بھی قسم دہراتے رہے۔ شاہی دربان ربیع نے کہا کیا آپ نہیں دیکھتے کہ امیر المؤمنین قسم کھا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کو قسم کا کفّارہ دینا آسان ہے اور وہ میرے اعتبار سے اس پر زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔ خلیفہ نے آپ کو قید کروا دیا کچھ دنوں بعد آپ کو بلوایا اور دوبارہ عہدۂ قضا سنبھالنے کا کہا، مگر آپ نے انکار فرمایا۔ خلیفہ نے دوبارہ قید کروا دیا، پھر بلوایا اور پوچھا آپ اس کام سے نفرت کرتے ہیں جس کو ہم کرتے ہیں؟ امامِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی اصلاح فرمائے! میں قاضی بننے کی صلاحیت

نہیں رکھتا۔ خلیفہ نے کہا آپ غلط کہتے ہیں آپ ضرور اس عہدے کے لائق ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا آپ نے تو خود فیصلہ فرمایا۔ اگر میں سچا ہوں تو اپنی حالت کی خود خبر دے رہا ہوں کہ میں اس قابل نہیں اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ایک جھوٹے شخص کو قاضی بنائیں، اس پر خلیفہ نے دوبارہ قید کروا دیا۔ ربیع بن یونس نے کہا کہ میں نے منصور کو عہدۂ قضا کے لیے جھگڑا کرتے دیکھا اور امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین خدا سے ڈرو اور اس کی امانت میں ایسے شخص کو شریک نہ کرو جو خدا سے نہ ڈرتا۔ ہو اللہ کی قسم میں خوشی کی حالت میں بھی مامون نہیں ہوں تو کیسے غضب کی حالت میں مامون رہوں گا، میں اس کام کے لائق نہیں۔ خلیفہ نے کہا آپ غلط کہتے ہیں، آپ اس کام کے لائق ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے خود ہی فیصلہ کر دیا کہ میں غلط بات کہتا ہوں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے آپ جھوٹے آدمی کو قاضی بنائیں۔)

وقال ابن المبارك للثوری ما ابعد ابا حنيفة عن الغيبة ما سمعته يغتاب عدواله قط قال والله انه اعقل من ان يسلط على حسناته ما يذهب بها.

(حضرت عبد اللہ بن مبارک نے ایک مرتبہ سفیان ثوری سے کہا کہ ابو حنیفہ غیبت کرنے سے اس قدر متنفر ہیں کہ میں نے کبھی دشمن کی غیبت کرتے نہیں سنا۔ اس پر سفیان نے فرمایا کہ اللہ کی قسم وہ اس بات میں زیادہ عقل مند ہیں کہ اپنی نیکیوں پر کسی کو قبضہ کرنے دیں کہ وہ لے جائے۔)

وقال اسمعیل حفیدہ کان عندنا رافضی له بغلان سمی احدهما ابابکر والآخر عمر فرمحه احدهما فقتله فقیل لجدی فقال ما قتله الا المسمی بعمر فکان کذلك قلت لانه مظهر الجلال وابوبکر مظهر الجمال.

(امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت اسماعیل نے فرمایا کہ ہمارے پڑوس میں ایک رافضی رہتا تھا اس کے پاس دو خچر تھے اس (خبیث) نے ایک کا نام ابو بکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا ہوا تھا(نعوذ بالله من ذالك)؛ ان میں سے ایک خچر نے اس رافضی کو لات ماری جس سے وہ مر گیا، میرے جدِّ امجد (امام اعظم) سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا اس کو اس خچر نے ہی مارا ہو گا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا، تو ایسا ہی ہوا تھا، میں کہتا ہوں اس وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جلال غالب ہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر جمال۔)

ومن کراماته ان ابا یوسف هرب صغیرا الیه من امه لیتمه وفقره فجاءت امه للامام وقالت له انت الذی افسدت ولدی فاعطاه لها ثم هرب الیه وتکرر منه ذلك فقال له الامام وهو علی تلك الحالة الضیقة کیف بك وانت تاکل الفالوذج فی صحن الفیروزج فلما توفی ووصل ابوسف عندالرشید ما وصل دعاه الرشید یوما واخرج له فالوذجا کذلك فضحك ابویوسف فعجب منه الرشید فساله فقال رحم الله اباحنیفة وقص علیه القصة اه.

(اور آپ کی کرامات میں سے یہ بھی ہے کہ امام ابویوسف رضی اللہ عنہ کم عمری میں ماں سے بھاگ کر آپ کی مجلسِ علم میں بیٹھ جاتے تھے، اس وقت آپ

پر فقر اور یتیمی کا دور تھا آپ کی والدہ امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں: آپ نے میرے بیٹے کو خراب کر دیا، یہ کہیں کام پر نہیں جاتا اور بھاگ کر آپ کے پاس آجاتا ہے۔ امام اعظم نے فرمایا: اس کو یہیں رہنے دو، یہ علم پڑھے گا اور عنقریب صحن فیروزج میں فالودہ کھائے گا۔ امام اعظم کے وصال کے بعد امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ خلیفہ رشید کے پاس صحنِ فیروزج میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خلیفہ نے امام ابو یوسف کے لیے فالودہ منگوایا جس پر امام ابو یوسف مسکرائے، خلیفہ نے تعجب کیا اور اس کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمارے امام ابو حنیفہ پر رحم فرمائے اور مکمل قصہ بیان کیا۔)

وکان خزازًا یبیع الخز..... ومات اخو سفیان الثوری فاجتمع الیہ الناس لعزائہ فجاء ابو حنیفۃ فقام الیہ سفیان واکرمہ واقعدہ فی مکانہ وقعد بین یدیہ ولما تفرق الناس قال اصحاب سفیان رائیناك فعلت شیئا عجیبا قال ھذا رجل من العلم بمکان فان لم اقم لعلمہ قمت لسنہ وان لم اقم لسنہ قمت لفقھہ وان لم اقم لفقھہ قمت لورعہ ...... (ثم ذکر فقھہ بعدۃ نقول).

(امام اعظم رضی اللہ عنہ ریشمی کپڑوں کا کاروبار کرتے تھے اور جب حضرت سفیان ثوری کے بھائی کا انتقال ہوا، سفیان ثوری کے پاس لوگ تعزیت کے لیے جمع ہوئے، امام اعظم رضی اللہ عنہ بھی تعزیت کے لیے تشریف لائے، تو حضرت سفیان آپ کے احترام میں کھڑے ہوگئے اور عزت سے پیش آئے اور ایک مخصوص

جگہ آپ کو بٹھایا اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ جب لوگ چلے گئے، تو امام سفیان کے شاگردوں نے عرض کیا: ہم نے آپ کو عجیب کام کرتے دیکھا۔ سفیان ثوری نے فرمایا: ان (امام اعظم) کا علم میں ایک مقام ہے؛ اگر میں نے ان کے علم کی وجہ سے قیام نہیں کیا، تو ان کے سن کے لحاظ سے، ورنہ ان کے تفقہ فی الدین کے لحاظ سے، ورنہ ان کے تقویٰ کے لحاظ سے قیام کیا۔ پھر آپ کے فقہ کے متعلق چند باتیں ذکر کیں۔)

وقال جعفر ابن الربيع اقمت على ابى حنيفة خمس سنين فما رايت اطول صمتا منه وقال ابن عيينة ما قدم مكة فى وقتنا رجل اكثر صلوة منه قال يحيى ابن ايوب الزاهد كان ابوحنيفة لا ينام فى الليل وقال ابو عاصم كان يسمى الوتد لكثرة صلاته.

(حضرت جعفر بن ربیع نے فرمایا: میں حضرت امام اعظم کی خدمت میں پانچ سال رہا؛ میں نے آپ سے زیادہ خاموش طبع آدمی نہ دیکھا۔ ابنِ عیینہ نے فرمایا: ہمارے دور میں امام اعظم سے بڑھ کر نوافل ادا کرنے والا کوئی شخص ایسا نہیں جو مکّے شریف حاضر ہوا ہو۔ عیسٰی بن ایوب نے کہا: امام ابو حنیفہ رات میں آرام نہیں فرمایا کرتے تھے۔ ابو عاصم نے کہا: نوافل کی کثرت کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کا نام وتد پڑ گیا۔)

وقال زفر كان يحيى الليل كله بركعة يقرأ فيها القرآن وقال اسد بن عمرو صلى ابوحنيفة صلوة الفجر بوضوء العشاء اربعين سنة وكان

عامة الليل يقرأ القرآن في ركعة وكان يسمع بكاؤه حتى يرحم عليه جيرانه وحفظ عليه انه ختم القرآن في الموضع الذي توفي فيه سبعة آلاف ختمة.

(امام زفر نے فرمایا: امام ابو حنیفہ ساری رات قیام فرماتے اور ایک، ایک رکعت میں ایک قرآن شریف ختم فرماتے۔ اسد بن عمرو نے کہا: امام ابو حنیفہ نے چالیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی؛ عموماً رات کو ایک رکعت میں ختم قرآن فرماتے؛ آپ رات کو خوفِ الٰہی سے اس قدر روتے کہ ہم سایوں کو آپ پر رحم آتا اور جس جگہ آپ نے وصال فرمایا وہاں آپ نے سات ہزار مرتبہ ختمِ قرآن شریف فرمایا۔)

ولما غسله الحسين بن عمارة قال له غفر الله لك لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينك في الليل منذ اربعين سنة ولقد اتعبت من بعدك.

(حسین بن عمارہ نے جب آپ کو غسل دیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے! تیس سال سے آپ نے افطار نہ فرمایا اور چالیس سال تک آپ نے پہلو میں تکیہ نہ رکھا یعنی آرام نہ فرمایا اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا۔)

وقال ابن المبارك انه صلى الخمس بوضوء واحد خمس واربعين سنة وكان يجمع القرآن في ركعتين.

(امام عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے پینتالیس (۴۵) سال تک ایک وضو سے پانچ وقت نماز ادا کی اور دو رکعت میں ختمِ قرآن مجید فرمایا۔)

وقال ابو زائدة صليت فی مسجده العشاء وخرج الناس ولم يعلم انّی فی المسجد فاردت ان اسأله مسئلة فقام وافتتح الصلٰوة فقرأ حتی بلغ هذه الآية "فمن الله علينا ووقانا عذاب السموم" فلم يزل يرددها حتی اذن المؤذن للصبح وانا انتظره.

(ابوزائدہ نے کہا: میں نے آپ کی مسجد میں عشا کی نماز پڑھی؛ تمام لوگ مسجد سے نکل گئے اور آپ کو علم نہ تھا کہ میں مسجد میں موجود ہوں؛ میں نے چاہا آپ سے مسئلہ پوچھوں۔ اتنی دیر میں آپ کھڑے ہوئے اور نماز شروع فرمادی اور قراءت فرماتے رہے، یہاں تک کہ اس آیت "فمن الله علينا ووقانا عذاب السموم" پر پہنچے تو اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مؤذّن نے فجر کی اذان شروع کی اور میں آپ کے انتظار میں تھا۔)

وقال القاسم بن معن قام ابوحنيفة ليلة بهذه الآية "بل الساعة موعدهم والساعة ادهی وامر" يرددها ويبكی ويتضرع.

(قاسم بن معن نے کہا: ایک رات امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیام فرمایا اور ساری رات نماز میں آیت "بل الساعة موعدهم والساعة ادهی" دہراتے رہے اور روتے رہے اور گڑگڑاتے رہے۔)

وقال وكيع كان ابوحنيفة قد جعل علی نفسه ان لا يحلف بالله فی عرض كلامه الا تصدق بدرهم فحلف فتصدق به ثم جعل ان حلف ان يتصدق بدينار فكان اذا حلف صادقا فی عرض كلامه تصدق بدينار.[1]

---

[1] مرقات، ج۱، ص۷۸، ۷۹، ۸۰، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت۔

(امام وکیع نے کہا: امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس پر لازم کر لیا تھا کہ اگر کلام میں سچی بات پر بھی قسم کھائیں گے تو ایک درہم صدقہ کریں گے۔ ایک مرتبہ قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ کیا، پھر اپنے آپ پر لازم کیا کہ اب اگر قسم کھائی تو ایک دینار صدقہ کروں گا؛ تو جب بھی قسم کھاتے تو ایک دینار صدقہ فرماتے۔)

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مزید فرماتے ہیں:

وما استظل بحائط المديون حين اتاه متقاضيا وتصدق بجميع مال اتى به وكيله اليه لما خلط ثمن ثوب معيب بيع مخفيا قيل وكان المال ثلاثين الفا وترك لحم الغنم لما فقدت شاة فى الكوفة سبع سنين لما قيل انها اكثر ما تعيش فيه۔ [1]

(اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سخت دھوپ میں بھی اپنے مقروض کے گھر کی دیوار کے سائے میں نہ بیٹھتے تھے اور اس وقت تمام مال فقرا میں صدقہ کر دیا جب آپ کے وکیل نے عیب دار کپڑا دکھائے بغیر بیچ دیا اور اس کی رقم دوسرے مال میں ملا دی، اور کہا گیا ہے کہ وہ مال تیس ہزار کا تھا اور اسی طرح آپ نے سات سال تک بکری کا گوشت کھانا ترک کر دیا، جب کوفے کی بکریوں میں ایک چھینی ہوئی بکری مل گئی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے زیادہ وقت تک آپ نے بکری کا گوشت کھانا ترک کر دیا تھا۔)

---

[1] مرقات المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، ج۱، ص۸۱، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت۔

ایک اہم مُغالطے کا اِزالہ

غیر مقلدین عموماً تقریراً تحریراً یہ نشر و اشاعت کرتے رہتے ہیں کہ دیکھو حنفی فلاں حدیث پہ عمل نہیں کرتے اور فلاں پہ نہیں کرتے حالاں کہ یہ نہیں دیکھتے کہ وہ جس دلیل کی وجہ سے عمل نہیں کرتے وہ متروک کی بنسبت اقویٰ ہوتی ہے یا دونوں میں تطبیق دے کر عمل کرتے ہیں۔ بہر حال امام اعظم رضی اللہ عنہ کا کوئی فتویٰ ادلّۂ شرعیہ کے خلاف نہیں ہوتا، تعارض کے وقت تطبیق سے یا اقویٰ پہ عمل کرنے سے کام لیتے ہیں اور اس وجہ سے ترکِ حدیث کا الزام و بہتان صرف انہیں پہ نہیں، بلکہ بہت سے حضرات اس ناجائز زد میں آجائیں گے۔

شیخ الاسلام سیّدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضراتِ عالیہ صحابۂ کرام سے لے کر پچھلے ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تک کوئی مجتہد ایسا نہیں جس نے بعض احادیثِ صحیح کو مؤوّل یا مرجوح یا کسی نہ کسی وجہ سے متروک العمل نہ ٹھہرایا ہو۔ امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حدیثِ عمار رضی اللہ عنہ دربارۂ تیمم جنب پر عمل نہ کیا اور فرمایا: اتق اللہ یا عمار کما فی صحیح مسلم [1] (اے عمار! اللہ سے ڈر جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے)۔ یوں ہی حدیثِ فاطمہ بنتِ قیس دربارۂ عدم النفقہ والسکنی للمبتوتۃ پر اور

[1] صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم، ج۱، ص۱۶۱، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

فرمایا: لانترك كتاب ربّنا ولا سنة نبينا بقول امراة لاندری لعلها حفظت ام نسيت رواه مسلم ایضاً[1]۔

(ہم اپنے رب کی کتاب اور نبی کی سنّت کو ایک ایسی عورت کے قول سے نہیں چھوڑیں گے جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ اس نے یاد رکھایا بھول گئی۔ اس کو بھی مسلم نے روایت کیا۔)

یوں ہی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیثِ مذکورِ تیمم پر اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اولم تر عمر لم يقنع بقول عمار كما فی الصحيحين؛[2] (کیا تم نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہیں کی جیسا کہ صحیحین میں ہے)۔

یوں ہی حضرت امّ المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حدیثِ مذکورِ فاطمہ پر اور فرمایا: ما لفاطمة الا تتقی الله رواه البخاری؛[3] (فاطمہ کو کیا ہے! کیا وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی؟ اس کو بخاری نے روایت کیا)۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة البائن لانفقة لها، ج۱، ص۴۸۵، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[2] صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب اذا خاف الجنب علی نفسه المرض، ج۱، ص۵۰، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم، ج۱، ص۱۶۱، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب قصة فاطمة بنت قيس، ج۲، ص۸۰۲، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

یوں ہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیثِ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: الوضوء مما مست النار؛ (اس چیز کی وجہ سے وضو لازم ہے کہ جس کو آگ نے چھوا) پر اور فرمایا: انتوضاء من الدھن انتوضاء من الحمیم رواہ الترمذی؛[1] (کیا ہم تیل کی وجہ سے وضو کریں گے؟ کیا ہم گرم پانی کی وجہ سے وضو کریں گے؟ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

یوں ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے حدیثِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما انه (صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلّم) لا یستلم ھذان الرکنان؛[2] (وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) ان دو رکنوں کو بوسہ نہیں دیتے) پر اور فرمایا: لیس شیء من البیت مھجورا کما فی البخاری[3] (بیت اللہ شریف میں سے کچھ بھی چھوڑنے کے لائق نہیں جیسا کہ بخاری میں ہے)۔

دیکھو صحابی کا فعل کہ حدیث کے مقابل قیاس کیا۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

یوں ہی جماہیر ائمہ صحابہ و تابعین و من بعدھم نے حدیث الوضوء من لحوم الابل[4] (اونٹوں کا گوشت کھانے کی وجہ سے وضو ہے) پر وھو

---

[1] جامع ترمذی، ابواب الطھارۃ، باب الوضوء مما غیرت النار، ج۱، ص۱۲، طبع امین کمپنی، دھلی۔

[2] صحیح بخاری، کتاب المناسك، باب من لم یستلم الا الرکنین الیمانیین، ج۱، ص۲۱۸، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[3] صحیح بخاری، ج۱، ص۲۱۸، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[4] جامع ترمذی، ج۱، ص۱۲، طبع امین کمپنی، دھلی۔ سنن ابوداؤد، ج۱، ص۲۸، طبع ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی۔ مسند احمد، ج۴، ص۲۸۸، طبع المکتب الاسلامی، بیروت۔

صحیح معروف من حدیث البراء و جابر بن سمرة وغیرھما رضی الله تعالی عنھم؛ (اور یہ حدیث حضرت براء اور جابر بن سمرہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیح و معروف مروی ہے)۔ امام دارالہجرہ عالم مدینہ سیّدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے: العمل اثبت من الاحادیث[1] (عملِ علما حدیثوں سے زیادہ مستحکم ہے)۔ ان کے اتباع نے فرمایا: انه لضعیف ان یقال فی مثل ذلك حدثنی فلان عن فلان[2]۔ ایسی جگہ حدیث سنانا پوچ بات ہے۔ ایک جماعت ائمہ تابعین کو جب دوسروں سے ان کے خلاف حدیثیں پہنچتیں، فرماتے: ما نجھل ھذا ولکن مضی العمل علی غیرہ[3] (ہمیں ان حدیثوں کی خبر ہے، مگر عمل اس کے خلاف پر گزر چکا)۔ امام محمد بن ابی بکر بن جریر سے بارہا اُن کے بھائی کہتے: تم نے فلاں حدیث پر کیوں نہ حکم کیا؟ فرماتے: لم اجد الناس علیه[4] (میں نے علما کو اُس پر عمل کرتے نہ پایا)۔ بخاری و مسلم کے استاذ الاستاذ امام المحدثین عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے: السنة المتقدمة من سنة اھل المدینة خیر من الحدیث[5] (اہل مدینہ کی پرانی سنّت حدیث سے بہتر ہے)۔ نقل ھذہ الاقوال الخمسة الامام ابوعبد الله محمد بن الحاج العبدری

---

[1] المدخل لابن الحاج، ج۱، ص۱۲۲، دار الکتاب العربی، بیروت۔

[2] المدخل لابن الحاج، ج۱، ص۱۲۲، دار الکتاب العربی، بیروت۔

[3] المدخل لابن الحاج، ج۱، ص۱۲۲، دار الکتاب العربی، بیروت۔

[4] المدخل لابن الحاج، ج۱، ص۱۲۲، دار الکتاب العربی، بیروت۔

[5] المدخل لابن الحاج، ج۱، ص۱۲۲، دار الکتاب العربی، بیروت۔

المکی المالکی فی مدخلہ فی فصل فی النعوت المحدثة وفیہ فی فصل فی الصلٰوة علی المیت فی المسجد ما ورد من ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی علی سہیل بن بیضاء فی المسجد فلم یصحبہ العمل والعمل عند مالك رحمہ اللہ تعالیٰ اقوی الخ؛[1] (ان پانچوں اقوال کو امام ابوعبداللہ محمد بن الحاج العبدری مکی مالکی نے اپنی کتاب المدخل کی فصل فی النعوت المحدثة میں نقل فرمایا اور اسی کتاب میں مسجد کے اندر نمازِ جنازہ سے متعلق فصل میں مذکور ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مسجد کے اندر سہیل بن بیضا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی نمازِ جنازہ کے بارے میں جو وارد ہے عمل (علما) اس کی موافقت نہیں کرتا اور امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نزدیک عمل زیادہ مستحکم ہے)۔[2]

نیز امام سیوطی اسی مسئلے کو واضح کرتے ہوئے اور ہر مذہب والے کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دلائل کی روشنی میں اگر کسی حدیث پہ تاویل کر کے عمل نہ کیا جائے اور ترک کیا جائے تو یہ موجبِ طعن نہیں۔

فان کان الذی یجادل بذلك من اهل مذهبنا شافعی المذهب اقول له قد ثبت فی صحیح مسلم انه صلی الله علیه وآله وسلم لم یقرا فی الصلوٰة بسم الله الرحمٰن الرحیم وانت لا تصحح الصلوٰة بدون البسملة وثبت فی الصحیح انه صلی الله علیه وسلم قال انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه فاذا رکع فارکعوا واذا رفع فارفعوا

---

[1] المدخل لابن الحاج، ج۲، ص۲۸۹، طبع دار الکتاب العربی، بیروت۔

[2] الفضل الموهبی، ص۵-۶۔ فتاوٰی رضویہ، ج۲۷، ص۲۶ تا ۷۱، طبع رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد واذا صلى جالساً فصلوا جلوساً اجمعون۔ وانت اذا قال سمع الله لمن حمده تقول سمع الله لمن حمده مثله واذا صلى جالسا بعذر وانت قادر تصلى خلفه قائماً لا جالساً.

وثبت فى الصحيحين فى حديث التيمم انما يكفيك ان تقول بيديك هكذا ثم ضرب بيدہ ضربة واحدة ومسح الشمال على اليمين وظاهر كفيه ووجهه وانت لا تكتفى فى التيمم بضربة واحدة ولا بالمسح الى الكوعين فكيف خالفت الاحاديث التى ثبتت فى الصحيحين اواحدهما فلا بدان كانت عنده رائحة من العلم ان يقول قامت ادلة اخرٰى معارضة لهذہ فقدمت عليها فاقول له وهذا مثله لا يحتج عليه الا بهذه الطريقة فانها ملزمة له ولا مثالہ.

فان كان المجادل مالكى المذهب اقول له قد ثبت فى الصحيحين المتبائعان بالخيار مالم يتفرقا وانت لا تثبت خيار المجلس.

وثبت فى صحيح مسلم انه صلى الله عليه وآلہ وسلم توضأ ولم يمسح كل راسه وانت توجب فى الوضوء مسح كل الراس فكيف خالفت ما ثبت فى الصحيح فيقول قامت ادلة اخرٰى معارضة له فقدمت عليه فاقول هذا مثله وان كان المجادل حنفى المذهب اقول له قد ثبت...... فى الصحيحين لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب وانت تصحح الصلوٰة بدونها...... فكيف خالفت هذه الاحاديث

الصحيحة؟ فيقول قامت ادلة اخرى معارضة لها فقدمت عليها فاقول له وهذا مثله.

وان كان المجادل حنبلى المذهب اقول له قد ثبت فى الصحيحين من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم (صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم) وثبت فيهما لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين وانت تقول بصيام يوم الشك فكيف خالفت ما ثبت فى الصحيحين؟ فيقول قامت ادلة اخرى معارضة له فقدمت عليه فاقول له وهذا مثله هذا اقرب بالقرب به لاذهان الناس اليوم......

ثم امر آخر اخاطب به كل ذى مذهب من مقلدى المذاهب الاربعة وذلك ان مسلما روى فى صحيحه عن ابن عباس رضى الله عنهما ان طلاق الثلاث كان يجعل واحدة فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ابى بكر وصدرا من امارة عمر رضى الله عنهما فاقول لكل طالب علم هل تقول انت بمقتضى هذا الحديث وان من قال لزوجته انت طالق ثلاثا تطلق واحدة فقط. فان قال نعم اعرضت عنه وان قال لا اقول له فكيف تخالف ما ثبت فى صحيح مسلم فان قال لما عارضه اقول له فاجعل هذا مثله والمقصود من سياق هذا كله انه ليس كل حديث فى صحيح مسلم (وغيره) يقال بمقتضاه لوجود المعارض له وان كان المجادل ممن يكتب الحديث ولا فقه عنده يقال له قد قالت الاقدمون المحدث بلا فقه كعطار غير طبيب فالادوية حاصلة فى

دكانه لا يدرى لماذا تصلح والفقيه بلا حديث كطبيب ليس بعطار يعرف ما يصلح له الادوية الا انها ليست عنده۔ انتهى۔[1]

(اگر مجادلہ کرنے والا ہماری طرح شافعی المذہب ہے تو میں ان سے کہتا ہوں صحیح مسلم شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی قراءت نہیں فرمائی حالاں کہ آپ لوگ بسم اللہ کے بغیر نماز درست نہیں سمجھتے اور حدیثِ صحیح سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ تم اس کی اقتدا کرو، اس کی مخالفت نہ کرو پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام رکوع سے کھڑا ہو تو تم بھی کھڑے ہو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لك الحمد کہو جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ جاؤ، حالاں کہ اس کے مخالف تمہارا معاملہ الٹ ہے تم امام کی طرح سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہو، جب امام عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے اور تم میں عذر نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہو نہ کہ بیٹھ کر۔

اور بخاری و مسلم میں حدیث تیمم ہے کہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارو پھر دائیں کو بائیں پر اور ہاتھوں کے ظاہر اور چہرے پر ملو حالاں کہ تم تیمم میں ایک ضرب پر اکتفا نہیں کرتے اور نہ ہی کہنیوں تک کے مسح کرنے میں، کیسے تم نے صحیحین کی احادیث کی مخالفت کی؟ اگر تمہارے پاس علم کی خوشبو ہے تو تم کہو گے

[1] مسالك الحنفا، ص۵۴، ۵۵ و ص۵۶، طبع حیدرآباد دکن و ص۸۲ تا ۸۴، طبع دار الامين قاهرة، مصر۔

ان احادیث کے مقابلے میں دیگر دلائل قوی ہیں جن پر ہم عامل ہیں تو میں کہوں گا کہ یہاں بھی معاملہ ایسا ہی ہے۔ اس کے خلاف بھی اگر کوئی دلیل ہے تو اس طریق سے اسے لایا جائے کیوں کہ وہ ہی طریقہ اس کے لیے اور دیگر مسائل کے لیے ثبوت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

اگر مجادلہ کرنے والا مالکی المذہب ہے تو میں کہتا ہوں بخاری و مسلم میں ہے بیع کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں انہیں اختیار ہوتا ہے حالاں کہ تم (مالکی) خیارِ مجلس کا انکار کرتے ہو۔

اور مسلم شریف کی صحیح حدیث ہے آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور تمام سر کا مسح نہ فرمایا حالاں کہ تم تمام سر کا مسح لازم قرار دیتے ہو۔ تم نے مسلم کی صحیح حدیث کی مخالفت کیوں کی؟ تم یہ کہو گے ان کے مقابل و معارض احادیث زیادہ قوی ہیں ان کو ہم نے مقدم کیا تو میں کہوں گا کہ ہمارا معاملہ بھی اسی طرح کا ہے۔

اور اگر مجادلہ کرنے والا حنفی المذہب ہے تو میں اس سے کہوں گا بخاری و مسلم میں حدیث ہے کہ اس شخص کی نماز نہیں جو فاتحہ نہ پڑھے حالاں کہ تم (احناف) فاتحہ کے بغیر بھی نماز صحیح قرار دیتے ہو۔ تم نے ان احادیث کی مخالفت کیوں کی؟ تم یہ کہو گے اس کے مقابل اس سے قوی روایات موجود ہیں، ہم ان پر عامل ہیں تو میں کہوں گا میں نے بھی تو یہی بات کہی ہے۔

اور اگر مجادلہ کرنے والا حنبلی المذہب ہے تو میں ان سے کہوں گا بخاری و مسلم میں ہے جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور انہی دنوں میں یہ بات بھی ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے

روزہ نہ رکھو، حالاں کہ تم یوم شک کے روزے کو درست مانتے ہو۔ اب کیا تم نے بخاری و مسلم کی احادیث کی مخالفت نہیں کی؟ تم کہو گے ان کے مقابل ان سے قوی دلائل پر ہم لوگ عامل ہیں تو میں کہوں گا کہ میں بھی تو یہی بات کہتا ہوں۔ آج شاید لوگوں کو یہ بات سمجھ آجائے۔

اب ایک اور اہم معاملہ مقلدینِ مذاہبِ اربعہ کے سامنے بیان کرتا ہوں: صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری، دورِ صدیقی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں تین طلاقیں ایک ہی قرار دی جاتی تھیں۔ میرا ہر طالبِ علم سے یہ سوال ہے: کیا تمہارا اس حدیث پر عمل ہے؟ اگر کوئی اپنی بیوی کو انت طالق ثلاثا کہتا ہے تو کیا تمہارے نزدیک اس پر صرف ایک طلاق واقع ہو گی؟ اگر تم کہو ہاں ایک ہی واقع ہو گی تو اس پر معارضہ کیا جائے گا اور اگر کہو گے کہ تین واقع ہوں گی تو تم نے صحیح مسلم کی حدیث کی مخالفت کی؟ اگر تم کہو گے اس روایت کے مقابلے میں اور قوی احادیث موجود ہیں تو میں کہوں گا زیرِ بحث مسئلہ بھی اسی طریقے سے سمجھ لو۔ میری ان باتوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلم وغیرہ ہر صحیح حدیث کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس پر عمل ضروری ہے، کیوں کہ ان احادیث کے معارض دیگر احادیث بھی ہو سکتی ہیں جو ان سے قوی ہوں گی اور اگر مجادلہ کرنے والا صرف حدیث کا ناقل ہے اور اس کے پاس علمِ فقہ نہیں اس سے یہ کہا جائے گا کہ متقدمین علما کا یہ قول ہے: ”محدّث بغیر فقہ کے اس پنساری کی طرح ہے جو حکیم نہ ہو۔ دوائیاں اس کے پاس موجود ہیں، مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ کس مرض کا

علاج ہے اور فقیہ بغیر حدیث کے اس حکیم کی طرح ہے جو پنساری نہیں وہ یہ جانتا ہے کہ یہ دوائیاں کس مرض کا علاج ہیں، مگر اس کے پاس موجود نہیں ہیں۔)

فقیر اتماما للحجت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی زبانی خود ان (غیر مقلدین) کے امام کی بات نقل کرتا ہے:

"خود میاں نذیر حسین صاحب، معیار الحق میں لکھتے ہیں:

'بعض ائمہ کا ترک کرنا بعض احادیث کو فرعِ تحقیق ان کی کی ہے۔ کیوں کہ انہوں نے اُن احادیث کو احادیثِ قابل عمل نہیں سمجھا، بدعوی نسخ یا بدعویٰ ضعف اور امثال اس کے' الخ[1] اس امثال کے بڑھانے نے کھول دیا کہ بے دعویٰ نسخ یا ضعف بھی ائمہ بعض احادیث کو قابلِ عمل نہیں سمجھتے اور بے شک ایسا ہی ہے خود اسی "معیار" میں حدیثِ جلیلِ صحیح بخاری شریف: حتی ساوی الظل التلول؛[2] (یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا) کو بعض مقلدین شافعیہ کی ٹھیٹ تقلید کر کے بحیلۂ تاویلات باردہ کاسدہ ساقطہ فاسدہ متروک العمل کر دیا اور عذرِ گناہ کے لیے بولے کہ جمعاً بین الادلۃ (دلائل میں مطابقت پیدا کرنے کے لیے) یہ تاویلیں حقہ کی گئیں۔ اور اس کے سوا اور بہت احادیث صحاح کو محض اپنا مذہب بنانے کے لیے بدعاویِ باطلہ عاطلہ ذاہلہ بے دھڑک واہیات و مردود بتا دیا۔ جس کی تفصیلِ جلیل فقیر کے رسالہ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین میں مذکور۔"[3]

---

[1] معیار الحق، ص۱۵۱، طبع مکتبۂ نذیریہ، لاہور۔

[2] صحیح بخاری، ج۱، ص۸۸، طبع قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[3] الفضل الموھبی، ص۶ و ۷۔ فتاوٰی رضویہ، ج۲۷، ص۶۹، طبع رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سب سے پہلا مذہب اور زمانِ نبوت سے، بلکہ حقیقۃً خود نبوت سے اقرب مذہب ختم ہونے میں سب سے آخری مذہب مذہبِ حنفی ہے (کما فی المیزان للشعرانی) اور لاکھوں کروڑوں محدثین، مفسرین، علماءِ کاملین، اولیاءِ واصلین اور سلاطین حنفی ہوئے اور امتِ مرحومہ کا اکثر و بیشتر معتد حصہ مذہبِ حنفی کا پابند ہے۔ صاحبِ "حدائقِ حنفیہ" نے مشہور و معروف علماءِ عظام و محدثین، مفسرین، مصنفین اولیاءِ کرام فقہاءِ ذوی الاحترام میں سے بعض کے حالات لکھے ہیں، جس کا اندازاً تقریباً اجمالی ٹوٹل یہ ہے:

دوسری صدی کے	....	۴۱
تیسری کے	....	۵۳
چوتھی صدی کے	....	۶۴
پانچویں کے	....	۶۷
چھٹی کے	....	۹۶
ساتویں کے	....	۱۰۰
آٹھویں کے	....	۱۰۳
نویں کے	....	۹۶
دسویں کے	....	۹۲
گیارھویں کے	....	۷۲
بارھویں کے	....	۷۶
تیرھویں کے	....	۵۹
		919

کیا ان سب کی نمازیں باطل تھیں یہ ناجائز کام، بلکہ بقولِ غیر مقلدین بدعت اور شرک میں مبتلا تھے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

تقلید اور شانِ امام کے متعلّق بہت کچھ سامنے ہے۔ دل چاہتا ہے کہ جو کچھ زیرِ نظر ہے سب نقل کر کے ترتیب دوں۔ قلم کو روکتے روکتے یہاں تک پہنچا۔ یہ سب کچھ کثرتِ مصروفیات مثلِ تدریس اور اپنے طلبہ کا سالانہ امتحان اور جلسۂ دستار فضیلت وغیرہ اہم کاموں کے دوران ہوا۔ تعلیمی سال ختم ہونے کو ہے، طلبہ کی باقی ماندہ کتب ختم کرانی ہیں اور بقیہ تصانیف کو بھی مکمل کرنا ہے۔ اگر پھر فرصت کا وقت ملا اس موضوع پر قلم رواں دواں چلے گا اور بقیہ تمنّا پوری ہوگی۔

اگر شانِ امام کے متعلّق مزید دیکھنا ہے تو درجِ ذیل کتابیں ملاحظہ ہوں:

- حدائقِ حنفیہ، حدیقۂ اوّل
- میزانِ شعرانی
- عقود المرجان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان
- قلائد عقود الدرر والمرجان فی مناقب النعمان
- الروضۃ العالیۃ المنیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ تینوں امام طحاوی کی
- بستان فی مناقب النعمان للقرشی صاحب جواہر المضیۃ
- شقائق النعمان فی مناقب النعمان للزمخشری

- کتاب الشعبی بقدر ۲۰ جز
- کتاب موفق الدین
- کشف الآثار للحارثی
- کتاب ظہیر الدین مرغینانی
- الانتصار یوسف سبط ابن جوزی
- کتاب ابو عبداللہ حسین بن علی ضیمری متوفّٰی ۴۰۴ھ
- کتاب ابن الصلت متوفّٰی ۳۰۸ھ
- کتاب کردری متوفّٰی ۳۲۸ھ
- کتاب ابن العوام
- کتاب مواہب الشریفۃ ترجمۃ تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان لابن کاس
- تبییض الصحیفۃ للسیوطی
- عقود الجمان محمد بن یوسف دمشقی شافعی فرغ منہ ۹۳۹ھ
- کتاب زکریا نیشاپوری
- کتاب محمد نیشاپوری متوفّٰی ۳۵۷ھ
- الحیاض لسیواسی
- الابانۃ قاضی احمد بلخی
- قلائد العقیان

- خیرات الحسان لابن حجر مکی
- تنویر الصحیفۃ ابن عبد الھادی حنبلی
- فتح المنان فی مناقب النعمان للشیخ عبد الحق محدث دھلوی
- صحیفہ للذھبی متوفّٰی ۷۴۰ھ
- رسالہ محمد ذھبی شافعی متوفّٰی۸۲۸ھ
- التعلیق الممجد، ص۳۱

یہ تو مستقل رسالے تھے۔

لا قید ولا تحصٰی۔ کچھ فہرست دیکھو حدائقِ حنفیہ، ص ۸۲۔

قصہ ہائے (امام) یار دارد بس مقام
صد قیامت بگزرد و آں ناتمام

سچ کہا ہے مولوی عبد الحی لکھنوی نے:

واما ابو حنیفۃ فلہ مناقب جمیلۃ ومآثر جلیلۃ عقل الانسان قاصر عن ادراکھا ولسانہ عاجز عن تبیانھا.[1]

(اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقبِ جمیلہ اور مآثرِ جلیلہ کے مکمل ادراک سے انسان کی عقل قاصر ہے اور زبان ان کے مدائح بیان کرنے سے عاجز ہے۔)

---

[1] مقدمۃ التعلیق الممجد، ص۳۱۔

بوجہِ طولِ تمہید اس کو رسالے کا مستقل پہلا حصّہ مقرر کرتا ہوں۔ اور اس کا نام:

"اِعْلَامُ الْجَاهِلِ الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيْدُ
بِمَقَامِ الْاِمَامِ وَحُكْمِ التَّقْلِيْدُ"

رکھتا ہوں۔

من شاء فليضمه مع الآخر ومن لم يشاء لم يضم والحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين وعلى اتباعه المجتهدين خصوصًا على امامنا الاعظم سراج الملّة والدين وعلى متبعيه ومحبيه الى يوم الدين.

رقمه الفقير ابو المحسن محمد منظور احمد الفيضى السنى الحنفى الجشتى غفر الله له ولوالديه واحسن اليهما واليه ورزقنا محبته واقامنا لديه.

۱۴؍ شعبان ۱۳۸۵ھ

قصیدۃ النعمان رضی اللہ عنہ

يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا أَرْجُوْا رِضَاكَ وَأَحْتَمِي بِحِمَاكَا

وَاللهِ يَا خَيْرَ الْخَلَائِقِ إِنَّ لِيْ قَلْبًا مَّشُوْقًا لَّا يَرُوْمُ سِوَاكَا

وَبِحَقِّ جَاهِكَ إِنَّنِيْ بِكَ مُغْرَمٌ وَاللهُ يَعْلَمُ أَنَّنِيْ أَهْوَاكَا

أَنْتَ الَّذِيْ لَوْلَاكَ مَاخُلِقَ امْرُءٌ كَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰى لَوْلَاكَا

أَنْتَ الَّذِيْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرِ اكْتَسَا وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بِهَاكَا

أَنْتَ الَّذِيْ لَمَّا رُفِعْتَ إِلَى السَّمَآءِ بِكَ قَدْ سَمَتْ وَتَزَيَّنَتْ لِسُرَاكَا

أَنْتَ الَّذِيْ نَادٰيكَ رَبُّكَ مَرْحَبًا وَلَقَدْ دَعَاكَ لِقُرْبِهِ وَحَيَّاكَا

أَنْتَ الَّذِيْ فِيْنَا سَئَلْتَ شَفَاعَةً نَادٰيكَ رَبُّكَ لَمْ يَكُنْ لِسِوَاكَا

أَنْتَ الَّذِيْ بِكَ قَدْ تَوَسَّلَ آدَمُ مِنْ ذِلَّةٍ بِكَ فَازَوَهُوَ أَبَاكَا

وَبِكَ خَلِيْلٌ دَعَا فَكَادَتْ نَارُهُ بَرْدًا وَقَدْ خَمِدَتْ بِنُوْرِ سَنَاكَا

وَدَعَاكَ أَيُّوْبُ لِضُرٍّ مَسَّهُ فَأُزِيْلَ عَنْهُ الضُّرُّ حِيْنَ دَعَاكَا

وَبِكَ الْمَسِيْحُ أَتٰى بَشِيْرًا مُخْبِرًا بِصِفَاتِ حُسْنِكَ مَادِحًا لِعُلَاكَ

وَكَذَاكَ مُوْسٰى لَمْ يَزَلْ مُتَوَسِّلًا بِكَ فِي الْقِيٰمَةِ مُحْتَمٍ بِحِمَاكَ

وَالْأَنْبِيَاءُ وَكُلُّ خَلْقٍ فِي الْوَرٰى وَالرُّسُلُ وَالْأَمْلَاكُ تَحْتَ لِوَاكَا

لَكَ مُعْجِزَاتٌ أَعْجَزَتْ كُلَّ الْوَرٰى وَفَضَآئِلُ جَلَّتْ فَلَيْسَتْ تُحَاكَا

نَطَقَتْ طَعَامٌ بِسِمِّهٖ لَكَ مُعْلِنًا ۔۔۔ وَالضَّبُّ قَدْ لَبَّاكَ حِيْنَ لِقَاكَا
وَالذِّئْبُ جَاءَتْ وَالْغَزَالَةُ قَدْ اَتَتْ ۔۔۔ بِكَ تَسْتَجِيْرُ وَتَحْتَمِيْ بِحِمَاكَا
وَكَذَا الْوُحُوْشُ اَتَتْ اِلَيْكَ وَسَلَّمَتْ ۔۔۔ وَشَكٰى الْبَعِيْرُ اِلَيْكَ حِيْنَ رَاٰكَا
وَدَعَوْتَ اَشْجَارًا اَتَتْكَ مُطِيْعَةً ۔۔۔ وَسَعَتْ اِلَيْكَ مُجِيْبَةً لِنِدَاكَا
وَالْمَاءُ فَاضَ بِرَاحَتَيْكَ وَسَبَّحَتْ ۔۔۔ صُمُّ الْحَصَا بِالْفَضْلِ فِيْ يُمْنَاكَا
وَعَلَيْكَ ظَلَّتِ الْغَمَامَةُ فِي الْوَرٰى ۔۔۔ وَالْجِذْعُ حَنَّ اِلٰى كَرِيْمِ لِقَاكَا
وَكَذَاكَ لَا اَثَرٌ لِمَشْيِكَ فِي الثَّرٰى ۔۔۔ وَالصَّخْرُ قَدْ غَاصَتْ بِهٖ قَدَمَاكَا
اَشْفَيْتَ ذَا الْعَاهَا مِنْ اَمْرَاضِهِمْ ۔۔۔ وَمَلَأْتَ كُلَّ الْاَرْضِ مِنْ جَدْوَاكَا
وَرَدَدْتَّ عَيْنَ قَتَادَةَ بَعْدَ الْعَمٰى ۔۔۔ وَابْنَ الْحُصَيْنَ شَفَيْتَهٗ بِشِفَاكَا
وَكَذَا خُبَيْبًا وَّابْنَ عَفْرَا بَعْدَ مَا ۔۔۔ جُرِحَا شَفَيْتَهُمَا بِلَمْسِ يَدَاكَا
وَعَلِيٌّ مِّنْ رَمَدٍ بِهٖ دَاوَيْتَهٗ ۔۔۔ فِيْ خَيْبَرٍ وَّشَفَا بِطِيْبِ لَمَاكَا
وَسَئَلْتَ رَبَّكَ فِي ابْنِ جَابِرٍ بَعْدَ مَا ۔۔۔ اَنْ مَاتَ اَحْيَاهُ وَقَدْ اَرْضَاكَا
وَدَعَوْتَ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعْلِنًا ۔۔۔ فَانْهَلَّ قَطْرَةُ السُّحُبِ حِيْنَ دَعَاكَا
فَدَعَوْتَ كُلَّ الْخَلْقِ فَانْقَادُوْا اِلٰى ۔۔۔ دَعْوَاتِكَ طَوْعًا سَامِعِيْنَ نِدَاكَا
اَعْدَاكَ عَادُوْا فِي الْقَلْبِ بِجَهْلِهِمْ ۔۔۔ طُرًّا وَّقَدْ حُرِبُوْا لِرِضًا بِجَفَاكَا
فِيْ يَوْمِ بَدْرٍ قَدْ اَتَتْكَ مَلَائِكٌ ۔۔۔ مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ قَاتَلَتْ اَعْدَاكَا
وَالْفَتْحُ جَاءَكَ يَوْمَ فَتْحِكَ مَكَّةَ ۔۔۔ وَالنَّصْرُ فِي الْاَحْزَابِ قَدْ وَافَاكَا
وَهُوْدٌ وَّيُوْنُسُ مِّنْ بَهَاكَ تَجَمَّلَا ۔۔۔ وَجَمَالُ يُوْسُفَ مِنْ ضِيَاءِ سَنَاكَا

قَدْ فُقْتَ يَا طٰهٰ جَمِيْعَ الْاَنْبِيَآءِ　　طُرًّا فَسُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرَاكَا

وَاللّٰهِ يٰسٓ مِثْلُكَ لَمْ يَكُنْ　　فِي الْعَالَمِيْنَ وَحَقِّ مَنْ مَنَّاكَا

عَنْ وَّصْفِكَ الشُّعَرَاءُ يَا مُدَّثِّرُ　　عَجَزُوْا وَكَلُّوا مِنْ صِفَاتِ عُلَاكَا

مَاذَا يَقُوْلُ الْمَادِحُوْنَ وَمَا عَسٰى　　اَنْ يَجْمَعَ الْكُتَّابُ مِنْ مَعْنَاكَا

وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ الْبِحَارَ مِدَادُهُمْ　　وَالْغَشْبُ اَقْلَامٌ جُعِلْنَ لِذَاكَا

لَمْ يَقْدِرِ الثَّقَلَانِ يَجْمَعُ نَذْرَةً　　اَبَدًا وَّمَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ اِدْرَاكَا

لِيْ فِيْكَ قَلْبٌ مُّغْرَمٌ يَّا سَيِّدِيْ　　وَحَشَاشَةٌ مَّحْشُوَّةٌ بِهَوَاكَا

وَاِذَا سَكَتُّ فَفِيْكَ صُمْتِيْ كُلُّهُ　　وَاِذَا نَطَقْتُ فَامْدَحُ عُلْيَاكَا

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا　　وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰى اِلَّاكَا

يَامَالِكِيْ كُنْ شَافِعِيْ مِنْ فَاقَتِيْ　　اِنِّيْ فَقِيْرٌ فِي الْوَرٰى لِغِنَاكَا

يَآ اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى　　جُدْلِيْ بِجُوْدِكَ وَاَرْضِنِيْ رِضَاكَا

اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ　　لِاَبِيْ حَنِيْفَةَ فِي الْاَنَامِ سِوَاكَا

فَعَسَاكَ تَشْفَعُ فِيْهِ عِنْدَ حِسَابِهٖ　　وَلَقَدْ غَدَا مُتَمَسِّكًا بِعُرَاكَا

فَلَاَنْتَ اَكْرَمُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ　　وَمَنِ الْتَجَا لِحِمَاكَ نَالَ وَفَاكَا

وَاجْعَلْ فِدَايَ شَفَاعَةٍ لِّيْ غَدَا　　فَعَسٰى اَكُنْ فِي الْحَشْرِ تَحْتَ لِوَاكَا

صَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهُدٰى　　مَا حَنَّ مُشْتَاقٌ اِلٰى مَثْوَاكَا

وَعَلٰى صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيْعِهِمْ　　وَالتَّابِعِيْنَ وَكُلِّ مَنْ وَّالَاكَا

منقبت بحضور سرکار امامِ اعظم رضی اللہ عنہ

از: حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ



ہمارے آقا ہمارے مولیٰ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
ہمارے ملجا ہمارے ماویٰ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

زمانے بھر نے زمانے بھر میں بہت تجسس کیا و لیکن
ملا نہ کوئی امام تم سا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

تمہارے آگے تمام عالم نہ کیوں کرے زانوئے ادب خم
کہ پیشوایانِ دیں نے مانا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

نہ کیوں کریں ناز اہلِ سنّت کہ تم سے چمکا نصیبِ امّت
سراجِ اُمّت ملا جو تم سا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

ہوا اُولِی الْاَمْرِ سے یہ ثابت کہ تیری طاعت اہمّ و واجب
خدا نے ہم کو کیا تمہارا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

کسی کی آنکھوں کا تو ہے تارا کسی کے دل کا بنا سہارا
مگر کسی کے جگر میں آرا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

جو تیری تقلید شرک ہوتی محدثین سارے ہوتے مشرک
بخاری و مسلم ابنِ ماجہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

کہ جتنے فقہا محدثین ہیں تمہارے خرمن سے خوشہ چیں ہیں
ہوں واسطے سے کہ بے وسیلہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

سراج تو ہے بغیر تیرے جو کوئی سمجھے حدیث و قرآں
پھرے بھٹکتا نہ پائے رستہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

خبر لے اے دستگیرِ اُمّت ہے سالکِ بے خبر پہ شدّت
وہ تیرا ہو کر پھرے بھٹکتا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

مآخذ و مراجع

نمبر	نام کتاب	مصنف	ناشر
۱	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	
۲	کنزالایمان	امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ (۱۳۴۰ھ)	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
۳	مسند امام اعظم	امامِ اعظم ابو حنیفہ (۱۵۰ھ)	محمد سعید اینڈ سنز، کراچی
۴	مسند احمد	امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (۲۴۱ھ)	موسسۃ الرسالۃ، بیروت
۵	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ عنہ (۲۵۶ھ)	مکتبہ طوق النجاۃ، بیروت
۶	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری رضی اللہ عنہ (۲۶۱ھ)	دار الجیل، بیروت
۷	جامع ترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ (۲۷۹ھ)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۸	سنن ابو داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث رضی اللہ عنہ (۲۷۵ھ)	دار الکتاب العربی، بیروت
۹	ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ (۲۷۳ھ)	دار الفکر، بیروت
۱۰	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ (۲۳۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۱۱	شرح معانی الآثار	امام ابو جعفر طحاوی رضی اللہ عنہ (۳۲۱ھ)	مجتبائی، لاہور
۱۲	جامع مسانید امام اعظم	امام خوارزمی رضی اللہ عنہ (۶۶۵ھ)	مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن
۱۳	صحیح ابن حبان	امام ابو حاتم محمد بن حبان رضی اللہ عنہ (۳۵۴ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
۱۴	دلائل النبوۃ	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رضی اللہ عنہ (۴۵۸ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
۱۵	المعجم الکبیر	امام ابو القاسم طبرانی رضی اللہ عنہ (۳۶۰ھ)	مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل
۱۶	مستدرک	امام ابو عبد اللہ حاکم رضی اللہ عنہ (۴۰۵ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
۱۷	سنن کبریٰ بیہقی	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رضی اللہ عنہ (۴۵۸ھ)	نشر السنۃ، ملتان
۱۸	مسند ابو یعلی	امام ابو یعلی موصلی (۳۰۷ھ)	دار المامون للتراث، دمشق
۱۹	سنن دارمی	امام ابو عبد اللہ دارمی (۲۵۵ھ)	دار الکتاب العربی، بیروت
۲۰	شعب الایمان	امام ابو بکر بیہقی (۴۵۸ھ)	مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع، ریاض
۲۱	مشکوۃ المصابیح	امام ولی الدین خطیب تبریزی (۷۴۰ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی

۲۲	تاریخ بغداد	خطیب بغدادی (۴۶۳)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۳	عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری	امام بدر الدین عینی رضی اللہ عنہ (۸۵۵ھ)	دار الفکر بیروت
۲۴	مقدمہ کتاب الآثار	امام محمد شیبانی (۱۸۹ھ)	ادارۃ القرآن، کراچی
۲۵	تاریخ دمشق	امام ابن عساکر (۵۷۱ھ)	دار احیاء التراث، بیروت
۲۶	مجمع الزوائد	امام نور الدین ہیثمی رضی اللہ عنہ (۸۰۷ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۲۷	جامع الاحادیث	امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ	دار الفکر، بیروت
۲۸	مسند ابو حنیفہ لابن یعقوب	امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ (۱۸۲ھ)	
۲۹	حلیۃ الاولیاء	امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی رضی اللہ عنہ (۴۳۰ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۰	جامع صغیر	امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (۹۱۱ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۱	کنز العمال	امام علی متقی مکی رضی اللہ عنہ (۹۷۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۲	فتح الکبیر	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رضی اللہ عنہ (۱۳۵۰)	مصطفیٰ البابی، مصر
۳۳	السراج المنیر	علامہ علی بن احمد عزیزی رضی اللہ عنہ (۱۰۷۰ھ)	مصطفیٰ البابی، مصر
۳۴	زجاجۃ المصابیح	علامہ سیّد عبد اللہ شاہ نقشبندی محدث دکن رضی اللہ عنہ (۱۳۸۴ھ)	حیدر آباد دکن
۳۵	سبل الھدیٰ والرشاد	امام محمد بن یوسف شامی رضی اللہ عنہ (۹۴۲ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۳۶	فیض القدیر شرح جامع الصغیر	علامہ عبد الرؤف مناوی رضی اللہ عنہ (۱۰۳۱ھ)	دار الکتب العلمیہ و دار المعرفۃ، بیروت
۳۷	ہدی الساری مقدمہ فتح الباری	امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (۸۵۲ھ)	دار الریان للتراث، قاہرہ، مصر
۳۸	ارشاد الساری شرح صحیح البخاری	امام شہاب الدین قسطلانی رضی اللہ عنہ (۹۲۳ھ)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۳۹	تعجیل المنفعۃ بزوائد رجال الائمۃ الاربعۃ	حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (۸۵۲ھ)	دار البشائر الاسلامیہ، حلب
۴۰	شرح علل الترمذی لابن رجب	امام ابن رجب (۷۹۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۱	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح	محدث ملا علی قاری مکی رضی اللہ عنہ (۱۰۱۴ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت

۴۲	التعلیق المجد علی موطا امام محمد	علامہ عبد الحی لکھنوی (۱۳۰۴ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۴۳	اصول الفقہ	امام سرخسی رضی اللہ عنہ (۴۹۰ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۴	بدائع الصنائع	علامہ ابو بکر کاسانی رضی اللہ عنہ (۵۸۷ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۴۵	کشف المحجوب	سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ (۴۶۵ھ)	اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور
۴۶	تذکرۃ الموضوعات	علامہ طاہر پٹنی (۹۸۶ھ)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۴۷	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار رضی اللہ عنہ (۶۲۷ھ)	شمع بک ایجنسی، لاہور
۴۸	الاکمال فی اسماء الرجال	شیخ ولی الدین خطیب رضی اللہ عنہ (۷۴۰ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۴۹	کتاب المیزان	امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ (۹۷۳ھ)	مصطفی البابی، مصر
۵۰	الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء	امام ابن عبد البر رضی اللہ عنہ (۴۶۳ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۵۱	مناقب ابی حنیفہ	حافظ شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ)	
۵۲	کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام البزدوی	علامہ عبد العزیز احمد بن محمد بخاری	دار الکتاب العربی، بیروت
۵۳	احیاء علوم الدین	امام محمد غزالی (۵۰۵ھ)	دار المعرفۃ، بیروت
۵۴	کتاب الفہرست	ابن ندیم (۳۸۵ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور
۵۵	الخیرات الحسان	امام ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ (۹۷۳ھ)	مکتبہ ایشیق، ترکی
۵۶	تقریب التہذیب	امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (۸۵۲ھ)	المکتبۃ التجاریۃ، دار الفکر
۵۷	لسان المیزان	حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (۸۵۲ھ)	مؤسسۃ العلم للمطبوعات، بیروت
۵۸	تہذیب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (۸۵۲ھ)	دار الفکر، بیروت
۵۹	عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید	امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ)	لاہور
۶۰	مقدمہ تحفۃ الاحوذی	عبد الرحمن مبارکپوری (۱۳۲۵ھ)	مکتبہ توفیقیہ القاہرہ، مصر
۶۱	مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان	امام ابو محمد عبد اللہ بن اسعد یافعی (۷۶۸ھ)	دار الکتب الاسلامی، قاہرہ، مصر
۶۲	طبقات الفقہاء	امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی شیرازی (۴۷۶ھ)	دار الرائد العربی، بیروت
۶۳	تبییض الصحیفۃ	امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (۹۱۱ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۰ھ

۶۴	شرح سفر السعادۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۱۰۵۲ھ)	نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی،لاہور، ۱۴۳۱ھ
۶۵	رد المحتار علی در مختار	امام ابن عابدین شامی رضی اللہ عنہ (۱۲۵۲ھ)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۶۶	کلمات طیبات مجموعہ مکاتیب	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۱۱۷۶ھ)	دہلی
۶۷	ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۱۱۷۶ھ)	صدیقی، دہلی
۶۸	مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ	صدر الائمہ امام موفق بن احمد مکی رضی اللہ عنہ (۵۶۸ھ)	مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد دکن
۶۹	در مختار	امام علاؤ الدین حصکفی (۱۰۸۸ھ)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۷۰	الموضوعات الکبری	ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۷۱	فتاویٰ رضویہ	امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ (۱۳۴۰ھ)	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
۷۲	فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۱۰۷۶ھ)	رحیمیہ، دہلی
۷۳	اخبار ابی حنیفہ	امام حسین بن علی صیمری رضی اللہ عنہ (۴۳۶ھ)	عالم الکتب، بیروت
۷۴	طبقات کبریٰ	امام عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ (۹۷۳ھ)	مصطفی البابی، مصر
۷۵	تاریخ ابن خلکان	شمس الدین ابن خلکان (۶۸۱ھ)	دار صادر، بیروت
۷۶	الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ	علامہ عبد الحی لکھنوی (۱۳۰۴ھ)	بمطبعۃ السعادۃ مصر
۷۷	تعلیقات الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الفقہاء	علامہ محمد زاہد کوثری رضی اللہ عنہ (۱۳۷۱ھ)	مصر
۷۸	تذکرۃ الحفاظ	حافظ ذہبی (۷۴۸ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۷۹	طبقات حنفیہ	ملا علی قاری رضی اللہ عنہ (۱۰۱۴ھ)	
۸۰	کوثر النبی	علامہ عبد العزیز پرہاروی رضی اللہ عنہ (۱۲۳۹ھ)	ملتان
۸۱	صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین	امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ (۱۳۴۰ھ)	
۸۲	مقدمہ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۱۰۵۲ھ)	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۸۳	مناقب الامام الاعظم	علامہ کردری رضی اللہ عنہ	دائرۃ المعارف، حیدر آباد دکن
۸۴	الجواہر المضیہ	علامہ عبد القادر قرشی رضی اللہ عنہ	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۸۵	عجالہ نافعہ	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۱۲۳۹ھ)	دہلی، کراچی
۸۶	قرۃ العینین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (۱۱۷۶ھ)	دہلی
۸۷	عقود الجواہر المنیفۃ	امام محمد مرتضیٰ زبیدی رضی اللہ عنہ (۱۲۰۵ھ)	المطبعۃ الوطنیۃ الاسکندریۃ مصر

۸۸	جامع بیان العلم	حافظ ابن عبد البر	ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، مصر
۸۹	البدایۃ والنھایۃ	ابن کثیر	دار الفجر للتراث القاھرۃ
۹۰	مناقب علی القاری بذیل الجواھر المضیہ فی طبقات الحنفیہ	ملا علی قاری مکی (۱۰۱۴ھ)	میر محمد کتب خانہ، کراچی
۹۱	الملل والنحل	علامہ عبد الحکیم شہرستانی (۵۴۷ھ)	دار الکتب العلمیہ، بیروت
۹۲	معرفۃ علوم الحدیث	امام ابو عبد اللہ حاکم رضی اللہ عنہ (۴۰۵ھ)	دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن
۹۳	عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان	علامہ محمد بن یوسف صالحی (۹۴۲ھ)	دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن
۹۴	تانیب الخطیب علی ماساقہ ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب	علامہ محمد زاہد کوثری (۱۳۷۱ھ)	مصر
۹۵	مسالک الحنفاء	امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (۹۱۱ھ)	حیدر آباد دکن و دار الامین قاہرۃ، مصر
۹۶	الفضل الموھبی	امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ (۱۳۴۰ھ)	لاہور
۹۷	حدائق الحنفیہ	فقیر محمد جہلمی	دہلی والمیزان ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۲۰۰۵ء
۹۸	الحیات بعد الممات	نذیر حسین دہلوی (۱۳۲۰ھ)	
۹۹	مقام ابی حنیفہ	سرفراز صفدر	مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ
۱۰۰	اتحاف النبلاء	نواب صدیق حسن بھوپالی (۱۳۰۷ھ)	
۱۰۱	سیرت نعمان	شبلی نعمانی	مفید عام، آگرہ، ۱۸۹۲ء
۱۰۲	ابن ماجہ اور علم حدیث	عبد الرشید نعمانی	قدیمی کتب خانہ، کراچی
۱۰۳	تلخیص الاستغاثۃ المعروف بالرد علی البکری	ابن تیمیہ (۷۲۸ھ)	مکتبۃ الغرباء الاثریۃ
۱۰۴	منہاج السنۃ النبویۃ	ابن تیمیہ (۷۲۸ھ)	مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ
۱۰۵	مقدمہ ابن خلدون	ابن خلدون (۸۰۸ھ)	مکتبہ عصریہ بیروت

انجمن ضیاء طیبہ کے مصروفِ عمل شعبہ جات

ضیائی مدارس
ناظرہ و حفظ قرآن و درسِ نظامی
(طلبا و طالبات)

ضیائی دارالافتاء
خط و کتابت و آن لائن قرآن و حدیث و شریعت
کی روشنی میں آپ کے مسائل کا حل

ضیائی ریسرچ لائبریری
ریسرچ اسکالرز کو مطالعہ و تحقیق کے لیے
کتب کی فراہمی

ضیائی دارالتصنیف
ریسرچ اسکالرز سے بطور وظیفہ مختلف عنوانات
پر مقالات تالیف کروانا

ضیائی دارالاشاعت
ادارہ کے جانب سے اب تک سو ۱۰۰ سے
زائد کتب کی اشاعت و مفت تقسیم

ضیائی قرآن و حدیث
مختلف مقامات پر دروسِ قرآن و حدیث و
فقہ کے اجتماعات کا انعقاد کرنا

ضیائی مجالس و محافل
مخصوص ایام و شبہائے مقدسہ میں مختلف
مقامات پر شاندار اجتماع کا انعقاد کرنا

ضیائی زاویہ فکر و نظر
بیداری اہلسنت کے لیے کاؤنسلنگ
سسٹم متعارف کروانا

ضیائی تربیتی نشستیں
حجاج وائمہ و طلبہ کی عملی تربیت سے
رہنمائی کرنا

ضیائی استخارہ
عوام اہلسنت کی پریشانیوں کا
استخارہ و تعویذات سے حل

ضیائی خط و کتابت کورس
خط و کتاب کے ذریعے مختلف کورسز سے
آگاہی و تربیت دینا

ضیائی ریڈرز کلب
معاشرے میں مطالعے کا ذوق بیدار کرنے
کے لیے مفت کتب کی تقسیم

ضیائی آئی ٹی ونگ
مذہب اہلسنت و جماعت کے افکار و نظریات
کا سوشل میڈیا سے پرچار کرنا

ضیائی الفلاح
مستحق افراد میں راشن کی تقسیم نیز
شادی بیاہ وغیرہ میں امداد کرنا

ضیائی نیوز
اہلسنت کی خبروں و اطلاعات کی بذریعہ
sms اور سوشل میڈیا سے تشہیر کرنا

 **www.ziaetaiba.com** 